

اسلامی مسائل و خصائل کا خزانہ

جنتی لایہ



تالیف

مفت محمد رفیع

مفت محمد رفیع علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مہجدادی

ایڈریس: دارالافتاء، 100-91-90-92، فون: 2201479
2203311-2314045 فون: 2201479
Email: maktaba@dawateislami.net
Website: www.dawateislami.net

مکتبہ الدین

جنتی ریور حصہ اول

حمد

اے خداوند جہاں! اے خالق لیل و نہار
تو دو عالم کا حقیقی مالک و مختار ہے
تو نے بخشی ہے فلک کے چاند تاروں کو چمک
رحمت عالم کے دامن کرم کا واسطہ
کھول دے میری دُعاؤں کے لئے باب قبول
عرض کرتا ہوں تیرے آگے پچشم اٹکبار
ہو نہیں سکتی تیری حمد و ثناء ہے بے شمار
ذرے ذرے پر ترا چلتا ہے حکم و اقتدار
تیری قدرت سے گل و غنچہ پہ آتا ہے نکھار
بخش دے میرے گناہوں کو ہوں نادم، شرمسار

نعت

روضہ پُر نور پر ہم کو بلائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
منظر طیبہ بنا دیتا ہے دل کو بے قرار
گلستانِ زندگی نذر خزاں ہونے لگا
گنبد خضراء کو دیکھیں دشت و صحرا میں پھریں
آپ کے دربارِ اقدس میں ہزاروں کی طرح
پھر وہاں سے عمر بھر واپس نہ آئیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یاد آتی ہے مدینہ کی فضائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھیج دو باغِ مدینہ کی ہوائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تیری آغوش کرم میں مسکرائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم بھی آ کر داستانِ غم سنائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) معاملات

معاملات نہ ہوں گر درست انسان کے توجانور سے بھی بد ترھے آدمی کی حیات -

عورت کیا ہے؟

- عورت :** خدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔
- عورت :** دنیا کی آباد کاری اور دینداری میں مردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے۔
- عورت :** مرد کے دل کا سکون، روح کی راحت، ذہن کا اطمینان، بدن کا چین ہے۔
- عورت :** دنیا کے خوبصورت چہرہ کی آنکھ ہے، اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی صورت کافی ہوتی۔
- عورت :** آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے سوا تمام انسانوں کی ”ماں“ ہے اس لئے وہ سب کے لئے قابل احترام ہے۔
- عورت :** کا وجود انسانی تمدن کے لئے بے حد ضروری ہے اگر عورت نہ ہوتی تو مردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی۔
- عورت :** بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ ماں بن کر اولاد سے محبت کرتی ہے۔ اس لئے عورت دنیا میں پیار و محبت کا ایک ”تاج محل“ ہے۔

عورت اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے عورتوں کا حال بہت خراب تھا۔ دنیا میں عورتوں کی کوئی عزت و وقعت ہی نہیں تھی۔ مردوں کی نظر میں اس سے زیادہ عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ایک ”کھلونا“ تھیں۔ عورتیں دن رات مردوں کی قسم قسم کی خدمت کرتی تھیں اور طرح طرح کے کاموں سے یہاں تک کہ دوسروں کی محنت مزدوری کر کے جو کچھ کماتی تھیں وہ بھی مردوں کو دے دیا کرتی تھیں، مگر ظالم مرد پھر بھی ان عورتوں کی کوئی قدر نہیں کرتے تھے بلکہ جانوروں کی طرح انہیں مارتے پیٹتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر عورتوں کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی قتل بھی کر ڈالتے تھے۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے اسی طرح اپنے باپ کی بیویوں کے بھی مالک بن جایا کرتے تھے، اور ان عورتوں کو زبردستی لونڈیاں بنا کر رکھ لیا کرتے تھے۔ عورتوں کو ان کے ماں باپ، بھائی، بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا نہ عورتیں کسی چیز کی مالک ہوا کرتی تھیں۔ عرب کے بعض قبیلوں میں یہ ظالمانہ دستور تھا کہ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا۔ وہ جھونپڑے سے باہر نکل سکتی تھیں نہ غسل کرتی تھیں نہ کپڑے بدل سکتی تھیں۔ کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرتی تھیں۔ بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مر جاتی تھیں

اور جو زندہ بچ جاتی تھیں تو ایک سال کے بعد ان کے آنچل میں اونٹ کی میٹنیاں ڈال دی جاتی تھیں اور ان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنے بدن کو گرڑیں پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں چکر لگائیں اور ادھر ادھر اونٹ کی میٹنیاں پھینکتی ہوئی چلتی رہیں۔ یہ اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ ان عورتوں کی عدت ختم ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی طرح طرح کی خراب اور تکلیف دہ رسمیں تھیں جو غریب عورتوں کے لئے مصیبتوں اور بلاؤں کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں اور بے چاری مصیبت کی ماری عورتیں گھٹ گھٹ کر اور رو کر اپنی زندگی کے دن گزارتی تھیں اور ہندوستان میں تو بیوہ عورتوں کے ساتھ ایسے ایسے دردناک ظالمانہ سلوک کئے جاتے تھے جن کو سوچ سوچ کر کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے۔ ہندو دھرم میں ہر عورت کے لئے فرض تھا کہ وہ زندگی بھر قسم قسم کی خدمتیں کر کے ”پتی پوجا“ (شوہر کی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی ”چتا“ کی آگ کے شعلوں پر زندہ لیٹ کر ”ستی“ ہو جائے یعنی شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ عورت بھی جل کر رکھ دیا جائے۔ غرض پوری دنیا میں بے رحم اور ظالم مرد عورتوں پر ایسے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے کہ ان ظلموں کی داستان سن کر ایک درد مند انسان کے سینے میں رنج و غم سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ان مظلوم اور بے کس عورتوں کی مجبوری اور لا چاری کا یہ عالم تھا کہ سماج میں نہ ان عورتوں کے کوئی حقوق تھے نہ ان کی مظلومیت پر داد و فریاد کے لئے کسی قانون کا سہارا تھا۔ ہزاروں برس تک یہ ظلم و ستم کی ماری دکھیا ری عورتیں اپنی اس بے کسی اور لا چاری پر روتی، بلبلاتی اور آنسو بہاتی رہیں، مگر دنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مرہم رکھنے والا اور ان کی مظلومیت کے آنسوؤں کو پونچھنے والا دُور دُور تک نظر نہیں آتا تھا، نہ دنیا میں کوئی ان کے دُکھ درد کی فریاد کو سننے والا تھا۔ نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لئے بال برابر بھی رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔ مگر اُس کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ رحمت خداوندی کا انتظار کرے کہ ارحم الراحمین غیب سے کوئی ایسا سامان پیدا فرما دے کہ اچانک ساری دنیا میں ایک انوکھا انقلاب نمودار ہو جائے اور لا چار عورتوں کا سارا دُکھ درد دور ہو کر ان کا بیڑا پار ہو جائے۔ چنانچہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا آفتاب جب طلوع ہو گیا تو ساری دنیا نے اچانک یہ محسوس کیا کہ،

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

عورت اسلام کے بعد

جب ہمارے رسول رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے ”دین اسلام“ لے کر تشریف لائے تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارا چمک اٹھا اور اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم و ستم سے کچلی اور روندی ہوئی عورتوں کا درجہ اس قدر بلند و بالا ہو گیا کہ عبادات اور معاملات بلکہ زندگی اور موت کے ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر عورتیں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو گئیں اور مردوں کی برابری کے درجہ پر پہنچ گئیں۔ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہو گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے

قوانین خداوندی آسمان سے نازل ہو گئے اور ان کے حقوق دلانے کے لئے اسلامی قانون کی ماتحتی میں عدالتیں قائم ہو گئیں۔ عورتوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے، چنانچہ عورتیں اپنے مہر کی رقموں، اپنی تجارتوں، اپنی جائیدادوں کی مالک بنادی گئیں اور اپنے ماں باپ، بھائی، بہن، اولاد اور شوہروں کی میراثوں کی وارث قرار دے دی گئیں۔ غرض وہ عورتیں جو مردوں کی جوتیوں سے زیادہ ذلیل و خوار اور انتہائی مجبور و لاچار تھیں وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور ان کے گھروں کی مالک بن گئیں، چنانچہ قرآن مجید نے صاف صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا کہ:

خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کر دیں تاکہ تمہیں ان سے تسکین حاصل ہو اور اس نے تمہارے درمیان محبت و شفقت پیدا کر دی۔

اب کوئی مرد بلا وجہ نہ عورتوں کو پیٹ سکتا ہے نہ ان کو گھروں سے نکال سکتا ہے، نہ کوئی ان کے مال و اسباب یا جائیدادوں کو چھین سکتا ہے بلکہ ہر مرد مذہبی طور پر عورتوں کے حقوق ادا کرنے پر مجبور ہے، چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَ بِالْمَعْرُوفِ (سورۃ بقرہ رکوع ۲۸)

عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اچھے سلوک کے ساتھ۔ اور مردوں کے لئے یہ فرمان جاری فرمادیا کہ:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورۃ نساء رکوع ۳)

اور اچھے سلوک سے عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

تمام دنیا دیکھ لے کہ دین اسلام نے میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کی صدارت اگرچہ مرد کو عطا فرمائی اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنادیا تاکہ نظام خانہ داری میں اگر کوئی بڑی مشکل آن پڑے تو مرد اپنی خداداد طاقت و صلاحیت سے اس مشکل کو حل کر دے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر واجب کر دیئے ہیں، وہاں عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں۔ اس لئے عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کے حقوق میں جکڑے ہوئے ہیں تاکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کر کے اپنی اجتماعی زندگی کو شادمانی و مسرت کی جنت بنادیں اور نفاق و شقاق اور لڑائی جھگڑوں کے جہنم سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائیں۔ عورتوں کو درجات و مراتب کی اتنی بلند منزلوں پر پہنچا دیا۔ یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ احسان عظیم ہے کہ تمام دنیا کی عورتیں اگر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس احسان کا شکر یہ ادا کرتی رہیں پھر بھی وہ اس عظیم الشان احسان کی شکر گزاری کے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتیں۔ سبحان اللہ! تمام دنیا کے محسن اعظم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت کا کیا کہنا؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ماویٰ ضعیفوں کا ملجی یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

عورت کی زندگی کے چار ادوار

عورت کی زندگی کے راستہ میں یوں تو بہت سے موڑ آتے ہیں، مگر اس کی زندگی کے چار ادوار خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ عورت کا بچپن ۲۔ عورت بالغ ہونے کے بعد

۳۔ عورت بیوی بن جانے کے بعد ۴۔ عورت ماں بن جانے کے بعد

اب ہم عورت کے ان چاروں زمانوں کا اور ان وقتوں میں عورت کے فرائض اور اس کے حقوق کا مختصر تذکرہ صاف صاف لفظوں میں تحریر کرتے ہیں تاکہ ہر عورت ان حقوق و فرائض کو ادا کر کے اپنی زندگی کو دنیا میں بھی خوشحال بنائے اور آخرت میں بھی جنت کی لازوال نعمتوں اور دولتوں سے سرفراز اور مالا مال ہو جائے۔

۱ عورت کا بچپن

عورت بچپن میں اپنے ماں باپ کی پیاری بیٹی کہلاتی ہے۔ اس زمانے میں جب تک وہ نابالغ بچی رہتی ہے۔ شریعت کی طرف سے نہ اس پر کوئی چیز فرض ہوتی ہے نہ اس پر کسی قسم کی ذمہ داریوں کا کوئی بوجھ ہوتا ہے۔ وہ شریعت کی پابندیوں سے بالکل آزاد رہتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ کی پیاری اور لاڈلی بیٹی بنی ہوئی کھاتی پیتی، پہنتی اور ڈھتی اور ہنستی کھیلتی رہتی ہے اور وہ اس بات کی حقدار ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی، بہن اور سب رشتہ ناٹھ والے اس سے پیار و محبت کرتے رہیں اور اس کی عافیت اور بھلائی میں ہر قسم کی انتہائی کوشش کرتے رہیں تاکہ وہ ہر قسم کی فکروں اور رنجوں سے فارغ البال اور ہر وقت خوش و خرم اور خوشحال رہے۔ جب وہ بولنے لگے تو ماں باپ پر لازم ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنائیں پھر اس کو کلمہ وغیرہ پڑھائیں..... جب وہ کچھ اور زیادہ سمجھدار ہو جائے تو اس کو صفائی ستھرائی کے ڈھنگ اور سلیقے سکھائیں۔ اس کو نہایت پیار و محبت اور نرمی کے ساتھ انسانی شرافتوں کی باتیں بتائیں اور اچھی اچھی باتوں کا شوق اور بُری باتوں سے نفرت دلائیں۔ جب پڑھنے کے قابل ہو جائے تو سب سے پہلے قرآن شریف پڑھائیں۔ جب کچھ اور زیادہ ہوشیار ہو جائے تو اسے پاکی و ناپاکی، وضو و غسل وغیرہ کا اسلامی طریقہ بتائیں اور ہر بات اور ہر کام میں اس کو اسلامی آداب سے آگاہ کرتے رہیں۔ جب وہ سات برس کی ہو جائے تو اس کو نماز وغیرہ ضروریات دین کی باتیں تعلیم کریں اور پردہ میں رہنے کی عادت سکھائیں اور برتن وغیرہ دھونے، کھانے پینے، سینے پر وٹنے اور چھوٹے موٹے گھریلو کاموں کا ہنر بتائیں اور عملی طور پر اس سے یہ سب کام لیتے رہیں اور اس کی کاپلی اور بے پرواہی اور شرارتوں

پر روک ٹوک کرتے رہیں اور خراب عورتوں اور بدچلن گھرانوں کے لوگوں سے میل جول پر پابندی لگا دیں اور ان لوگوں کی صحبت سے بچاتے رہیں۔ عاشقانہ اشعار اور گیتوں اور عاشقی اور معشوقی کے مضامین کی کتابوں سے گانے بجانے اور کھیل تماشوں سے دُور رکھیں تاکہ بچیوں کے اخلاق و عادات اور چال چلن خراب نہ ہو جائیں۔ جب تک بچی بالغ نہ ہو جائے ان باتوں کا دھیان رکھنا ہر ماں باپ کا اسلامی فرض ہے۔ اگر ماں باپ اپنے ان فرائض کو پورا نہ کریں گے تو وہ سخت گناہگار ہوں گے۔

۲ عورت جب بالغ ہو جائے

جب عورت بالغ ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شریعت کے تمام احکام کی پابند ہوگی۔ اب اس پر نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے تمام مسائل پر عمل کرنا فرض ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کی وہ ذمہ دار ہوگئی اب اس پر لازم ہے کہ وہ خدا کے تمام فرضوں کو ادا کرے اور چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچتی رہے اور یہ بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ماں باپ اور بڑوں کی تعظیم و خدمت بجالائے اور اپنے چھوٹے بھائیوں بہنوں اور دوسرے عزیز واقارب سے پیار و محبت کرے، پڑوسیوں اور رشتے ناطے کے تمام چھوٹے بڑوں کے ساتھ ان کے مراتب و درجات کے لحاظ سے نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے، اچھی اچھی عادتیں سیکھے اور تمام خراب عادتوں کو چھوڑ دے اور اپنی زندگی کو پورے طور پر اسلامی ڈھانچے میں ڈھال کر بچی بچی پابند شریعت اور ایمان والی عورت بن جائے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت اور صبر و رضا کی عادت ڈالے۔ مختصر یہ کہ شادی کے بعد اپنے اوپر آنے والی تمام گھریلو ذمہ داریوں کی معلومات حاصل کرتی رہے کہ شوہر والی عورت کو کس طرح اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اور اپنا گھر سنبھالنا چاہئے، وہ اپنی ماں اور بڑی بوڑھی عورتوں سے پوچھ پوچھ کر اس کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھے اور اپنے رہن سہن اور چال چلن کو اس طرح سدھارے اور سنورائے کہ نہ شریعت میں گنہگار ٹھہرے نہ برادری و سماج میں کوئی اس کو طعنہ مار سکے۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، جاگنے بات چیت غرض ہر کام، ہر بات میں جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھائے مگر گھر والوں کو آرام و راحت پہنچائے، بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہ کوئی سامان اپنے استعمال میں لائے نہ کسی دوسرے کو دے، نہ گھر کا ایک پیسہ یا ایک دانہ ماں باپ کی اجازت کے بغیر خرچ کرے، نہ بغیر ماں باپ سے پوچھے کسی کے گھر یا ادھر ادھر جائے، غرض ہر کام، ہر بات میں ماں باپ کی اجازت اور رضا مندی کو اپنے لئے ضروری سمجھے، کھانے پینے، سینے پرونے، اپنے بدن کپڑے او اپنے مکان و سامان کی صفائی۔ غرض سب گھریلو کام دھندوں کا ڈھنگ سیکھے اور اس کی عملی عادت ڈال لے تاکہ شادی کے بعد اپنے سسرال میں نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور میکے والوں اور سسرال والوں کے دونوں گھروں کی چہیتی اور پیاری بنی رہے۔ پردہ کا خاص طور پر خیال رکھے اور دھیان رکھے۔ غیر محرم مردوں اور لڑکوں کے سامنے آنے جانے، تاکہ جھانک اور ہنسی مذاق سے انتہائی پرہیز رکھے۔ عاشقانہ اشعار اخلاق کو خراب کرنے والی کتابوں اور رسائل و اخبارات کو ہرگز نہ دیکھے۔ بدکردار اور

بے حیا عورتوں سے بھی پردہ کرے اور ہرگز کبھی ان سے میل جول نہ رکھے، کھیل تماشوں سے دور رہے اور مذہبی کتابیں خصوصاً ”سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم“ تمہید ایمان اور میلاد شریف کی کتابیں مثلاً ”زینت المسلمین“ وغیرہ علمائے اہل سنت کی تصنیفات پڑھتی رہے۔

فرض عبادتوں کے ساتھ نفلی عبادت بھی کرتی رہے۔ مثلاً تلاوت قرآن و تسبیح فاطمہ و میلاد شریف پڑھتی پڑھاتی رہے اور گیارہویں شریف اور بارہویں شریف و محرم شریف وغیرہ کی نیاز و فاتحہ بھی کرتی رہے کہ ان اعمال سے دنیا و آخرت کی بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ہرگز ہرگز بدعقیدہ لوگوں کی بات نہ سنے اور اہل سنت و الجماعت کے عقائد و اعمال پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔

۱ ﴿ عورت شادی کے بعد ﴾

نکاح: جب لڑکی بالغ ہو جائے تو ماں باپ کو لازم ہے کہ جلد از جلد مناسب رشتہ تلاش کر کے اس کی شادی کر دیں۔ رشتہ کی تلاش میں خاص طور سے اس بات کا دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ہرگز کسی بد مذہب کے ساتھ رشتہ نہ ہونے پائے بلکہ دیندار اور پابند شریعت اور مذہب اہل سنت کے پابند کو اپنی رشتہ داری کے لئے منتخب کریں۔ بخاری شریف و مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے شادی میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہے۔

۱۔ دولت مندی ۲۔ خاندانی شرافت ۳۔ خوبصورتی ۴۔ دینداری۔

لیکن تم دینداری کو ان سب چیزوں پر مقدم سمجھو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ مجتہبی) اولاد کی تمنا اور اپنی ذات کو بدکاری کی نیت سے بچانے کے لئے نکاح کرنا سنت اور بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ،

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّا نَكُمْ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)

یعنی تم لوگ بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دو۔

حدیث شریف میں ہے کہ توراۃ شریف میں لکھا ہے کہ:

’جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ گئی اور اس نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور وہ لڑکی بدکاری کے گناہ میں پڑ گئی تو اس کا گناہ

لڑکی والے کے سر پر بھی ہوگا‘۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ مجتہبی)

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی امداد اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔

۱۔ وہ غلام جو اپنے آقا سے آزاد ہونے کے لئے کسی قدر رقم ادا کرنے کا عہد کرے اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔

۲۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

۳۔ وہ نکاح کرنے والا یا نکاح کرنے والی جو نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ

۲۶۷ مجتہبی)

جب تک عورت کی شادی نہیں ہوتی وہ اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے، مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے۔ اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جن کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت ہی بڑا فریضہ ہے۔ یاد رکھو کہ شوہر کے حقوق کو اگر عورت نہ ادا کرے گی تو اس کی دنیاوی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتی رہے گی اور اس کی قبر میں سانپ بچھواس کو ڈستے رہیں گے اور وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خوار اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہے گی۔ اس لئے شریعت کے حکم کے مطابق ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرتی رہے اور عمر بھر شوہر کی فرماں برداری و خدمت گزاری کرتی رہے۔

شوہر کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے حکم کی تابعداری کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے۔ یاد رکھو کہ اپنے شوہر کو راضی و خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، ”اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔“

(مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ مجتہبی)

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

”جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔“

اور یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لیے بلائے تو وہ عورت اگر چہ چولہے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی جائے۔“

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلائے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ بھی حکم دیا کہ:

”اگر شوہر اپنی بیوی کو یہ حکم دے کہ پیلے رنگ کے پہاڑ کو کا لے رنگ کا بنا دے اور کا لے رنگ کے پہاڑ کو سفید بنا دے تو عورت کو

اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجالانا چاہئے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ مجتبیٰ)

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار سے دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو تب بھی عورت کو نافرمانی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کے حکم کی فرمانبرداری کیلئے اپنی طاقت بھر کر بستہ رہنا چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ، ”جب شوہر بیوی کو اپنے کچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کر دے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر

سو جائے تو رات بھر خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتبیٰ)

پیادہ بھنو! ان احادیث پاک سے سبق ملتا ہے کہ شوہر کا بہت بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا لازم ہے۔ شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے نیچے لکھے ہوئے یہ چند حقوق بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں۔

- ۱۔ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر، نہ کسی دوسرے کے گھر۔
- ۲۔ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی مکان میں نہ آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

- ۳۔ شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔
- ۴۔ عورت ہر گز ہر گز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

- ۵۔ بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش بالخصوص شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔
- ۶۔ عورت کو لازم ہے کہ مکان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ، میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”بہترین عورت وہ ہے جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پورا کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ مجتبیٰ)

شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ

یاد رکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آگئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد عورت ان پر عمل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے گا اور مسلمانوں کا ہر گھر امن و سکون اور آرام و راحت کی جنت بن جائے گا۔

۱۔ ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے، اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی رہو مجھے پنکھا چھلاتی رہو تو عورت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

۲۔ ہر عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اُٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، پہننے، اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے۔ شوہر کی مرضی کے لئے عورت وہی کام کرے جو شوہر کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

۳۔ عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصے سے چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا ٹیکھا جواب دے، نہ کبھی اس کو طعنہ مارے، نہ کو سننے دے، نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے، نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر بتائے، نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل و صورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر بُرا لگے۔ اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی

سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا، یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست لگاؤ ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آ جاتی ہے یا بیوی اپنے میکے میں بیٹھے رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھانجیوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکہ اور سسرال دونوں خاندانوں میں بھی اس طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آ جاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کرتا ہوا ویراں ہو جاتے ہیں۔

۴۔ عورت کو چاہئے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے، اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آ جائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں کہ وہ اس کو لاسکے تو کبھی ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر بھی کبھی ہرگز شکوہ شکایت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ مٹھلائے، نہ طعنہ مارے نہ افسوس ظاہر کرے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے، کیونکہ بار بار فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود ہی پوچھے کہ تمہارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہئے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب شوہر کوئی چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

۵۔ عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت و سیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی حقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سنکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اجڑے گھر میں آ کر میں نے کیا دیکھا۔ میرے باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا۔ مجھ گھوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس پھکڑا اور دلدر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ الو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی۔ جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چھری پھیر دینے کے برابر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی۔ جس پر تمام عمر پچھتا پڑے گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی

ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا ہے۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بری خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دو سروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں۔ دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں، چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔ لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری شریف

جلد اول صفحہ ۹)

۶۔ بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھے۔ شوہر جب کبھی بھی باہر سے گھر آئے تو عورت کو چاہئے کہ سب کام چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس کی مزاج پر سی کرے اور فوراً ہی اس کے آرام و راحت کا انتظام کر دے اور اس کے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

۷۔ اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آ جائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصے میں برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہئے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر، پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منالے۔ اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ رہا نہیں چاہئے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہئے، کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے۔ اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

۸۔ عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیونکہ شوہر کے خرچ پر عورت کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہروں کو چڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی ہو کر مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب کرتی ہے۔ اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

۹۔ جب تک ساس اور سُسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی رکھے۔ ورنہ یاد رکھو کہ شوہران دونوں کا بیٹا ہے۔ اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چانپ چڑھادی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے۔ اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں اور نندوں، بھاجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتتے اور ان سب کی دلجوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سُسرال میں ساس اور سُسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہئے بلکہ مل جل کر رہنے میں ہی بھلائی ہے کیونکہ ساس اور سُسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس اُمید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دُہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دُہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دُہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھنجھلاہٹ پیدا ہوگی اس طرح گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ و فساد شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ لہذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور سُسر کی زندگی میں ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہئے ہاں اگر ساس اور سُسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی اُلفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

۱۰۔ عورت کو اگر سُسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکے میں جا کر چغلی نہ کھائے کیونکہ سُسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکے میں آ کر ماں باپ سے کرنی، یہ بہت ہی خراب اور بری بات ہے۔ سُسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

۱۱۔ عورت کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔ میلی کچلی اور پھوہڑ نہ بنی رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ سنگار بھی کرتی رہے۔ کم از کم ہاتھ پاؤں میں مہندی، کنگھی چوٹی، سرے کا جل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میلے کھیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑ پن عام طور پر شوہروں کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے۔ خدانہ کرے کہ شوہر عورت کے پھوہڑ پن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دو سری عورتوں کی طرف تاک جھانک شروع کر دے تو پھر عورت کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر رونے دھونے اور سر پینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ جائے گا۔

۱۲۔ عورت کے لئے یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور ساس اور سُسر وغیرہ نہ کھاپی لیں خود نہ کھائے بلکہ سب کو کھلا پلا کر خود سب سے آخر میں کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی قدر و منزلت اور محبت بڑھ جائے گی۔

۱۳۔ عورت کو چاہئے کہ سُسرال میں جا کر اپنے میکہ والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سُسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو، ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے۔ اس طرح سُسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگیں گے۔

۱۴۔ گھر کے اندر ساس، ننس یا جھٹانی دیورانی یا کوئی دوسری دو عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہئے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جتو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلا و جب یہ بدگمانی بھی نہ کر لے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

۱۵۔ عورت کو یہ بھی چاہئے کہ سُسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی وہ کام کرنے لگے۔ اس سے ساس اور نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ عورت کو اپنا نمکسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ خصوصاً ساس، سُسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہیے کہ ایسی باتوں سے ساس، سُسر، نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار اور خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

۱۶۔ عورت کے فرائض یہ بھی ہیں کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج خود کر لیا کرے اس میں ہرگز ہرگز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی بہت سی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔ کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی پلایا کرتی تھیں۔ خود ہی چکی پیس لیتی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چھالے پڑ جاتے تھے۔ اسی طرح امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بھی یہ روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لئے باغوں میں سے کھجور کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لئے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑی کی مالش بھی کرتی تھیں۔

۱۷۔ ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے لئے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور اس طرح گھر کا خرچ چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بے جا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے، اس لئے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھالیا اور خدا نہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی دونوں کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔ اس لئے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو ہرگز ہرگز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

۱۸۔ عورت کو لازم ہے کہ سُسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر اُلٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کے ناز اٹھاتے ہیں اس لئے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سُسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کا ناز اٹھانے کو تیار ہوگا۔ اس لئے سُسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑا چڑاپن عورت کیلئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سُسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے عورت سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

۱۹۔ عموماً سُسرال کا ماحول میسے کے ماحول سے الگ تھلگ ہوتا ہے اور نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے سچ پوچھو تو سُسرال ہر عورت کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت و سکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور نندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں کو سنوں کی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی۔ ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے عورت کو چاہئے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان طعنوں کو سنوں، پر صبر کر کے بالکل بی جواب نہ دے اور چپ سادھ لے یہ بہترین طریقہ عمل ہے۔ ایسا کرتے رہنے سے ان شاء اللہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی شرمندہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں گی۔

۲۰۔ عورت کو سُسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہئے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے کہ جو سُسرال اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت و خوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لئے کہ یہ غرور و گھمنڈ کی علامت ہے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کو بولے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تاکہ عورت سُسرال والوں اور رشتہ تاطہ والوں اور پڑوسیوں سب کی نظر میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

بہترین بیوی کی پہچان

اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ،

بہترین بیوی وہ ہے!

- ۱۔ جو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منہی سمجھے!
- ۲۔ جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!
- ۳۔ جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اسکے عیب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔
- ۴۔ جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔
- ۵۔ جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ مطالبہ نہ کرے اور جمل جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔
- ۶۔ جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔
- ۷۔ جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔
- ۸۔ جو شوہر کے مال و مکان و سامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔
- ۹۔ جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

- ۱۰۔ جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔
- ۱۱۔ جو میکہ اور سُسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو۔
- ۱۲۔ جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاق اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں۔
- ۱۳۔ جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتی ہو۔
- ۱۴۔ جو سُسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔
- ۱۵۔ جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پئے۔

ساس بھو کا جھگڑا

ہمارے ہندوستانی سماج کا یہ ایک بہت قابل افسوس اور دردناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بھو کی لڑائی کا معرکہ جاری ہے۔ دُنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیاں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا ہے مگر ساس بھو کی جنگ عظیم ایک ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔

کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ماں کتنے لاڈ پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی ہے اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا دیکھنے کے لئے سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے بیٹے کی شادی کا رشتہ تلاش کرتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی رچاتی ہے اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں ساتی مگر جب غریب دُہن اپنا میکہ چھوڑ کر اپنے ماں باپ اور بھائی بہن اور رشتہ ناطہ والوں سے جدا ہو کر اپنی سُسرال میں قدم رکھتی ہے تو ایک دم ساس اپنی بھو کی حریف بن کر اپنی بھو سے لڑنے لگتی ہے اور ساس بھو کی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور بے چارہ شوہر ماں اور بیوی کی لڑائی کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کچلنے اور پسے لگتا ہے۔ غریب شوہر ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا اور دوسری طرف بیوی کی محبت میں جکڑا ہوا ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس کے لئے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور میکہ چلی جانے کی دھمکیوں سے اس کا بھچے کھولنے لگتا اور اگر بیوی کی پاسداری میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ و پکار اور کوسنوں سے سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے اور ساری برادری میں ”عورت کا مرید، زن پرست، بیوی کا غلام“ کہلانے لگتا ہے اور ایسے گرم گرم اور دلخراش طعنے سنتا ہے کہ رنج و غم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ قصور ضرور ہوتا ہے لیکن میرا برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس کا ہوتا ہے حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہو رہ چکی ہوتی ہے مگر وہ اپنے بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی سو فیصد بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے۔ بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے اور دن رات سینکڑوں مرتبہ اماں اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ اس سے ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول کر سوپ بھر کو ہو جایا کرتا ہے اور ماں اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں اور میرا بیٹا میرا فرمانبردار ہے لیکن شادی کے بعد جب بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رخ کر لیتی ہے اور بیٹا کچھ نہ کچھ بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر ایک بہت بڑا جھکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا میں نے اس کو پال پوس کر بڑا کیا، اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب اماں اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارا کرتا ہے اپنی کمائی مجھے دیتا تھا، اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے۔ اب میں گھر کی مالکن نہیں رہی۔ اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو جذ بہ حسد میں اپنی حریف اور مد مقابل بنا کر اس سے لڑائی کرنے لگتی ہے اور بہو میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے اور قسم قسم کے طعنے اور کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے۔ جو شروع شروع میں تو یہ خیال کر کے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے۔ کچھ دنوں تک چپ رہتی ہے مگر جب ساس حد سے زیادہ حلق میں انگلی ڈالنے لگتی ہے تو بہو کو بھی پہلے تو نفرت کی متلی آنے لگتی ہے پھر وہ بھی ایک دم سینہ تان کر ساس کے آگے طعنوں اور کوسنوں کی قے کرنے لگتی ہے اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے ترکی بہ ترکی سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ گالیوں کی بمباری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور بہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور دونوں خاندان میں بھی جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریقوں ساس، بہو اور بیٹا تینوں اپنے اپنے حقوق و فرائض کو ادا کرنے لگیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس جنگ کا خاتمہ یقینی ہے ان تینوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ انکو بغور پڑھو!

ساس کے فرائض

ہر ساس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے، اگر بہو سے اس کی کم سنی یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنہ مارنے اور کوسنے دینے کی بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کمسن اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے اس کے لئے یہ گھر نیا اور اس کا ماحول نیا ہے۔ اس کا یہاں ہمارے سوا کون ہے؟ اگر ہم نے اس کا دل دکھایا تو اس کو تسلی

دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دو سرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے کہ مجھے اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنا چاہئے۔ بہو مجھے خواہ مخواہ کچھ بھی سمجھے مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی تو پھر سمجھ لو کہ ساس بہو کا جھگڑا آدھے سے زیادہ ختم ہو گیا۔

بہو کے فرائض

ہر بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرمانبرداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی کے ساتھ سن لے اور ہرگز ہرگز، خبردار خبردار کبھی ساس کو پلٹ کر الٹا سیدھا جواب نہیں دینا چاہئے بلکہ صبر کرے اسی طرح اپنے سُسر کی زندگی میں ان سے الگ رہنے کی خواہش ظاہر نہ کرے اور اپنی دیورانیوں اور جٹھانیوں اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ کرے اور یہ ٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انہی لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

بیٹے کے فرائض

ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دُہن گھر میں آجائے تو حسب دستور اپنی دُہن سے خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت میں ہرگز ہرگز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے، اب بھی ہر چیز کا لین دین ماں ہی کے ساتھ کرتا رہے اور اپنی دُہن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر ماں اور میرے باپ کی رائے لئے ہرگز ہرگز کوئی کام نہ کرے نہ بغیر ان دونوں سے اجازت لئے گھر کی کوئی چیز استعمال کرے اس طرز عمل سے ساس کے دل کو سکون و اطمینان رہے گا کہ اب بھی گھر کی مالکہ میں ہی ہوں اور بیٹا بہو دونوں میرے فرمانبردار ہیں۔ پھر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی جو لڑنے کی شادی کے بعد اپنی ماں سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دُہن کو گھر کی مالکہ بنالیا کرتے ہیں عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں لیکن جن گھروں میں ساس بہو اور بیٹے اپنے مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لئے بے حد ضروری ہے کہ سب اپنے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال و لحاظ رکھیں۔ خداوند کریم سب کو توفیق دے اور ہر مسلمان کے گھر کو امن و سکون کی بہشت بنادے۔ (آمین)

بیوی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں، اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتہبی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

”تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہذا تم لوگ میری وصیت قبول کرو“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰

مجتہبی)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ:

”کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض و حسد اور نفرت نہ رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو اس کی کوئی

دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی“۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتہبی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں گی بلکہ اس میں کچھ اچھی کچھ بری قسم کی عادتیں ہوں گی تو مرد کو چاہئے کہ عورت کی صرف خراب عادتوں کو ہی نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے نظر پھیر کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیئے ہیں، لہذا مردوں پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرتا رہے ورنہ خدا کے دربار میں بہت بڑا گنہگار اور برادری سماج کی نظروں میں ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا۔

۱۔ ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے پینے اور رہنے اور دوسری ضرورت زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور تمام عزیز واقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے۔ اس لئے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو کہ جو مرد اپنی لاپرواہی سے اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور اخراجات زندگی نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار، حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار و

عذاب نار کے سزاوار ہیں۔

۲۔ عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہئے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرے جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق ادا نہیں کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بڑے گنہگار ہیں اگر خدا نہ کرے کہ شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو ادا نہ کر سکے تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے حق کو معاف کرا لے۔ بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے۔ اس بارے میں حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیز و نصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المؤمنین رات کو رعایا کی خبر گیری کے لیے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے۔ اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے دردناک لہجے میں پڑھ رہی تھی کہ:

فَوَاللّٰهِ لَوْ لَا اللّٰهُ تُخْشَىٰ عَوَاقِبُهُ **لَزُحْزِحَ مِنْ هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُهُ**

یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چارپائی کے کنارے جنبش میں ہو جاتے۔

امیر المؤمنین نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلے میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے۔ امیر المؤمنین کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ کر بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)

۳۔ عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے کبھی ہرگز ہرگز نہ مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارتا ہے۔ پھر دوسرے وقت اس سے صحبت بھی کرے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتبیٰ)

ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا قصور کر بیٹھے تو یہ بدلہ لینے یا دکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ عورت کی اصلاح اور تنبیہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے۔ مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے۔ (قرآن مجید)

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے

سکتا ہے اور وہ چار باتیں یہ ہیں

۱۔ شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگھارا اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ پھوہڑا اور میلی کچیلی بنی رہے۔

۲۔ شوہر صحبت کرنے کی خواہش کرے اور بیوی بلا عذر شرعی منع کرے۔

۳۔ عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔

۴۔ بلا وجہ نماز ترک کرتی ہو۔

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہئے کہ پہلے بیوی کو سمجھائے اگر مان جائے تو بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھمکائے مگر اس پر بھی نہ مانے تو اس شرط کیساتھ مارنے کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے اور ایسی سخت نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر زخم ہو جائے۔

۴۔ میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا لحاظ رکھیں، ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبال جان ہو جاتی ہے۔ اس لئے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی سیرت و صورت پر طعن نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکلتہ چینی نہ کرے نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذاب جان بن جاتی ہے۔

۵۔ مرد کو چاہئے کہ خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کاٹنا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لئے بھی صبر اور قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو جس طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کی کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لاسکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں۔ لہذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی تباہ و برباد کر دے گا۔

۶۔ مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر مرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو کیونکہ اگر جبراً قہراً وہ کام کر دے گی مگر

اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

۷۔ مرد کو چاہئے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے، جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں۔ ماسوائے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھوں غلطیاں کرے مگر پھر بھی بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہو کر اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہیں۔ اس لئے شوہروں کو چاہئے کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر عمل کریں کہ،

درشتی و نرمی بہم در بہ است چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقع پر بہت اچھی چیز ہیں جیسے فصد کھولنے والا زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ شوہر کو چاہئے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا بلکہ سختی اور نرمی موقعہ موقعہ سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

۸۔ شوہر کو یہ بھی چاہئے کہ سفر میں جاتے وقت بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے، کچھ نہ ہو تو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے کہے کہ یہ خاص تمہارے لئے ہی لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا اور وہ اس خیال سے بہت خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے اور اس کو میرا خیال لگا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ اسی قدر زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

۹۔ عورت اگر میکہ سے کوئی چیز لا کر خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہئے کہ اگرچہ وہ چیز بالکل گھٹیا درجے کی ہو مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کر لے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تاکہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔ خبردار خبردار عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز ہرگز نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے نہ ان میں عیب نکالے۔ ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ جوڑا جاسکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی رہ جاتا ہے۔

۱۰۔ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے

بلکہ اپنی دلداری اور دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لٹا دے گی۔

۱۱۔ شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کر دے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو جانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔ بیوی پر اعتماد کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان نصیب ہوگا۔

۱۲۔ عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر کو عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے ہی دل میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے۔ پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہ میں رسوا کرے۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۶۳۴)

۱۳۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس و بستر کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہی چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچھلا نہ رہے، لہذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے نفرت تھی کہ آدمی میلا کچھلا بنا رہے اور اس کے بال اُلجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہئے۔

۱۴۔ عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہوتا ہے کہ شوہر کو نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابون، تیل، کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

۱۵۔ شوہر کو چاہئے کہ معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے یا درکھو کہ معمولی شبہات کی بناء پر بیوی کے اوپر الزام لگانا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اُس نے کہا کہ سُرخ رنگ کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بتاؤ کہ سُرخ اونٹوں کی نسلوں میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سُرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سُرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے کہ تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنا لیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۹۹)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بناء پر اپنی بیوی کے اوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۶۔ اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کر لے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کہ کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نظر آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۳ کراہیتہ الطلاق مجتہاتی)

اگر خدا نخواستہ ایسی ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں کبھی کہتے ہیں غصہ میں طلاق دی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا۔ کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی، کبھی کہتے ہیں میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق نہیں لی حالانکہ ان گناہوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان سب صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بدنصیب ہیں کہ تین طلاق دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی رکھ لیتے ہیں اور عمر بھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہتی بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی عورت بن جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کرائے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

۱۷۔ اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور

برتاؤ کرے۔ کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی، بناؤ سنگاری چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے، اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یاد رکھو! اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حقدار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو قیامت کے دن میدان حشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔ (جامع ترمذی

جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

۱۸۔ اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بد خوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہئے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو پسلی ٹوٹ جائے گی۔ مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکے گی، ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا یہ ٹوٹ جائے گی یعنی طلاق کی نوبت آ جائے گی، لہذا اگر عورت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا لویہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔“ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۹)

۱۹۔ شوہر کو چاہئے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے اپنی بیوی کو گھر کی چار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اسکی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی قسم کا فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو، اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

مسلمان عورتوں کا پردہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لئے عورتوں کو پردے میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پردے کی فرضیت اور اس کی اہمیت قرآن مجید اور احادیث شریف سے ثابت ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر پردہ فرض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (بقرہ ۲۲ رکوع ۱)

تم اپنے اپنے گھروں کے اندر رہو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دورِ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہا کریں اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں اور بازاروں اور میلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں۔ اسلام نے اس بے پردگی اور بے حیائی سے روکا اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر ہی رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانہ جاہلیت کے مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں بلکہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔ حدیث شریف میں ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

”عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے۔ جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔“

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

”بناؤ سنگھار کر کے اتر کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس میں بالکل روشنی ہی نہ ہو۔“ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۹)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بد چلن ہے۔“ (سنن نسائی شریف)

پیادہ بھنو ! آج کل جو عورتیں بناؤ سنگار کر کے اور عریاں لباس پہن کر خوشبو لگائے بلا پردہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں اور سینما، تھیٹروں میں جاتی ہیں وہ ان احادیث شریف کی روشنی میں اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لیں کہ وہ کون ہیں؟ اور کیسی ہیں؟ اور کتنی بڑی گناہگار ہیں؟ اے اللہ کی بندو! تم خدا کے فضل سے مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا ہے، تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو سنو اور ان پر عمل کرو، اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ تم پردہ میں رہا کرو اور اپنے شوہر اور اپنے باپ داداؤں کی عزت و عظمت اور ان کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی آنی فانی ہے۔

یاد رکھو! ایک دن مرنا ہے اور پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے۔ قبر اور جہنم کے عذابوں کو یاد کرو۔ حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُمت کی ماؤں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارو اور خدا کے لئے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی عورتوں کے طریقوں پر چلنا چھوڑ دو۔

پردہ عزت ہے بے عزتی نہیں

آج کل بعض ملحد قسم کے دشمنانِ اسلام مسلمان عورتوں کو یہ کہہ کر بہلایا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عورتوں کی بے عزتی کی ہے اس لئے عورتوں کو پردوں سے نکل کر ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو جانا چاہئے مگر پیاری بہنو! خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ان مردوں کا یہ پروپیگنڈہ اتنا گند اور گھناؤنا فریب اور دھوکہ ہے کہ شاید شیطان کو بھی نہ سوجھا ہوگا۔

اے اللہ کی بندو! تم ہی انصاف کرو کہ تمام کتابیں کھلی پڑی رہتی ہیں اور وہ بے پردہ رہتی ہیں مگر قرآن مجید پر غلاف چڑھا کر اس کو پردے میں رکھا جاتا ہے بتاؤ کیا قرآن مجید پر غلاف چڑھانا یہ قرآن شریف کی عزت ہے یا بے عزتی؟ اسی طرح دنیا کی مسجدیں بے پردہ رکھی گئی ہیں مگر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اس کو پردہ میں رکھا گیا ہے، بتاؤ کیا کعبہ مقدسہ پر غلاف چڑھانا اس کی عزت ہے یا بے عزتی! تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اور خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر ان دونوں کی عزت و عظمت کا اعلان کیا گیا ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے افضل و اعلیٰ کتاب قرآن مجید ہے اور تمام مسجدوں میں افضل و اعلیٰ کعبہ معظمہ ہے۔ اسی طرح مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اقوامِ عالم کی تمام عورتوں میں مسلمان عورت تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

پیارے بھنو! اب تم ہی کو اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا ان کی بے عزتی کی ہے؟

کن لوگوں سے پردہ فرض ہے

ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو خواہ رشتہ دار باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر ہر ایک سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً باپ، دادا، چچا، ماموں، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسہ، خسران لوگوں سے پردہ ضروری نہیں ہے۔ غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہو سکتا ہے۔ جیسے چچا زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، جیٹھ، دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں اور ان سب لوگوں سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہندوستان میں یہ بہت ہی غلط اور خلاف شریعت رواج ہے کہ عورتیں اپنے دیوروں سے بالکل پردہ نہیں کرتیں بلکہ دیوروں سے ہنسی مذاق اور ان کے ساتھ ہاتھ پائی تک کرنے کو برا نہیں سمجھتیں حالانکہ دیور عورت کا محرم نہیں ہے۔ اسلئے دوسرے

تمام غیر محرم مردوں کی طرح عورتوں کو دیوروں سے بھی پردہ کرنا فرض ہے بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک دیوروں سے پردہ کی تاکید ہے کہ ﴿الْحَمُّ الْمَوْتُ﴾ یعنی دیور عورت کے حق میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسا کہ موت، اور عورت کو دیور سے اسی طرح دُور بھاگنا چاہئے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)

بہر حال خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ چاہے وہ اجنبی مرد ہو یا رشتہ دار، دیور، جیٹھ بھی غیر محرم ہی ہیں۔ اس لئے ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کفار و مشرکین کی عورتوں سے بھی پردہ کرنا لازم ہے اور ان کو گھروں میں آنے جانے سے روک دینا چاہئے۔

مسئلہ

عورت کا پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے۔ اس لئے مریدہ کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے اور پیر کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے بلکہ پیر کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے جو عورت اس آیت میں ذکر کی ہوئی باتوں کا اقرار لیتی تھی تو آپ اس سے فرما دیتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔ یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی۔ خدا کی قسم! کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔ (بخاری شریف جلد ۴ صفحہ ۷۶)

بہترین شوہر کی شان

شوہروں کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی ہدایات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین شوہر کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔

بہترین شوہر وہ ہے !

- ۱۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے۔
- ۲۔ جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے۔
- ۳۔ جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔
- ۴۔ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔
- ۵۔ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔
- ۶۔ جو اپنی بیوی کی تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔
- ۷۔ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔
- ۸۔ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دلجوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔
- ۹۔ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔
- ۱۰۔ جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔
- ۱۱۔ جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔
- ۱۲۔ جو اپنی بیوی کے میکہ والوں اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔
- ۱۳۔ جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔
- ۱۴۔ جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔
- ۱۵۔ جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔

۴۔ عورت ماں بن جانے کے بعد عورت جب صاحبِ اولاد اور بچوں کی ماں بن جائے تو اس پر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے کیونکہ شوہر اور والدین وغیرہ کے حقوق کے علاوہ بچوں کے حقوق بھی عورت کے سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ جن کو ادا کرنا ہر ماں کا فرض منصبی ہے۔ جو ماں اپنے بچوں کا حق نہ ادا کرے گی یقیناً وہ شریعت کے نزدیک بہت بڑی گنہگار اور سماج کی نظروں میں ذلیل و خوار ٹھہرے گی۔

بچوں کے حقوق

- ۱۔ ہر ماں پر لازم ہے کہ اپنے بچوں سے پیار و محبت کرے اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرے، اور ان کی دلجوئی و دل بستگی میں لگی رہے اور ان کی پرورش اور تربیت میں پوری پوری کوشش کرے۔
- ۲۔ اگر ماں کے دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو تو ماں اپنا دودھ اپنے بچوں کو پلائے کہ دودھ کا بچوں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔
- ۳۔ بچوں کی صفائی ستھرائی اور ان کی تندرستی و سلامتی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔
- ۴۔ بچوں کو ہر قسم کے رنج و غم اور تکلیف سے بچاتی رہے۔
- ۵۔ بے زبان بچے اپنی ضروریات بتا نہیں سکتے۔ اس لئے ماں کا فرض ہے کہ بچوں کے اشارات کو سمجھ کر ان کی ضروریات کو پورا کرتی رہے۔
- ۶۔ بعض مائیں چلا کر یا بلی کی بولی بول کر یا سپاہی کا نام لے کر یا کوئی دھماکہ کر کے چھوٹے بچوں کو ڈرایا کرتی ہیں۔ یہ بہت بری باتیں ہیں۔ بار بار ایسا کرنے سے بچوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بڑا ہونے کے بعد ڈر پوک ہو جایا کرتے ہیں۔
- ۷۔ بچے جب کچھ بولنے لگیں تو ماں کو چاہئے کہ انہیں بار بار اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنائے، ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھے، یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔
- ۸۔ جب بچیاں تعلیم کے قابل ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآن مجید کی اور دینیات کی تعلیم دلائیں۔
- ۹۔ بچوں کو اسلامی آداب و اخلاق اور دین و مذہب کی باتیں سکھائیں۔
- ۱۰۔ اچھی باتوں کی رغبت دلائیں اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔
- ۱۱۔ تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کریں اور تربیت کا دھیان رکھیں کیونکہ بچے سادہ ورق کی مانند ہوتے ہیں اور بچوں بچیوں کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ اس لئے ماں کی تعلیم و تربیت کا بچوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، لہذا ہر ماں کا فرض منصبی ہے کہ بچوں کو اسلامی تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھال کر ان کی بہترین تربیت کرے، اگر ماں اپنے اس حق کو ادا نہ کرے تو گنہگار ہوگی۔
- ۱۲۔ جب بچہ یا بچی سات برس کے ہو جائیں تو ان کو طہارت اور وضو و غسل کا طریقہ سکھائیں اور نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں اور پاکی و ناپاکی اور حلال و حرام اور فرض و سنت وغیرہ کے مسائل ان کو بتائیں۔
- ۱۳۔ خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت اور ان کے ساتھ کھیلنے سے بچوں کو روکیں اور کھیل تماشوں کے دیکھنے سے ناچ گانے، سیمنا تھیٹر وغیرہ لغویات سے بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر بچائیں۔
- ۱۴۔ ہر ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں اور بچیوں کو ہر برے کام سے بچائیں اور ان کو اچھے کاموں کی رغبت دلائیں تاکہ بچے اور

بچیاں اسلامی آداب و اخلاق کے پابند اور ایمانداری کے جوہر سے آراستہ ہو جائیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اسلامی زندگی بسر کریں۔

۱۵۔ یہ بھی بچوں کا حق ہے کہ ان کی پیدائش کے ساتویں دن ماں باپ ان کا سر منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور بچے کا کوئی اچھا سا نام رکھیں۔ خبردار خبردار ہر گز ہر گز بچوں کا کوئی برا نام نہ رکھیں۔

۱۶۔ جب بچہ پیدا ہو تو فوراً ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں تاکہ بچہ شیطان کے خلل سے محفوظ رہے اور چھوہارے وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں تاکہ بچہ شیریں زبان با اخلاق ہو۔

۱۷۔ نیا میوہ، نیا پھل، پہلے بچوں کو کھلائیں پھر خود کھائیں کہ بچے بھی تازہ پھل ہیں نئے پھل کو نیا پھل دینا اچھا ہے۔

۱۸۔ چند بچے بچیاں ہوں تو جو چیزیں دیں سب کو یکساں اور برابر دیں۔ ہر گز کمی بیشی نہ کریں، ورنہ بچوں کی حق تلفی ہو گی۔ بچیوں کو ہر چیز بچوں کے برابر ہی دیں بلکہ بچیوں کی دلجوئی اور دلداری کا خاص طور پر خیال رکھیں کیونکہ بچیوں کا دل بڑا نازک ہوتا ہے۔

۱۹۔ لڑکیوں کو لباس اور زیور سے آراستہ اور بناؤ سنگار کے ساتھ رکھیں تاکہ لوگ رغبت کے ساتھ نکاح کا پیغام دیں۔ ہاں! اس کا خیال رکھیں کہ وہ زیورات پہن کر باہر نہ نکلیں کہ چوروں، ڈاکوؤں سے جان کا خطرہ ہے۔ بچیوں کو بالا خانوں پر نہ رہنے دیں کہ اس میں بے حیائی کا خطرہ ہے۔

۲۰۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بچوں کی شادی کر دیں، مگر خبردار ہر گز ہر گز کسی بد دین یا بد مذہب مثلاً رافضی، خارجی، وہابی، غیر مقلد وغیرہ کے یہاں لڑکوں یا لڑکیوں کی شادی نہ کریں، ورنہ اولاد کی بہت بڑی حق تلفی ہوگی اور ماں باپ کے سروں پر بہت بڑے گناہ کا بوجھ ہوگا اور وہ عذاب جہنم کے حقدار ہوں گے۔ اسی طرح فاسقوں، فاجروں، شرابیوں، بدکاروں، حرام کی کمائی کھانے والوں سود خوروں اور ناجائز کام دھندا کرنے والوں کے یہاں بھی لڑکوں یا لڑکیوں کی شادیاں نہ کریں اور رشتہ تلاش کرنے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مذہب اہلسنت اور دیندار ہونے کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔

اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ

ہر ماں باپ کو یہ جان لینا چاہئے کہ بچپن میں جو اچھی عادتیں بچوں میں پختہ ہو جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں چھوٹی ہیں۔ اس لئے ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بچپن میں ہی اچھی عادتیں سکھائیں اور بری عادتوں سے بچائیں۔ بعض لوگ یہ کہہ کر کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہوگا۔ بچوں کو شرارتوں اور غلط عادتوں سے نہیں روکتے۔ وہ لوگ درحقیقت بچوں کے مستقبل کو خراب کرتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بچوں کے برے اخلاق و گندی عادتوں پر روتے اور ماتم کرتے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ بچپن ہی میں اگر بچوں کی کوئی شرارت یا بری عادت دیکھیں تو اس پر روک ٹوک کرتے رہیں بلکہ سختی کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ پھینکاتے رہیں اور طرح طرح سے بری عادتوں کی برائیوں کو بچوں کے سامنے ظاہر کر کے بچوں کو ان کی خراب عادتوں سے نفرت دلاتے رہیں اور بچوں کی خوبیوں اور اچھی اچھی عادتوں پر خوب خوب شاباش کہہ کر ان کا من بڑھائیں بلکہ کچھ انعام دے کر ان کا حوصلہ بلند کریں۔ اس سے قبل بچوں کے حقوق کے بیان میں بچوں کے لئے بہت سی مفید باتیں ہم لکھ چکے ہیں۔ اب اس سے کچھ زائد باتیں بھی ہم لکھتے ہیں۔ ماں باپ پر لازم ہے کہ ان باتوں کا خاص طور پر دھیان رکھیں تاکہ بچوں اور بچیوں کا مستقبل روشن اور شاندار بن جائے۔

۱۔ بچوں کو دودھ پلانے اور کھانا کھلانے کیلئے وقت مقرر کر لو۔ جو عورتیں ہر وقت بچوں کو دودھ پلاتی یا جلدی جلدی بچوں کو دن رات میں بار بار کھانا کھلاتی رہتی ہیں، ان کا ہاضمہ خراب اور معدہ کمزور ہو جایا کرتا ہے اور بچے قے دست کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جایا کرتے ہیں۔

۲۔ بچوں کو صاف ستھرا کھونگر بہت زیادہ بناؤ سنگار مت کرو کہ اس سے اکثر نظر لگ جایا کرتی ہے۔

۳۔ بچوں کو ہر دم گود میں نہ لئے رہو بلکہ جب تک وہ بیٹھنے کے قابل نہ ہو پالنے میں زیادہ تر سلائے رکھو اور جب وہ بیٹھنے کے قابل ہوں تو ان کو رفتہ رفتہ مندوں اور تکیوں کا سہارا دے کر بٹھانے کی کوشش کرو، ہر دم گود میں لئے رہنے سے بچے کمزور ہو جایا کرتے ہیں اور وہ گود میں رہنے کی عادت پڑ جانے سے بہت دیر میں بیٹھتے اور چلتے ہیں۔

۴۔ بعض عورتیں اپنے بچوں کو مٹھائی کثرت سے کھلایا کرتی ہیں۔ یہ سخت مضر ہے مٹھائی کھانے سے دانت خراب اور معدہ کمزور اور بکثرت صفراوی بیماریاں اور پھوڑے پھنسی کا روگ بچوں کو لگ جاتا ہے۔ مٹھائیوں کی جگہ گلوکوز کے بسکٹ بچوں کے لئے اچھی غذا ہے۔

۵۔ بچوں کے سامنے زیادہ کھانے کی برائی بیان کرتے رہو اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنے سے بھی بچوں کو نفرت دلاتے رہو۔ مثلاً یوں کہا کرو کہ جو زیادہ کھاتا ہے وہ جنگلی اور بدو ہوتا ہے اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنا یہ بندروں کی عادت ہے۔

۶۔ بچوں کی ہر ضد پوری مت کرو کہ اس سے بچوں کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور وہ ضدی ہو جاتے ہیں اور یہ عادت عمر بھر نہیں چھوٹی۔
 ۷۔ بچوں کے ہاتھ سے فقیروں کو کھانا اور پیسہ دلایا کرو۔ اسی طرح کھانے کی چیزیں بچوں کے ہاتھ اس کے بھائی، بہنوں کو یا دوسرے بچوں کو دلایا کرو تا کہ سخاوت کی عادت ہو جائے اور نفس پروری کی عادت پیدا نہ ہو اور بچہ کنجوس نہ ہو جائے۔
 ۸۔ چلا کر بولنے اور جواب دینے سے ہمیشہ بچوں کو روکو، خاص کر بچوں کو تو خوب خوب ڈانٹا پھٹکارا کرو، ورنہ بڑی ہونے کے بعد بھی یہی عادت پڑی رہے گی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل و خوار بنی رہے گی اور منہ پھٹ اور بدتمیز کہلائے گی۔

۹۔ غصہ کرنا اور بات بات پر روٹھ کر منہ پھلانا بہت برا ہے اور بہت زور سے ہنسنا خواہ مخواہ بھائی بہنوں سے لڑنا جھگڑنا، چغلی کھانا گالی نکالنا ان حرکتوں پر لڑکوں اور خاص کر لڑکیوں کو بہت زیادہ تنبیہ کرو۔ ان بری عادتوں کا پڑ جانا عمر بھر کے لئے رسوائی کا سامان ہے۔

۱۰۔ اگر بچہ کہیں سے کسی کی کوئی چیز اٹھالائے اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہو، اس پر سب گھروالے غفا ہو جائیں اور سب گھر والے بچے کو چور چور کہہ کر شرم دلانیں اور کان پکڑ کر اس سے توبہ کروائیں تاکہ بچوں کے ذہن میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ پرائی چیز لینا چوری ہے اور چوری بہت ہی برا کام ہے۔

۱۱۔ بچے غصہ میں اگر کوئی چیز توڑ دیں یا کسی کو مار بیٹھیں تو بہت زیادہ ڈانٹو بلکہ مناسب سزا دو، تاکہ بچے پھر کبھی ایسا نہ کریں۔ اس موقع پر لاڈ پیار نہ کرو۔

۱۲۔ کبھی کبھی بچوں کو بزرگوں اور نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو، مگر خبردار خبردار عاشقی معشوقی کی کہانیاں بچوں کے کان میں نہ پڑیں نہ ایسی کتابیں بچوں کے ہاتھوں میں دو جن سے اخلاق خراب ہوں۔

۱۳۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرور ایسا ہنر سکھا دو جس سے ضرورت کے وقت کچھ کم کر بسر اوقات کر سکیں۔ مثلاً سلائی کا طریقہ یا موزہ بنیاد، سویٹر بننا یا رسی بٹنا چرخہ کا تنا، خبردار خبردار ان ہنر کی باتوں کو سکھانے میں شرم و عار محسوس نہ کرو۔

۱۴۔ بچوں کو بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں وہ اپنا کھانا خود اپنے ہاتھ سے بچھائیں اور صبح کو خود اپنے ہاتھ سے اپنا بستر پلیٹ کر اس کی جگہ پر رکھیں۔ کپڑوں اور زیوروں کو خود سنبھال کر رکھیں۔

۱۵۔ لڑکیوں کو برتن دھونے اور کھانے پینے، گھر اور سامان کی صفائی ستھرائی اور سجاوٹ، کپڑے دھونے، کپڑے رنگنے سینے پر ورنے کے سب کام ماں کو لازم ہے کہ بچپن ہی سے سکھانا شروع کر دے تاکہ لڑکیوں کو محنت و مشقت اٹھانے کی عادت پڑ جائے۔ اس کی کوشش کرنی چاہئے۔

- ۱۶۔ ماں کو لازم ہے کہ بچوں کے دل میں باپ کا ڈر بٹھاتی رہے تاکہ بچوں کے دلوں میں باپ کا رعب رہے۔
- ۱۷۔ بچے اور بچیاں کوئی کام چھپ چھپا کر کریں تو انکی روک ٹوک کرو کہ یہ اچھی عادت نہیں۔
- ۱۸۔ بچوں سے کوئی محنت کا کام لیا کرو مثلاً لڑکوں کے لئے لازم کرو کہ وہ کچھ دور دوڑ لیا کریں اور لڑکیاں چرخہ چلائیں یا چکی پیسیں تاکہ ان کی صحت ٹھیک رہے۔
- ۱۹۔ بچوں اور بچیوں کو کھانے، پہننے اور لوگوں سے ملنے ملانے اور محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھانا ماں باپ کے لئے ضروری ہے۔
- ۲۰۔ چلنے میں تاکید کرو کہ بچے جلدی جلدی اور دوڑتے ہوئے نہ چلیں اور نظر اوپر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں اور نہ بیچ سڑک پر چلیں بلکہ ہمیشہ سڑک کے کنارے کنارے چلیں۔

ماں باپ کے حقوق

- ہر مرد اور عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کو بھی ادا کرنا فرض ہے، خاص کر نیچے لکھے ہوئے حقوق کا تو بہت ہی خاص طور سے دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے۔
- ۱۔ خبردار خبردار ہر گز ہر گز اپنے کسی قول و فعل سے ماں باپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیں۔ اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زیادتی بھی کریں مگر پھر بھی اولاد پر فرض ہے کہ ہر گز ہر گز کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائیں۔
- ۲۔ اپنی ہر بات اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرے اور ہمیشہ ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھے۔
- ۳۔ ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرمانبرداری کرے۔
- ۴۔ اگر ماں باپ کو کوئی بھی حاجت ہو تو جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔
- ۵۔ اگر ماں باپ اپنی ضرورت سے اولاد کے مال و سامان سے کوئی چیز لے لیں تو خبردار خبردار ہر گز ہر گز برا نہ مانیں نہ اظہار ناراضگی کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا مال سب ماں باپ ہی کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے یہ فرمایا کہ:

”لَعْنَةُ تَوَاتُرِ مَالٍ سَبَّ تِرَے بَآپِ کَا ہِے۔“ **اَنْتَ وَمَالُكَ لِآبِیْکَ**

- ۶۔ ماں باپ کا انتقال ہو جائے تو اولاد پر ماں باپ کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے مغفرت کی دُعائیں کرتے رہیں اور اپنی نفلی عبادتوں اور خیر و خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچاتے رہیں، کھانوں اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلا کر ان کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔

- ۷۔ ماں باپ کے دوستوں اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرتے رہیں۔
- ۸۔ ماں باپ کے ذمہ جو فرض ہو اس کو ادا کریں یا جن کاموں کی وہ وصیت کر گئے ہوں ان کی وصیتوں پر عمل کریں۔
- ۹۔ جن کاموں سے زندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں کہ ان سے ان کی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔
- ۱۰۔ کبھی کبھی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کے لئے بھی جایا کریں۔ ان کے مزاروں پر فاتحہ پڑھیں، سلام کریں اور ان کے لئے دعاء مغفرت کریں۔ اس سے ماں باپ کی ارواح کو خوشی ہوگی اور فاتحہ کا ثواب فرشتے نور کی تھالیوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کریں گے اور ماں باپ خوش ہو کر اپنے بیٹے بیٹیوں کو دعائیں دیں گے۔
- دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں۔ یوں ہی بڑے بھائی کا حق بھی باپ ہی جیسا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ،

وَحَقُّ كَبِيرِ الْأَخْوَةِ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ

یعنی بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۱ مجتہبی)

اس زمانے میں لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کے حقوق سے بالکل ہی جاہل اور غافل ہیں۔ ان کی تعظیم و تکریم اور فرماں برداری و خدمت گزاری سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ کچھ تو اتنے بڑے بد بخت اور نالائق ہیں کہ ماں باپ کو اپنے قول و فعل سے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں اور اسی طرح گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار، اور عذاب جہنم کے حق دار بن رہے ہیں۔

خوب یاد رکھو! کہ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا یا برا جو سلوک بھی کرو گے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی جان لو کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو ہر گز ہر گز کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر ایمان رکھو کہ

ہزار فلسفیوں کی چنیں چناں بدلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بدلی نہ تھی نہیں بدلی

رشتہ داروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں بار بار رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور اچھے برتاؤ کا حکم فرمایا ہے۔ لہذا ان لوگوں کے حقوق کو بھی ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم اور ضروری ہے۔ خاص طور پر ان باتوں پر عمل کرنا تو لازمی ہے۔

۱۔ اگر اپنے عزیز و اقربا مفلس محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اپنی طاقت بھر اور اپنی گنجائش کے مطابق ان کی مالی مدد کرتے رہیں۔

۲۔ کبھی کبھی اپنے رشتہ داروں کے یہاں آتے جاتے بھی رہیں اور ان کی خوشی اور غمی میں ہمیشہ شریک رہیں۔

۳۔ خبردار۔ خبردار۔ ہرگز ہرگز کبھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے رشتہ کو نہ کاٹیں۔ رشتہ داری کاٹ ڈالنے کا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ ”یعنی اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔“

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۱۹ مجتہبی)

اگر رشتہ داروں کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس پر صبر کرنا اور پھر بھی اُن سے میل جول اور تعلق کو برقرار رکھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو تم سے تعلق توڑ لے تم اُس سے میل ملاپ رکھو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔

اور ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے آدمی اپنے اہل و عیال کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کی مال داری بڑھ جاتی ہے اور اس کی عمر میں درازی اور برکت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۰ مجتہبی)

ان احادیث شریف سے سبق ملتا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا کتنا بڑا اجر و ثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے فوائد منافع کس قدر زیادہ ہیں اور رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی، اور ان سے تعلق کاٹ لینے کا گناہ کتنا بھیانک اور خوفناک ہے اور دونوں جہاں میں اس کا نقصان اور وبال کس قدر زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرنے کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ یاد رکھو کہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا ہی مسلمان کے لئے دونوں جہاں میں صلاح و فلاح کا سامان ہے۔ شریعت چھوڑ کر کبھی بھی کوئی مسلمان دونوں جہاں میں پنپ نہیں سکتا۔

جو لوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالاؤں، ماموؤں، چچاؤں، بھتیجیوں، بھانجیوں وغیرہ سے یہ کہہ کر قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ آج سے میں تیرا رشتہ دار نہیں اور تو بھی میرا رشتہ دار نہیں پھر سلام کلام، ملنا جلنا بند کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ رشتہ داروں کی شادی وغنی کی تقریبات کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ حد ہوگئی کہ بعض بد نصیب اپنے قریبی رشتہ داروں کے جنازہ اور کفن و دفن میں بھی شریک نہیں ہوتے تو ان حدیثوں کی روشنی میں تم خود ہی فیصلہ کرو کہ یہ لوگ کتنے بڑے بد بخت حراماں نصیب و گناہگار ہیں؟ (توبہ توبہ، نعوذ باللہ)

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث شریف میں ہمسایوں اور پڑوسیوں کے بھی کچھ حقوق مقرر فرمائے ہیں۔ جن کو ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے لازم و ضروری ہے، قرآن مجید میں ہے۔

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ ”یعنی قریبی اور دور والے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ رکھو۔“ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید عنقریب پڑوسی کو اپنے پڑوسی کا وارث ٹھہرا دیں گے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۲ مجتہبی)

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرما رہے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے وضو کے دھوون کو لوٹ لوٹ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے میں یہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے۔ یا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں اس کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ ہر بات میں سچ بولے اور اس کو جب کسی چیز کا امین بنایا جائے تو وہ امانت کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص کامل درجے کا مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کے کھالے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ مجتہبی)

بہر حال اپنے پڑوسیوں کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے

- ۱۔ اپنے پڑوسی کے دکھ سکھ میں ہمیشہ شریک رہے اور بوقت ضرورت ان کی ہر قسم کی امداد بھی کرتا رہے۔
- ۲۔ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی خیر خواہی میں ہمیشہ لگا رہے۔
- ۳۔ کچھ ہدیوں اور تحفوں کا بھی لین دین رکھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم لوگ شور بہ پکاؤ۔ تو اس میں کچھ زیادہ پانی ڈال کر شور بے کو بڑھاؤ تا کہ تم لوگ اس کے ذریعہ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی مدد کر سکو۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ مجتہائی)

عام مسلمانوں کے حقوق

- جاننا چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے علاوہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر بھی کچھ حقوق ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ادا کرے۔ ان حقوق میں سے چند درج ذیل ہیں۔
- ۱۔ ملاقات کے وقت ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام کرے اور مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے تو یہ بہت ہی اچھا اور بہترین عمل ہے۔
 - مگر اس کا دھیان رہے کہ کافروں، مشرکوں، اور مرتدوں اسی طری جو ا کھیلنے اور شراب پینے اور اس قسم کے گناہوں میں مشغول رہنے والوں کو دیکھے تو ہرگز ہرگز ان لوگوں کو سلام نہ کرے کیونکہ کسی کو سلام کرنا اس کی تعظیم ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی فاسق کی تعظیم کرتا ہے تو غضب الہی سے عرش کا نپ کر بل جاتا ہے۔
 - ۲۔ مسلمان کے سلام کا جواب دے۔ یاد رکھو کہ سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔
 - ۳۔ مسلمان چھینک کر ”الْحَمْدُ لِلّٰہ“ کہے تو ”یَرْحَمُکَ اللّٰہ“ کہہ کر اس کا جواب دے۔
 - ۴۔ کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پڑوسی کرے۔
 - ۵۔ اپنی طاقت بھر ہر مسلمان کی خیر خواہی اور اس کی مدد کرے۔
 - ۶۔ مسلمانوں کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شریک ہو۔
 - ۷۔ ہر مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اعزاز و اکرام کرے۔
 - ۸۔ کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔
 - ۹۔ مسلمان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور ان کو اخلاص کے ساتھ ان عیبوں سے باز رہنے کی نصیحت کرے۔
 - ۱۰۔ اگر کسی بات میں کسی مسلمان سے رنجش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ اس سے سلام و کلام بند نہ رکھے۔

- ۱۱۔ مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دے۔
- ۱۲۔ کسی مسلمان کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائے نہ کسی مسلمان کی آبروریزی کرے۔
- ۱۳۔ مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے اور بُری باتوں سے منع کرتا رہے۔
- ۱۴۔ ہر مسلمان کا تحفہ قبول کرے اور خود بھی اس کو کچھ تحفہ میں دیا کرے۔
- ۱۵۔ اپنے سے بڑوں کا ادب و احترام اور اپنے چھوٹوں پر رحم و شفقت کرتا رہے۔
- ۱۶۔ مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کرے۔
- ۱۷۔ جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی ہر مسلمان کے لئے پسند کرے۔
- ۱۸۔ مسجدوں یا مجلسوں میں کسی مسلمان کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔
- ۱۹۔ راستہ بھولے ہوؤں کو سیدھا راستہ بتائے۔
- ۲۰۔ کسی مسلمان کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کرے۔
- ۲۱۔ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔ نہ اس پر بہتان لگائے۔

انسانی حقوق

- بعض ایسے بھی حقوق ہیں جو ہر آدمی کے آدمی پر ہیں۔ خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان، نیکو کار ہو یا بدکار ہو۔ ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔
- ۱۔ بلا خطا ہر گز ہر گز کسی انسان کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچائے۔
 - ۲۔ بلا کسی شرعی وجہ کے کسی انسان کے ساتھ، بدزبانی و سخت کلامی نہ کرے۔
 - ۳۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھے یا کسی کو بھوک و پیاس یا بیماری میں مبتلا پائے تو اس کی مدد کرے، کھانا پانی دے دے، دوا، علاج کر دے۔
 - ۴۔ جن جن صورتوں میں شریعت نے سزاؤں یا لڑائیوں کی اجازت دی ہے ان صورتوں میں خبردار خبردار حد سے زیادہ نہ بڑھے اور ہر گز ہر گز ظلم نہ کرے، یہ شریعتِ اسلام کی مقدس تعلیم کی رو سے ہر انسان کا ہر انسان پر حق ہے۔ جو انسانی حیثیت سے ایک دوسرے پر لازم ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ

یعنی رحم کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے۔ تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو۔ تو آسمان والا تم لوگوں پر رحم فرمائے گا۔

(رواہ سنن ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ معجبانی)

اور ایک دوسری حدیث شریف میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ:

الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ فَاحْبِبِ الْخَلْقَ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَحْسَنِ عِيَالِهِ

یعنی تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے جو اس کی پرورش کی محتاج ہے اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک وہ پیارا ہے جو اللہ کی عیال یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

جانوروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم اور ارحم الراحمین ہے اور اس کے پیارے رسول رحمتہ للعالمین ہیں۔ اس لئے اسلام جو خدا کا بھیجا ہوا اور رسول کا لایا ہوا دین ہے وہ رحمت والا دین ہے۔ اس لئے اس دین میں جانوروں کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ جانوروں کے چند حقوق یہ ہیں۔

- ۱۔ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے۔ جب تک وہ ایذا نہ پہنچائیں بلا ضرورت ان کو قتل کرنا منع ہے۔
- ۲۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کو بھی جبکہ کھانے کے لئے نہ ہو بلکہ محض تفریح کے لئے بلا ضرورت قتل کرنا۔ جیسا کہ بعض شکاری لوگ کھانے یا کوئی فائدہ اٹھانے کے لئے نہیں شکار کرتے بلکہ شکار کھیلتے ہیں یعنی محض کھیل کود کے طور پر جانوروں کا خون کر کے ان کو ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔
- ۳۔ جو پالتو جانور کام کرتے ہیں ان کو گھاس، چارہ اور پانی دینا فرض ہے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام لینا یا بھوکا پیسا رکھنا اور بلا ضرورت خصوصاً ان کے چہروں پر مارنا گناہ اور ناجائز ہے۔
- ۴۔ پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لینا یا پرندوں کو چنچروں میں بند کر دینا اور بلا ضرورت ان پرندوں کے ماں باپ اور جوڑے کو دکھ پہنچانا بہت بڑی بے رحمی اور ظلم ہے جو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔
- ۵۔ بعض لوگ کسی جاندار کو باندھ کر لٹکا دیتے ہیں اور اس پر غلیل یا بندوق سے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہیں۔ یہ بھی پرلے درجے کی بے رحمی اور ظلم ہے۔ جو ہر مسلمان کیلئے حرام ہے۔
- ۶۔ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا موذی جانور ہونے کی وجہ سے قتل کرنا ہو تو مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اس کو تیز ہتھیار سے

بہت جلد ذبح یا قتل کر دے۔ کسی جانور کو تڑپا تڑپا کر یا بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالنا یہ بھی بہت بڑی بے رحمی ہے جو ہر گز اسلام میں جائز نہیں ہے۔

راستوں کے حقوق

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے بچو تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! راستوں میں بیٹھنے سے تو ہم لوگوں کے لئے کوئی چارہ ہی نہیں ہے، کیونکہ ان راستوں ہی میں تو ہم لوگ بیٹھ کر بات چیت کیا کرتے ہیں۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ راستوں پر بیٹھو تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! راستوں کے حقوق کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں کے حقوق پانچ ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ نگاہ نیچی رکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ راستہ چونکہ عام گزرگاہ ہوتا ہے اس لئے راستہ پر بیٹھنے والوں کو لازم ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ غیر محرم عورتوں اور مسلمان کے عیوب مثلاً کوڑھی، سفید داغ والے، یا لنگڑے، لو لے کو بار بار گھور گھور کر نہ دیکھیں جس سے ان لوگوں کی دل آزاری ہو۔

۲۔ کسی مسافر یا راغبیر کو ایذا نہ پہنچائیں۔ مطلب یہ ہے کہ راستوں میں اس طرح نہ بیٹھیں کہ راستہ تنگ ہو جائے۔ یوں ہی راستہ چلنے والوں کا مذاق نہ اڑائیں۔ نہ ان کی تحقیر اور عیب جوئی کریں۔ نہ دوسری کسی قسم کی تکلیف پہنچائیں۔

۳۔ ہر گزرنے والے کے سلام کا جواب دیتے رہیں۔

۴۔ راستہ چلنے والوں کو اچھی باتیں بتاتے رہیں۔

۵۔ خلاف شریعت اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہیں۔ (بخاری کتاب الاستیذان صفحہ ۹۲)

حقوق کو ادا کرو یا معاف کراؤ!

اگر کسی کا تمہارے اُدپر کوئی حق تھا اور تم اس کو کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکتے تو اگر وہ حق ادا کرنے کے قابل کوئی چیز ہو مثلاً کسی کا تمہارے اوپر قرض رہ گیا تھا تو اس حق کو ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں یا تو خود حق والے کو اس کا حق دے دو، یعنی جس سے قرض لیا تھا اسی کو قرض ادا کر دو، یا اس سے قرض معاف کراؤ اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو اس کا حق یعنی قرض ادا کر دو اور اگر وہ حق ادا کرنے کی چیز نہ ہو بلکہ معاف کرانے کے قابل ہو مثلاً کسی کی غیبت کی ہو یا کسی پر تہمت لگائی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے معاف کراؤ اور اگر کسی وجہ سے حق داروں سے نہ ان کے حقوق معاف کرا سکا نہ ادا کر سکا، مثلاً صاحبانِ حق مر چکے ہوں تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ بخشش کی دُعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا رہے تو اُمید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صاحبانِ حق کو بہت زیادہ اجر و ثواب دے کر اس بات کے لئے راضی کر دے گا کہ وہ اپنے حقوق کو معاف کر دیں۔

اور اگر تمہارا کوئی حق دوسروں پر ہو۔ اور اس کو حق کے ملنے کی اُمید ہو تو نرمی کے ساتھ تقاضا کرتے رہو اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے حق کو معاف کر دو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے بدلے میں بہت بڑا اور بہت زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

عام طور پر لوگ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ بندوں کے حقوق کا معاملہ بہت ہی اہم، نہایت ہی سنگین اور بے حد خوفناک ہے۔ بلکہ ایک حیثیت سے دیکھا جائے تو حقوق اللہ (اللہ تعالیٰ کے حقوق) سے زیادہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم والراحمین ہے وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر رحم فرما کر اپنے حقوق معاف فرما دے گا، مگر بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ اُس وقت تک نہیں معاف فرمائے گا۔ جب تک بندے اپنے حقوق کو نہ معاف کر دیں۔ لہذا بندوں کے حقوق کو ادا کرنا یا معاف کر لینا بے حد ضروری ہے ورنہ قیامت میں بڑی مشکلوں کا سامنا ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس درہم اور دوسرے مال و سامان نہ ہوں وہی مفلس ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت میں اعلیٰ درجے کا مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن نماز و روزہ اور زکوٰۃ کی نیکیوں کو لے کر میدانِ حشر میں آئے گا مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ اس نے دُنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھا لیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا تو یہ سب حقوق والے اپنے اپنے حقوق طلب کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں میں سے تمام حقوق والوں کو ان کے حقوق برابر نیکیاں دلائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں سے تمام حقوق والوں کے حقوق نہ ادا ہو سکے بلکہ نیکیاں ختم ہو گئیں اور حقوق باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ تمام حقوق والوں کے گناہ اس کے سر پر لا دو۔ چنانچہ سب حق

دالوں کے گناہوں کو یہ سر پر اٹھائے گا پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو یہ شخص سب سے بڑا مفلس ہوگا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۵)

اسلئے انتہائی ضروری ہے کہ یا تو حقوق کو ادا کرلو۔ یا معاف کرالو۔ ورنہ قیامت کے دن حقوق والے تمہاری سب نیکیوں کو چھین لیں گے اور ان کے گناہوں کا بوجھ تم اپنے سر پر لے کر جہنم میں جاؤ گے۔ خدا کے لئے سوچو کہ تمہاری بے کسی و بے بسی اور مفلسی کا قیامت میں کیا حال ہوگا۔

(۲) اخلاقیات

محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ حرفِ نختیں کلک فطرت کا کیا جس نے مکمل نسخہ ”اخلاقِ انسانی“۔

چند بُری باتیں

ہر مرد عورت پر لازم ہے کہ بری خصلتوں اور خراب عادتوں سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو بچائے رکھے اور نیک خصلتوں اور اچھی عادتوں کو خود بھی اختیار کرے اور اپنے سب متعلقین کو بھی اس پر کاربند ہونے کی انتہائی تاکید کرے۔ یوں تو اچھی عادتوں اور بری عادتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر یہاں اُن چند بری خصلتوں اور خراب عادتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جن میں اکثر مسلمان خصوصاً عورتیں گرفتار ہیں اور بری عادتوں کی وجہ سے لوگ اپنے دین و دنیا کو تباہ و برباد کر کے دونوں جہاں کی سعادتوں سے محروم ہو رہے ہیں۔

۱ غصہ

بے محل اور بے موقع بات بات پر بکثرت غصہ کرنا، یہ بہت خراب عادت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان غصہ میں آ کر دنیا کے بہت سے بنے بنائے کاموں کو بگاڑ دیتا ہے اور کبھی کبھی غصہ کی جھلاہٹ میں خداوند کریم کی ناشکری اور کفر کا کلمہ کہنے لگتا ہے اور اپنے ایمان کی دولت کو غارت اور برباد کر ڈالتا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بے محل اور بات بات پر غصہ کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے مگر بہت ہی تھوڑا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”غصہ مت کر“ اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد فرمائیے تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ ”غصہ مت کر“ غرض کئی بار اس شخص نے دریافت کیا مگر ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ ”غصہ مت کر“ یہ

بخاری شریف کی حدیث ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ مصری)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳ مجتہبی)

غصہ کب برا کب اچھا ہے؟

غصہ کے معاملہ میں یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ غصہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ برا۔ درحقیقت غصہ کی اچھائی اور برائی کا دار و مدار موقع اور محل کی اچھائی اور برائی پر ہے اگر بے محل غصہ کیا اور اس کے اثرات برے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ برا ہے اور اگر بے محل غصہ کیا اور اس کے اثرات اچھے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ اچھا ہے۔ مثلاً کسی بھوکے پیاسے دودھ پیتے بچے کے رونے پر تم کو غصہ آ گیا اور تم نے بچے کا گلا گھونٹ دیا تو چونکہ تمہارا غصہ بالکل ہی بے محل ہے اس لئے یہ غصہ برا ہے اور اگر کسی ڈاکو کو ڈاکا ڈالتے وقت تم کو غصہ آ گیا اور تم نے بندوق چلا کر اس ڈاکو کا خاتمہ کر دیا چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل ہی بے محل ہے۔ لہذا یہ غصہ برائیں بلکہ اچھا ہے۔ حدیث شریف میں جس غصہ کی ندامت اور برائی بیان کی گئی ہے۔ یہ وہی غصہ ہے جو بے محل ہو اور جس کے اثرات برے ہوں۔ بالکل ظاہر بات ہے کہ غصہ میں رحم کی جگہ بے رحمی اور عدل کی جگہ ظلم، شکر کی جگہ ناشکری، ایمان کی جگہ کفر ہو تو بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ غصہ اچھا ہے؟ یقیناً یہ غصہ برا ہے اور یہ بہت ہی بری خصلت اور نہایت ہی خراب عادت ہے اس سے بچنا ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازم ہے۔

غصہ کا علاج

جب بے محل غصہ کی جھلاہٹ آدمی پر سوار ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس کو چاہئے کہ وہ فوراً ہی وضو کرے۔ اس لئے کہ بے محل اور مضر غصہ دلانے والا شیطان ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اس لئے وضو غصہ کی آگ بجھا دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۳ مجتہبی)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آ جائے تو آدمی کو چاہئے کہ فوراً بیٹھ جائے تو غصہ اتر جائے گا اور اگر بیٹھنے سے بھی غصہ نہ اترے تو لیٹ جائے تاکہ غصہ ختم ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

۲۰ حسد

کسی کو کھانا پیتا پھلتا پھولتا آسودہ حال دیکھ کر دل جلانا اور اس کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا۔ اس خراب جذبہ کا نام ”حسد“ ہے۔ یہ بہت ہی خبیث عادت اور نہایت ہی بری بلا اور گناہ عظیم ہے۔ حسد کرنے والوں کی ساری زندگی جلن اور گھٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور اسے چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے رسول کو حکم دیا ہے کہ حسد سے آپ خدا کی پناہ مانگتے رہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ مصری)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم لوگ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور اے اللہ کے بندو تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۸۷)

حسد اس لئے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں آدمی اس نعمت کے قابل نہیں تھا۔ اس کو یہ نعمت کیوں دی؟ اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض کرنا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

حسد کا علاج

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہرگز ہرگز کسی کی دولت و نعمت برباد نہیں ہو سکتی اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ ہی کو پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی جلن میں مبتلا اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت کے دن اس کو مل جائیں گی، پھر یہ بھی سوچے کہ میں جس پر حسد کر رہا ہوں۔ اس کو خداوند کریم نے یہ نعمتیں دی ہیں اور اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں گویا خداوند کے فعل پر اعتراض کر کے اپنا دین و ایمان خراب کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ جو شخص جس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز عطا فرماتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چونکہ وہ ان نعمتوں کا اہل تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور میں چونکہ ان کا اہل نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے نہیں دیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۹۶ مصری)

سچ ہے ۔ اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

۳ لالچ

یہ بہت ہی بری خصلت اور نہایت خراب عادت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو جو رزق و نعمت اور مال و دولت یا جاہ و مرتبہ ملا ہے اس پر راضی ہو کر قناعت کر لینا چاہئے۔ دوسروں کی دولتوں اور نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر خود بھی اس کو حاصل کرنے کے پھیر میں پریشان حال رہنا اور غلط و صحیح ہر قسم کی تدبیروں میں دن رات لگے رہنا۔ یہی جذبہ حرص و لالچ کہلاتا ہے اور حرص و طمع درحقیقت انسان کی ایک پیدائشی خصلت ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر کر سونا ہو جائے تو پھر وہ ایک تیسرے میدان کو طلب کرے گا کہ وہ بھی سونے سے بھر جائے اور ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص اس سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ مجتہبی)

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں ایک اُمید دوسری مال کی محبت۔
(احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۳۸ وغیرہ)

لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت، غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔ اگر لالچ کا جذبہ کسی انسان میں بڑھ جاتا ہے تو وہ انسان طرح طرح کی بد اخلاقیوں اور بے مروتی کے کاموں میں پڑ جاتا ہے اور بڑے سے بڑے گناہوں سے بھی نہیں چوکتا۔ بلکہ سچ پوچھئے تو حرص و طمع اور لالچ درحقیقت ہزاروں گناہوں کا سرچشمہ ہیں اس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے۔

لالچ کا علاج

اس قلبی مرض کا علاج صبر و قناعت ہے یعنی جو کچھ خدا کی طرف سے بندے کو مل جائے اس پر راضی ہو کر خدا کا شکر بجالائے اور اس عقیدہ پر جم جائے کہ انسان جب ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اسی وقت فرشتہ خدا کے حکم سے انسان کی چار چیزیں لکھ دیتا ہے۔ انسان کی عمر، انسان کی روزی، انسان کی نیک نصیبی، انسان کی بد نصیبی۔ یہی انسان کا نوشتہ تقدیر ہے۔ لاکھ سارے مار و مگر وہی ملے گا جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ سمجھ کر کہ خدا کی رضا اور اس کی عطا پر راضی ہو جاؤ اور یہ کہہ کر لالچ کے قلعے کوڑھادو کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ مجھے ملا اور جو میری تقدیر میں ہو گا وہ آئندہ ملے گا اور اگر کچھ کمی کی وجہ سے قلب میں تکلیف ہو اور نفسِ اُدھر لپکے تو صبر کر کے نفس کی لگام کھینچ لو۔ اسی طرح رفتہ رفتہ قلب میں قناعت کا نور چمک اٹھے گا اور حرص و لالچ کا اندھیرا بدل چھٹ جائے گا۔ یاد رکھو! حرص ذلت بھری فقیری ہے، جو قناعت کرے، تو نگر ہے۔

۴ کنجوسی

بخیلی بہت ہی منہوس خصلت ہے، بخیل مال رکھتے ہوئے کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، وطن اور سفر ہر جگہ ہر حال میں ہر چیز میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھاتا ہے اور ہر جگہ ذلیل ہوتا ہے اور کوئی بھی اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخنی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، انسانوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، انسانوں سے دور ہے، جہنم سے قریب ہے اور یقیناً بخنی جاہل، عبادت گزار بخیل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ مجتہبی)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دھوکہ باز اور بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ مجتہبی)

اور یہ بھی حدیث پاک میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جو دونوں ایک ساتھ مومن میں اکٹھی جمع نہیں ہوں گی۔ ایک کنجوسی دوسری بد اخلاقی۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ مجتہبی)

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں خصلتیں بری ہیں اور یہ دونوں بری خصلتیں مومن میں ایک ساتھ نہیں پائی جائیں گی۔ مومن اگر بخیل ہوگا تو بد اخلاق نہیں ہوگا اور اگر بد اخلاق ہوگا تو بخیل نہیں ہوگا اور اگر تم کسی ایسے منحوس آدمی کو دیکھو کہ وہ بخیل بھی ہے اور بد اخلاق بھی ہے تو سمجھ لو کہ اس کے ایمان میں کچھ فتور ضرور ہے اور یہ کامل درجے کا مسلمان نہیں ہے۔

بخل کا علاج

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کنجوسی ایک ایسا مرض ہے کہ اس کا علاج بے حد دشوار ہے خصوصاً بوڑھا آدمی اگر بخیل ہو تو وہ تقریباً لا علاج ہے اور کنجوسی کا سبب مال کی محبت ہے۔ جب تک مال کی محبت دل سے زائل نہیں ہوگی۔ کنجوسی کی بیماری رفع نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی اس کے دو علاج بہت ہی کامیاب اور کارآمد ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ مال کے مقاصد کیا ہیں؟ اور میں کس لئے پیدا کیا گیا ہوں؟ اور مجھے دنیا میں مال جمع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ عالم آخرت کے لئے بھی ذخیرہ جمع کرنا چاہئے۔ جب یہ خیال دل میں جم جائے گا تو پھر دل میں دنیا کی بے ثباتی اور عالم آخرت کا دھیان پیدا ہوگا اور ناگہاں دل میں ایک ایسا نور پیدا ہو جائے گا کہ دنیا سے دنیا کے مال و اسباب سے بے رغبتی اور نفرت پیدا ہونے لگے گی پھر بخل اور کنجوسی کی بیماری خود بخود ختم ہو جائے گی اور جذبہ سخاوت اس طرح پیدا ہو جائے گا کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے اس کو لذت محسوس ہونے لگے گی۔ اور دوسرا علاج یہ ہے کہ بخیلوں اور کنجی لوگوں کی حکایات پڑھیں اور عالموں سے بکثرت اس قسم کے واقعات سنتا رہے کہ بخیلوں کا انجام کتنا برا ہوگا اور کنجی لوگوں کا انجام کتنا اعلیٰ ہوا ہے۔ اس قسم کے واقعات و حکایات پڑھتے پڑھتے، سنتے سنتے بخیلی سے نفرت اور سخاوت کی رغبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ کنجوسی کا مرض زائل ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۶۳)

(وغیرہ)

۵ ﴿تَكْبَرُ﴾

یہ شیطانی خصلت اتنی بری اور اس قدر تباہ کن عادت ہے کہ یہ بھوت بن کر جس انسان کے سر پر سوار ہو جائے سمجھ لو کہ اس کی دنیا و آخرت کی تباہی یقینی ہے۔ شیطان اپنی اس منحوس خصلت کی وجہ سے مردود بارگاہ الہی ہوا اور خداوند قہار و جبار نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پہنا کر اس کو جنت سے نکال دیا۔

تکبر کے معنی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھے۔ یہی جذبہ شیطان ملعون کے دل میں پیدا ہوا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو فرشتے چونکہ تکبر کی نحوست سے پاک تھے۔ سب فرشتوں نے سجدہ کر لیا لیکن شیطان کے سر میں تکبر کا سودا سما یا ہوا تھا کہ اس نے اکر کر کہہ دیا کہ،

أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں خصلتیں بری ہیں اور یہ دونوں بری خصلتیں مومن میں ایک ساتھ نہیں پائی جائیں گی۔ مومن اگر بخیل ہوگا تو بد اخلاق نہیں ہوگا اور اگر بد اخلاق ہوگا تو بخیل نہیں ہوگا اور اگر تم کسی ایسے منحوس آدمی کو دیکھو کہ وہ بخیل بھی ہے اور بد اخلاق بھی ہے تو سمجھ لو کہ اس کے ایمان میں کچھ فتور ضرور ہے اور یہ کامل درجے کا مسلمان نہیں ہے۔

بخل کا علاج

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کنجوسی ایک ایسا مرض ہے کہ اس کا علاج بے حد دشوار ہے خصوصاً بوڑھا آدمی اگر بخیل ہو تو وہ تقریباً لا علاج ہے اور کنجوسی کا سبب مال کی محبت ہے۔ جب تک مال کی محبت دل سے زائل نہیں ہوگی۔ کنجوسی کی بیماری رفع نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی اس کے دو علاج بہت ہی کامیاب اور کارآمد ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ مال کے مقاصد کیا ہیں؟ اور میں کس لئے پیدا کیا گیا ہوں؟ اور مجھے دنیا میں مال جمع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ عالم آخرت کے لئے بھی ذخیرہ جمع کرنا چاہئے۔ جب یہ خیال دل میں جم جائے گا تو پھر دل میں دنیا کی بے ثباتی اور عالم آخرت کا دھیان پیدا ہوگا اور ناگہاں دل میں ایک ایسا نور پیدا ہو جائے گا کہ دنیا سے دنیا کے مال و اسباب سے بے رغبتی اور نفرت پیدا ہونے لگے گی پھر بخل اور کنجوسی کی بیماری خود بخود ختم ہو جائے گی اور جذبہ سخاوت اس طرح پیدا ہو جائے گا کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے اس کو لذت محسوس ہونے لگے گی۔ اور دوسرا علاج یہ ہے کہ بخیلوں اور کنجی لوگوں کی حکایات پڑھیں اور عالموں سے بکثرت اس قسم کے واقعات سنتا رہے کہ بخیلوں کا انجام کتنا برا ہوگا اور کنجی لوگوں کا انجام کتنا اعلیٰ ہوا ہے۔ اس قسم کے واقعات و حکایات پڑھتے پڑھتے، سنتے سنتے بخیلی سے نفرت اور سخاوت کی رغبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ کنجوسی کا مرض زائل ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۶۳)

(وغیرہ)

۵ ﴿تَكْبَرُ﴾

یہ شیطانی خصلت اتنی بری اور اس قدر تباہ کن عادت ہے کہ یہ بھوت بن کر جس انسان کے سر پر سوار ہو جائے سمجھ لو کہ اس کی دنیا و آخرت کی تباہی یقینی ہے۔ شیطان اپنی اس منحوس خصلت کی وجہ سے مردود بارگاہ الہی ہوا اور خداوند قہار و جبار نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پہنا کر اس کو جنت سے نکال دیا۔

تکبر کے معنی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھے۔ یہی جذبہ شیطان ملعون کے دل میں پیدا ہوا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو فرشتے چونکہ تکبر کی نحوست سے پاک تھے۔ سب فرشتوں نے سجدہ کر لیا لیکن شیطان کے سر میں تکبر کا سودا سما یا ہوا تھا کہ اس نے اکڑ کر کہہ دیا کہ،

أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ

یعنی میں حضرت آدم سے اچھا ہوں۔ اے اللہ! تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

اس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے حقیر سمجھا اور سجدہ نہیں کیا۔

یاد رکھو کہ جس آدمی میں تکبر کی شیطانی خصلت پیدا ہو جائے گی اس کا وہی انجام ہوگا جو شیطان کا ہوا کہ وہ دونوں جہاں میں خداوند قہار و جبار کی پھٹکار سے مردود اور ذلیل و خوار ہو گیا۔

یاد رکھو کہ تکبر خدا کو بے حد ناپسند ہے اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲

صفحہ ۴۳۳ مجتہبی)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میدان محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہوں گی۔ مگر ان کے قد چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ذلت و رسوائی میں یہ گھرے ہوئے ہوں گے اور یہ لوگ گھسیٹے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اُس جیل خانہ میں قید کر دیئے جائیں گے جس کا نام ”بولس“ (ناامیدی) ہے اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جو تمام آگوں کو جلادے گی جس کا نام ”نار الانیاز“ ہے اور ان لوگوں کو جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳)

پیادہ بھنیو اور عزیز بھانیو ! کان کھول کر سن لو کہ تم لوگ جو کھانے، کپڑے، چال چلن، مکان سامان، تہذیب و تمدن، مال و دولت ہر چیز میں اپنے کو دوسروں سے اچھا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھتے رہتے ہو۔ اسی طرح بعض علماء اور بعض عبادت گزار علم و عبادت میں اپنے کو دوسروں سے بہتر اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھ کر اکڑتے ہیں۔ یہی تکبر ہے خدا کے لئے اس شیطانی عادت کو چھوڑ دو اور تواضع و انکساری کی عادت ڈالو۔ یعنی دوسروں کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو ہر چیز میں دوسروں سے کمتر سمجھو۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع و انکساری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمادے گا۔ وہ خود کو چھوٹا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی نگاہوں میں اس کو عظمت والا بنادے گا اور جو شخص گھمنڈ اور تکبر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دے گا وہ خود کو بڑا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے زیادہ ذلیل بنادے گا۔

گھمنڈ کا علاج

گھمنڈ اور تکبر کا علاج یہ ہے کہ غریبوں اور مسکینوں کی صحبت میں رہنے لگے اور ان لوگوں کی خدمت کرے۔ تواضع و انکساری کا طریقہ اختیار کرے اور اپنے دل میں یہ ٹھان لے کہ میں ہر مسلمان کی تعظیم اور اس کا اعزاز و اکرام کروں گا۔ خواہ اس کے کپڑے کتنے ہی میلے کیوں نہ ہوں میں اس کو اپنے برابر بٹھاؤں گا اور ہر وقت اس کا دھیان رکھے کہ خداوند کریم کا شکر ہے کہ مجھ کو اُس نے

دوسروں سے اچھا بنا دیا ہے لیکن وہ جب چاہے مجھ کو سارے جہاں سے بدتر بنا سکتا ہے۔ اپنی کمتری اور کوتاہی کا خیال اگر دل میں جم گیا تو تکبر کا بھوت لاکھوں کوس دور بھاگ جائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۶ چغلی

یعنی کسی کی بات سن کر کسی دوسرے سے اس طور پر کہہ دینا کہ دونوں میں اختلاف اور جھگڑا لڑائی ہو جائے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور بہت خراب عادت ہے۔ تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس گناہ میں مبتلا ہیں۔ حدیث شریف میں چغلی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ بتایا ہے۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ چغلی جو دھرا دھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر حدیث میں یہ بھی ہے کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ وہ ہے جو ادھر ادھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے اور ایک حدیث میں یہ بھی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ چغلی کو آخرت سے پہلے اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ چغلی کی برائی کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ (احیاء العلوم

جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

مسلمان بھائیو! اور بھنو! کسی کی کوئی بات سنو تو خوب سمجھ لو کہ تم اس بات کے امین ہو گئے ہو اگر دوسروں تک اس بات کے پہنچانے میں کوئی دین و دنیا کا فائدہ ہو تو تم ضرور اس بات کا چرچا کرو لیکن اگر اس بات کو دوسروں تک پہنچانے میں دو مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑے کا اندیشہ ہو تو خبردار خبردار ہرگز ہرگز کبھی بھی اس بات کا چرچا کرو نہ کسی دوسرے سے کہو ورنہ تم پر امانت میں خیانت کرنے اور چغلی کا گناہ ہوگا اور اس گناہ کا دنیا میں بھی تم پر یہ وبال پڑے گا کہ تم سب کی نگاہوں میں بے وقار اور ذلیل خوار ہو جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذابِ جہنم کے حق دار ٹھہرو گے۔

۷ غیبت

کسی کو غائبانہ برا کہنا، یا پیٹھ پیچھے اُس کا کوئی عیب بیان کرنا یہی غیبت کہلاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند سمجھتا ہے۔ یہی غیبت ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیے کہ اگر میرے اُس دینی بھائی میں واقعی وہ باتیں موجود ہوں۔ تو کیا ان باتوں کا ذکر کرنا بھی غیبت کہلائے گا؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس کے اندر وہ باتیں واقعی ہوں گی جیسی تو تم اس کی غیبت کرنے والے کہلاؤ گے اور اس میں وہ باتیں نہ ہوں اور تم اپنی طرف سے گھڑ کر کہو گے جب تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہو جاؤ گے جو ایک دوسرا گناہ کبیرہ ہے جس کا کرنے

والاجہنم کا ایندھن بنے گا۔ (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان صفحہ ۴۱۲)

یاد رکھو کہ غیبت اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:

الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزَّانَا یعنی غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے۔

(مشکوٰۃ باب حفظ اللسان صفحہ ۴۱۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے معراج کی رات میں کچھ لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو کھرچ کھرچ کر نوح رہے ہیں میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں، تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کی غیبت اور آبروریزی کیا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

یاد رکھو کہ پیٹھ پیچھے کسی آدمی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند کرتا ہو یہ غیبت ہے۔ خواہ اس کو کوئی ظاہری عیب ہو یا باطنی، اس کا پیدا کئی عیب ہو یا اس کا اپنا پیدا کیا ہو عیب ہو۔ اس کے بدن، اس کے کپڑوں، اس کے خاندان و نسب، اس کے اقوال و افعال چال ڈھال، اس کی بول چال غرض کسی عیب کو بیان کرنا یا طعنہ مارنا یہ سب غیبت ہی میں داخل ہے۔ لہذا اس غیبت کے گناہ سے ہر مسلمان مرد و عورت کو بچنا لازم اور ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ (حجرات)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ غیبت اس قدر بڑا گناہ اور گھناؤنا گناہ ہے۔ جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا تو جس طرح تم ہرگز کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنے مرے بھائی کی لاش کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاؤ۔ اس طرح ہرگز کبھی کسی کی غیبت مت کرو۔

کن کن لوگوں کی غیبت جائز ہے؟

حضرت علامہ ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ ہجری) نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ شرعی اغراض و مقاصد کے لئے کسی کی غیبت کرنی جائز اور مباح ہے اور اس کی چھ صورتیں ہیں۔

اول: مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب کا بیان کرنا۔ تاکہ اس کی دادرسی ہو سکے۔

دوم: کسی شخص کی برائیوں کو روکنے کے لئے کسی صاحب اقتدار کے سامنے اس کی برائیوں کو بیان کرنا تاکہ وہ اپنے رعب داب سے اس شخص کو برائیوں سے روک دے۔

سوم: مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لئے کسی کے عیوب کو پیش کرنا۔

چہارم : مسلمانوں کو شرف و فساد اور نقصان سے بچانے کے لئے کسی کے عیوب کو بیان کر دینا مثلاً جھوٹے راویوں، جھوٹے گواہوں، بد مذہبوں کی گمراہیوں، جھوٹے مصنفوں اور واعظوں کے جھوٹ اور ان لوگوں کے مکرو فریب کو لوگوں سے بیان کر دینا۔ تاکہ لوگ گمراہی کے نقصان سے بچ جائیں۔ اسی طرح شادی بیاہ کے بارے میں مشورہ کرنے والے سے فریق ثانی کے واقعی عیوب کو بتا دینا یا خریداروں کو نقصان سے بچانے کے لیے سامان یا سودا بیچنے والے کے عیوب سے لوگوں کو آگاہ کر دینا۔

پنجم : جو شخص علی الاعلان فسق و فجور اور قسم قسم کے گناہوں کا مرتکب ہو۔ مثلاً چور، ڈاکو، زنا کار، خیانت کرنے والا، ایسے اشخاص کے عیوب کو لوگوں سے بیان کر دینا، تاکہ لوگ نقصان سے محفوظ رہیں اور ان لوگوں کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔

ششم : کسی شخص کی پہچان کرانے کے لئے اس کے کسی مشہور عیب کو اس کے نام کے ساتھ ذکر کر دینا۔ جیسے حضرات محدثین کا طریقہ ہے کہ ایک ہی نام کے چند راویوں میں امتیاز اور ان کی پہچان کے لئے اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) اعمیٰ (اندھا) احول (بھینگا) وغیرہ قسم کے عیوب کو ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ جس کا مقصد ہر گز ہرگز نہ توہین و تنقیص ہے نہ ایذا رسانی۔ بلکہ اس کا مقصد صرف راویوں کی شناخت اور ان کی پہچان کا نشان بتانا ہے۔ (نواوی علی المسلم صفحہ ۳۲۳)

اوپر ذکر کی ہوئی صورتوں میں چونکہ کسی کے عیوب کو بیان کر دینا ہے۔ اس لیے بلاشبہ یہ غیبت تو ہے۔ لیکن ان صورتوں میں شریعت نے جائز رکھا ہے کہ اگر کوئی کسی شخص کی غیبت کر دے تو نہ کوئی حرج ہے نہ کوئی گناہ بلکہ بعض صورتوں میں اس قسم کی غیبت مسلمانوں پر واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایسے موقعوں پر کہ اگر تم نے کسی کے عیب کو نہ بیان کیا تو کسی مسلمان کے نقصان میں پڑ جانے کا یقین یا غالب گمان ہو۔ مثال کے طور پر ایک مسلمان رقم لے جا رہا ہو۔ ایک سفید پوش ڈاکو تسبیح و مصلیٰ لئے ہوئے بزرگ بنا ہوا اُس مسلمان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو اور مسلمان بالکل ہی اس ڈاکو کے بارے میں لاعلم ہو اور تمہیں یقین ہے کہ یہ ڈاکو ضرور اس بھولے بھالے مسلمان کو دھوکا دے کر لوٹ لے گا اور تم اس ڈاکو کے عیب جانتے ہو تو اس صورت میں ایک بھولے بھالے مسلمان کو نقصان سے بچانے کے لئے ڈاکو کے عیب کو اُس مسلمان سے بیان کر دینا تم پر واجب ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ،

اگر بینی کہ نابینا و چالا است اگر خاموش می مانی گناہا است

یعنی تم اگر دیکھو کہ ایک اندھا جا رہا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے تو تم پر لازم ہے کہ اندھے کو بتا دو کہ تیرے آگے کنواں ہے اس سے بچ کر چلو۔ اور اگر تم اس کو دیکھ کر چپ رہ گئے اور اندھا کنویں میں گر پڑا تو یقیناً تم گناہگار ٹھہر دو گے۔

جھوٹ موٹ اپنی طرف سے گڑھ کر کسی پر کوئی الزام یا عیب لگانا اس کو افتراء تہمت اور بہتان کہتے ہیں۔ یہ بہت خبیث اور ذلیل عادت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے کہ شریعت کے قانون میں اس شخص کو اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے اور عمر بھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور قیامت کے دن یہ شخص دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔

۹ جھوٹ

یہ وہ بری گھٹاؤنی اور ذلیل عادت ہے کہ دین و دنیا میں جھوٹے کا کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں۔ جھوٹا آدمی ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے اور ہر مجلس اور ہر انسان کے سامنے بے وقار اور بے اعتبار ہو جاتا ہے اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمادیا ہے کہ ﴿لَعَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ یعنی ”کان کھول کرسن لو کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے اور وہ خدا کی رحمتوں سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں اور بہت سی احادیث پاک میں جھوٹ کی برائیوں کا بیان ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ اس لعنتی عادت سے زندگی بھر بچتا رہے بہت سے ماں باپ بچوں کو چپ کرانے کے لئے ڈرانے کے طور پر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ گھر میں ”ماؤں“ بیٹھا ہے یا چپ رہو صندوق میں لڈو رکھے ہوئے ہیں تم رُونے لگو گے تو سب لڈو دھول مٹی ہو جائیں گے۔ حالانکہ نہ گھر میں ”ماؤں“ ہوتا ہے، نہ صندوق میں لڈو ہوتا ہے اور نہ رونے سے لڈو دھول مٹی ہو جاتا ہے تو خوب سمجھ لو یہ سب بھی جھوٹ ہی ہے۔ اس قسم کی بولیاں بول کر ماں باپ گناہ کبیرہ کرتے رہتے ہیں اور اس قسم کی باتوں کو لوگ جھوٹ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یقیناً ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو وہ جھوٹ ہے اور ہر جھوٹ حرام ہے خواہ بچے سے جھوٹی بات کہو یا بڑے سے، آدمی سے جھوٹی بات کہو یا جانور سے۔ جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور جھوٹ حرام ہے۔

کب اور کونسا جھوٹ جائز ہے !

کافر یا ظالم سے اپنی جان بچانے کے لئے یا دو مسلمانوں کی جنگ بچانے اور صلح کرانے کے لئے اگر کوئی جھوٹی بات بول دے تو شریعت نے اس کی رخصت دی ہے۔ مگر جہاں تک ہو سکے اس موقع پر ایسی بات بولے اور ایسے الفاظ منہ سے نکالے کہ کھلا ہوا جھوٹ نہ ہو بلکہ کسی معنی کے لحاظ سے وہ صحیح بھی ہو اس کو عربی زبان میں ”توریہ“ کہتے ہیں۔ مثلاً ڈاکو نے تم سے پوچھا کہ تمہارے پاس مال ہے کہ نہیں؟“ اور تم کو یقین ہے کہ اگر میں اقرار کر لوں گا تو ڈاکو مجھے قتل کر کے میرا مال لوٹ لے گا تو اس وقت تم کہہ دو کہ ”میرے پاس کوئی مال نہیں ہے“ اور نیت یہ کر لو کہ میری جیب یا میرے ہاتھ میں کوئی مال نہیں ہے بکس یا جھولے میں ہے تو اس کے معنی کے لحاظ سے کہ تمہارا یہ کہنا کہ ”میرے پاس کوئی مال نہیں ہے یہ سچ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے کہ میری ملکیت میں کوئی مال نہیں ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ اسی قسم کے الفاظ کو عربی میں ”توریہ“ کہا جاتا ہے اور جہاں جہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں فلاں موقعوں

پر مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ ”تور یہ“ کے الفاظ بولے اور اگر کھلا ہوا جھوٹ بولنے پر کوئی مسلمان مجبور کر دیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دل سے اس جھوٹ کو برا جانتے ہوئے جان و مال کو بچانے کے لئے صرف زبان سے جھوٹ بول دے اور اس سے توبہ کر لے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

﴿۱۰﴾ عیب جوئی

ادھر ادھر کا ن لگا کر لوگوں کی باتوں کو چھپ چھپ کر سننا یا تاک جھانک کر لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرنا۔ یہ بڑی ہی چھپھوری حرکت اور خراب عادت ہے۔ دنیا میں اس کا انجام بدنامی اور ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں اسکی سزا جہنم کا عذاب ہے ایسا کرنے والوں کے کانوں اور آنکھوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ قرآن مجید میں اور احادیث پاک میں اللہ تعالیٰ اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”وَلَا تَجَسَّسُوا“ یعنی کسی کے عیبوں کو تلاش کرنا حرام اور گناہ ہے۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ عیب زیادہ پایا جاتا ہے۔ لہذا پیاری بہنو! تم اس گناہ سے خود بھی بچو اور دوسری عورتوں کو بھی بچاؤ۔

﴿۱۱﴾ گالی گلوچ

اس گندی عادت کی برائی ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے۔ یقیناً پھوہڑ اور فحش الفاظ اور گندے کلاموں کو بولنا یہ کمینوں اور رزیل و ذلیل لوگوں کا طریقہ ہے اور شریعت میں حرام اور گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ﴿سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ﴾ یعنی کسی مسلمان سے گالی گلوچ کرنا یہ فاسق کا کام ہے۔

آج کل عورت و مرد اس بلا میں مبتلا ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بڑوں کی فحش کلامیوں اور گالیوں کو سن کر بچے بھی گندی اور پھوہڑ گالیاں بکنے لگتے ہیں اور پھر بچپن سے بڑھاپے تک اس گندی عادت میں گرفتار رہتے ہیں۔ لہذا ہر مرد و عورت پر لازم ہے کہ کبھی ہرگز ہرگز گالیاں اور گندے الفاظ منہ سے نہ نکالیں۔ کون نہیں جانتا کہ کبھی کبھی گالی گلوچ کی وجہ سے خون ریز لڑائیاں ہو جایا کرتی ہیں اور مسلمانوں کی جان و مال کا عظیم نقصان ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے مسلم معاشرہ کو تباہ کرنے میں بدزبانیوں اور گالیوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ لہذا اس عادت کو ترک کر دینا بے حد ضروری ہے خاص کر عورتوں کو اپنی سُسرال میں اس کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ سینکڑوں عورتوں کو طلاق ان بدزبانیوں اور گالیوں کی وجہ سے ہو جایا کرتی ہے اور پھر میکہ اور سُسرال والوں میں مستقل جھگڑوں کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ دونوں خاندان تباہی و بربادی کے غار میں گر کر ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔

۱۲ ﴿ فضول بکواس

مردوں اور عورتوں کی بری عادتوں میں سے ایک بہت بری عادت بہت زیادہ بولنا اور فضول بکواس ہے۔ کم بولنا اور ضرورت کے مطابق بات چیت یہ بہت ہی پسندیدہ عادت ہے۔ ضرورت سے زیادہ بات اور فضول کی بکواس کا انجام یہ ہوتا ہے کبھی کبھی ایسی باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں جس سے بہت بڑے بڑے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شروفساد کے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ﴿ وَكُفِّرْهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّوَالِ وَأَصَاعَةُ الْمَالِ ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند ہے کہ بلا ضرورت قیل اور قال اور فضول اقوال آدمی کی زبان سے نکلیں۔ اسی طرح کثرت سے لوگوں کے سامنے کسی چیز کا سوال کرتے رہنا اور فضول کاموں میں اپنے مالوں کو برباد کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ یہ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنی زبانوں کو فضول باتوں سے ہمیشہ بچائے رکھو کیونکہ بہت سی فضول باتیں ایسی بھی زبانوں سے نکل جاتی ہیں جو بولنے والوں کو جہنم میں پہنچا دیتی ہیں۔ اسی لئے تمام بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تین عادتوں کو لازم پکڑو کم بولنا، کم سونا اور کم کھانا کیونکہ زیادہ بولنا، زیادہ سونا اور زیادہ کھانا یہ عادتیں بہت ہی خراب ہیں اور ان عادتوں کی وجہ سے انسان دین و دنیا میں ضرور نقصان اٹھاتا ہے۔

۱۳ ﴿ ناشکری

خداوند کریم کے انعاموں اور انسانوں کے احسانوں کی ناشکری اس منحوس اور بری عادات میں نوے فیصد مرد و عورت گرفتار ہیں۔ بلکہ عورتیں تو ننانوے فیصد اس میں مبتلا ہیں۔ ذرا کسی گھرانے کو یا کسی عورت کے کپڑوں یا زیورات کو اپنے سے خوشحال اور اچھا دیکھ لیا تو خدا تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتیں ہیں اور کہنے لگتی ہیں کہ خداوند نے ہمیں نہ معلوم کس جرم کی سزا میں مفلس اور غریب بنا دیا ہے۔ خدا کا ہم پر کوئی فضل ہی نہیں ہوتا۔ میں گلوڑی ایسے پھوٹے کرم لے کر آئی ہوں کہ نہ میکے میں سکھ نصیب ہو نہ سسرال میں ہی کچھ دیکھا۔ فلائی فلائی گھی دودھ میں نہا رہی ہیں اور میں فاقوں سے مر رہی ہوں۔ اسی طرح عورتوں کی عادت ہے کہ اس کا شوہر اپنی طاقت بھر کپڑے، زیورات، ساز و سامان دیتا رہتا ہے لیکن اگر کبھی کسی مجبوری سے عورت کی کوئی فرمائش پوری نہیں کر سکا تو عورتیں کہنے لگتی ہیں کہ تمہارے گھر میں ہائے ہائے کبھی سکھ نصیب نہیں ہوا۔ اس اجڑے گھر میں ہمیشہ نگلی بھوکی ہی رہ گئی کبھی بھی تمہاری طرف سے میں نے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ میری قسمت پھوٹ گئی جو تمہارے جیسے فتنہ فقیرے سے بیاہی گئی میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا۔ اس قسم کی ناشکری کرتی اور جلی کٹی باتیں سناتی رہتی ہیں، چنانچہ سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں زیادہ تعداد میں جہنمی ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا

سبب یہ ہے کہ عورتیں ایک دوسرے پر بہت زیادہ لعنت ملامت کرتی رہتی ہیں اور ناشکری کرتی رہتی ہیں۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عورتیں خدا کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں احسان کی ناشکری کرتی ہیں اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ ان عورتوں کی یہ عادت ہے کہ تم پوری زندگی بھر میں ان کے ساتھ احسان کرتے رہو لیکن اگر کبھی کچھ بھی کمی دیکھیں گی تو یہی کہہ دیں گی کہ میں نے کبھی بھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۹ وغیرہ)

عزیز بھنو! سن لو خدا کے انعاموں، اور شوہر یا دوسروں کے احسانوں کی ناشکری بہت ہی خراب عادت، اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے لازم ہے وہ ہمیشہ اپنوں سے کمزور اور گری ہوئی حالت والوں کو دیکھا کرے کہ اگر میرے پاس گھٹیا کپڑے اور زیور ہیں تو خدا کا شکر ہے کہ فلاں اور فلائی سے تو ہم بہت ہی اچھی حالت میں ہیں کہ ان لوگوں کو بدن ڈھانپنے کے لئے پھٹے پرانے کپڑے بھی نصیب نہیں ہوتے اسی طرح اگر میرے شوہر نے میرے لئے معمولی غذا کا انتظام کیا ہے تو اس پر بھی شکر ہے کیونکہ فلائی فلائی عورتیں تو فاقہ کیا کرتی ہیں۔ بہر حال اگر تم اپنے سے کمزوروں اور غریبوں پر نظر رکھو گی تو شکر ادا کرو گی اور اگر تم مالداروں پر نظر کرو گی تو ناشکری کی بلا میں پھنس کر اپنے دین و دنیا کو تباہ و برباد کر ڈالو گی۔ اس لئے لازم ہے کہ ناشکری کی عادت چھوڑ کر ہمیشہ خدا کے انعاموں اور شوہر یا دوسروں کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ
وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ
یعنی اگر تم شکر ادا کرتے رہو تو میں تم کو زیادہ نعمتیں دیتا رہوں گا۔
اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔
اس آیت نے اعلان کر دیا کہ شکر ادا کرنے سے خدا کی نعمتیں بڑھتی ہیں اور ناشکری کرنے سے خدا کا عذاب اُتر پڑتا ہے۔

۱۴ ﴿جھگڑا تکرار﴾

بات بات پر ساس سُسر اور بہو شوہر یا عام مسلمان مردوں اور عورتوں سے جھگڑا تکرار کر لینا یہ بھی بہت بری عادت اور گناہ کا کام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جھگڑالو آدمی خدا کو بے حد ناپسند ہے۔ اس لئے اگر کسی سے کوئی اختلاف ہو جائے یا مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو سہولیت اور معقول گفتگو سے معاملات کو طے کر لینا نہایت ہی عمدہ اور بہترین عادت ہے۔ جھگڑے تکرار کی عادت کینوں اور بد تہذیب لوگوں کا طریقہ ہے اور یہ عادت انسان کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت ہے کیونکہ جھگڑالو آدمی کا کوئی بھی دوست نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر شخص کی نگاہوں میں قابل نفرت ہو جاتا ہے اور لوگ اس کے جھگڑے کے ڈر سے اس کو منہ نہیں لگاتے اس سے بات نہیں کرتے۔

یہ ایسی منحوس عادت ہے اس کی وجہ سے سینکڑوں دوسری خراب عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں ظاہر ہے کہ مکان، سامان، کپڑوں اور بدن کی گندگی برتنوں اور سامانوں کی بے ترتیبی وقت پر کھانے پینے سے محرومی، شوہر اور سُسرال والوں کی ناراضگی، بچوں کا پھوہڑپن، طرح طرح کی بیماریاں وغیرہ وغیرہ ساری بلائیں اور مصیبتیں اسی کا بلی کے سبب اٹھنے لگی ہیں۔ اسی لئے اس عادت کو ہرگز ہرگز اپنے قریب نہیں آنے دینا چاہئے بلکہ دین و دنیا کے کاموں میں ہر وقت چاق و چوبند ہو کر لگے رہنا چاہئے۔ خوب یاد رکھو کہ محنتی آدمی ہر شخص کا پیارا ہوتا ہے اور کامل آدمی ہر ایک در سے پھٹکا راجاتا ہے اور ہر کام میں مار پڑتی ہے۔ کامل آدمی نہ دنیا کا کام کر سکتا ہے نہ دین کا۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ یعنی اے اللہ! میں کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اپنی کسی بات پر اس طرح اڑ جانا کہ کوئی لاکھ سمجھائے مگر کسی بات اور سفارش قبول نہ کرے۔ اس بری خصلت کا نام ”ضد“ ہے۔ یہ اس قدر خراب اور منحوس عادت ہے کہ آدمی کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہے۔ ایسے آدمی کو دنیا میں سب لوگ ”ضدی“ اور ”ہٹ دھرم“ کہنے لگتے ہیں اور کوئی بھی اس کو منہ لگانے اور اس سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وہ خبیث عادت تھی جس نے ابو جہل کو جہنم میں دھکیل دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے اس کو لاکھوں مرتبہ سمجھایا اور اس نے شق القمر اور کنکروں کے کلمہ پڑھنے کا معجزہ بھی دیکھ لیا مگر پھر بھی اپنی ضد پر اڑا رہا اور ایمان نہیں لایا۔ قرآن و حدیث میں یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں اور مخلص دوستوں کا مشورہ ضرور مان لیں اور مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کر کے اپنی رائے اور اپنی بات چھوڑ دے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد ہرگز ہرگز اپنے رائے اور اپنی بات پر ضد کر کے اڑا نہ رہے۔ بہت سے آدمی خاص طور سے عورتیں اس بری عادت میں مبتلا ہیں۔ خدا کے لئے ان سب کو چاہئے کہ اس بری عادت کو چھوڑ کر دونوں جہان کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔

بہت سے مردوں اور عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں انہوں نے دو آدمیوں کو الگ ہو کر چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے دیکھا کہ فوراً ان کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ یہ میرے ہی متعلق کچھ باتیں ہو رہی ہیں اور میرے ہی خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اسی طرح عورتیں اگر اپنے شوہروں کو اچھا لباس پہن کر کہیں جاتے ہوئے دیکھتی ہیں یا شوہروں کو کسی عورت کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے سن لیتی ہیں تو ان کو فوراً اپنے شوہروں کے بارے میں یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ ضرور میرے شوہر کی فحاشی عورت سے کچھ ساز باز ہے۔ اسی طرح شوہروں کا حال ہے کہ اگر ان کی بیویاں میکے میں زیادہ دیر ٹھہر گئیں یا میکے کے رشتہ داروں سے بات یا ان کی خاطر مہارت کرنے لگیں تو شوہر کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ میری بیوی فلاں فلاں مردوں سے محبت کرتی ہے کہیں کوئی بات تو نہیں ہے۔ بس اس بدگمانی میں طرح طرح کی جستجو اور ٹوہ لگانے کی فکر میں مبتلا ہو کر دن رات دماغ میں اَلْمُغَمِّمِ کے خیالات کی کچھڑی پکانے لگتے ہیں اور کبھی کبھی رائی کا پہاڑ اور پھانس کا بانس بنا ڈالتے ہیں۔

پیادہ بھنیو اور بھانیو ! یاد رکھو کہ بدگمانیوں کی یہ عادت بہت بری بلا اور بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ،

إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

یعنی بعض گمان گناہ ہیں۔

لہذا جب تک کھلی ہوئی دلیل سے تم کو کسی بات کا یقین نہ ہو جائے ہرگز ہرگز محض بے بنیاد گمانوں سے کوئی رائے قائم نہ کر لیا کرو۔

۱۸ کان کا کچا

بہت سے مردوں اور عورتوں میں یہ خراب عادت ہوا کرتی ہے کہ اچھا بھلا ایسا جھوٹا جو بھی آدمی کوئی بات کہہ دے اس پر یقین کر لیتے ہیں اور بلا چھان بین اور تحقیقات کے اس بات کو مان کر اس پر طرح طرح کے خیالات و نظریات کا محل تعمیر کرنے لگتے ہیں۔ یہ وہ عادت بد ہے کہ آدمی کو شکوک و شبہات کے دلدل میں پھنسا دیتی ہے اور خواہ مخواہ آدمی اپنے مخلص دوستوں کو دشمن بنا لیتا ہے اور خود غرض و فتنہ پرداز لوگ اپنی چالوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ،

إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا

یعنی جب کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لو۔

مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کی خبر پر بھروسہ کر کے تم یقین مت کر لیا کرو بلکہ خوب اچھی طرح تحقیقات اور چھان بین کر کے خبروں پر اعتماد کرو۔ ورنہ تم سے بڑی بڑی غلطیاں ہوتی رہیں گی۔ لہذا خبردار خبردار کان کے کچے مت بنو اور ہر آدمی کی بات سن کر بلا

تحقیقات کئے نہ مان لیا کرو۔

۱۹ ﴿ریاکاری﴾

کچھ مردوں اور عورتوں کی یہ خراب عادت ہوتی ہے کہ وہ دین یا دنیا کا جو کام بھی کرتے ہیں وہ شہرت، ناموری اور دکھاوے کے لئے کرتے ہیں۔ اس خراب عادت کا نام ”ریاکاری“ ہے اور یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ریاکاری کرنے والوں کو قیامت کے دن خدا کا منادی اس طرح میدانِ محشر میں پکارے گا کہ اے بدکار، اے بدعہد، اے ریاکار! تیرا عمل غارت ہو گیا اور تیرا اجر و ثواب برباد ہو گیا۔ تو خدا کے دربار سے نکل جا اور اس شخص سے اپنا ثواب طلب کر جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۹۳)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس عمل میں ذرہ بھر بھی ریاکاری کا شائبہ ہو اس عمل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا..... اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ..... جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ریاکاری کرنے والے قاریوں کے لئے تیار فرمایا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۹۴)

۲۰ ﴿تعریف پسندی﴾

کچھ مرد اور عورتیں اس خراب عادت میں مبتلا ہیں کہ جو شخص ان کے منہ پر ان کی تعریف کر دے وہ خوش ہو جاتے ہیں اور جو شخص ان کے عیبوں کی نشاندہی کر دے اس پر مارے غصہ کے آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ آدمی کی یہ خصلت بھی نہایت ناقص اور بہت بری عادت ہے۔ اپنی تعریف کو پسند کرنا اور اپنی تنقید پر ناراض ہو جانا یہ بڑی بڑی گمراہیوں اور گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص تمہاری تعریف کرے تو تم اپنے دل میں سوچو کہ اگر واقعی وہ خوبی تمہارے اندر موجود ہو تو تم اس پر خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائی اور ہرگز ہرگز اپنی اس خوبی پر اکڑ کر اور اترا کر خوش نہ ہو جاؤ اور اگر کوئی شخص تمہارے سامنے تمہاری خامیوں کو بیان کرے تو ہرگز ہرگز اس پر ناراضگی کا اظہار نہ کرو۔ بلکہ اس کو اپنا مخلص دوست سمجھ کر اس کی قدر کرو اور اپنی خامیوں کی اصلاح کر لو اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہر تعریف کرنے والا دوست نہیں ہوا کرتا اور ہر تنقید کرنے والا دشمن نہیں ہوا کرتا۔ قرآن و حدیث کی مقدس تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہو کر پھول جانے والا آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد ناپسند ہے اور اس قسم کے مردوں اور عورتوں کے ارد گرد اکثر چالپوسی کرنے والوں کا مجمع اکٹھا ہو جایا کرتا ہے اور یہ خود غرض لوگ تعریفوں کا پل باندھ کر آدمی کو بیوقوف بنایا کرتے ہیں اور جھوٹی تعریفوں سے آدمی کو اُلو بنا کر اپنا مطلب نکال لیا کرتے ہیں اور پھر لوگوں سے اپنی مطلب برآری اور بیوقوف بنانے کی داستان بیان کر کے لوگوں کی خوش طبعی اور ہنسنے ہنسانے کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ لہذا ہر مرد و عورت کو چالپوسی کرنے والوں اور منہ پر تعریف کرنے والوں کی عیارانہ چالوں سے ہوشیار رہنا چاہئے اور ہرگز ہرگز اپنی تعریف سن کر خوش نہ ہونا چاہئے۔

چند اچھی باتیں

(۱) حلم

غصہ کو برداشت کر لینا اور غصہ دلانے والی باتوں پر غصہ نہ کرنا اس کو حلم اور بردباری کہتے ہیں۔ یہ مسلمان کی بہت ہی بلند مرتبہ عادت ہے اور اس عادت والے کو خداوند قدوس دنیا و آخرت میں بڑے بڑے مراتب و درجات عطا فرماتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں رب العزّة جل جلالہ نے فرمایا کہ،

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

یعنی غصہ کو پی جانے والوں، اور لوگوں کو معاف کر دینے والوں اور اس قسم کے اچھے اچھے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

اللہ اکبر! غصہ کو ضبط اور برداشت کرنے والوں کو خداوند قدوس اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ سبحان اللہ! کوئی بندہ یا بندی اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بن جائے اس سے بڑھ کر اور کون سی دوسری نعمت ہو سکتی ہے؟

لَهْفًا پیار، **بِغْهَانِي** اور **بِغْهَانِي**! تم اپنی یہ عادت بنا لو کہ کوئی کتنی ہی سخت بات تم کو کہہ دے مگر تم اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر لو اور اگر غصہ آجائے تو غصہ کو پی جاؤ اور ہرگز ہرگز اپنے غصہ کا اظہار نہ کرو۔ نہ کوئی انتقام لو۔ اگر تم نے یہ عادت ڈال لی تو پھر یقین کر لو کہ خدا اور اس کی تمام مخلوق کے پیارے بن جاؤ گے اور خداوند کریم بڑے بڑے درجات و مراتب کا تم کو تاج پہنا کر نیک بختی اور خوش نصیبی کا تاجدار بنا دے گا۔

(۲) تواضع وانکساری

اپنے کو دوسروں سے چھوٹا اور کمتر سمجھ کر دوسروں کی تعظیم و تکریم کے ساتھ خاطر و مدارت کرنا اس عادت کو تواضع اور انکساری کہتے ہیں۔ یہ نیک عادت درحقیقت جو ہر نایاب ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اس عادت کی توفیق عطا فرمادیتا ہے گویا اس کو خیر کثیر کا خزانہ عطا فرمادیتا ہے جو شخص ہر ایک کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھے گا وہ ہمیشہ گھمنڈ اور تکبر کی شیطانی خصلت سے بچا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہاں میں سر بلندی اور عزت و عظمت کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنا دے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ،

مَاتُوا ضِعَاحًا لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ

یعنی جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لئے تواضع اور انکساری کی خصلت اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سر بلندی عطا فرمائے گا۔

(احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۴۰)

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ۔

مرا پیر دانائے روشن شہاب دو اندوز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بین مباح وگر آنکہ بر غیر بد بین مباح

یعنی مجھ کو میرے پیر عارفِ خدا اور روشن دل شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ رحمۃ نے دریائی سفر میں کشتی پر یہ دو نصیحت فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے کو اچھا اور بڑا نہ سمجھو۔ اور دوسری یہ کہ دوسروں کو برا اور کمتر نہ سمجھو۔ بلکہ سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھ کر دوسروں کے سامنے تواضع و انکساری کا مظاہرہ کرتے رہو اور خبردار ہرگز ہرگز کبھی بھی تکبر اور گھمنڈ کی شیطانی ڈگر پر چل کر دوسروں کو اپنے سے حقیر نہ سمجھو۔

یاد رکھو کہ تواضع اور عاجزی و انکساری کی عادت رکھنے والا آدمی ہر شخص کی نظروں میں عزیز ہو جاتا ہے۔ اور متکبر آدمی سے ہر شخص نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس لئے ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ تواضع کی عادت اختیار کرے اور کبھی بھی ہرگز تکبر اور گھمنڈ نہ کرے۔

(۳) عفو و درگزر

اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ ظلم و زیادتی کر بیٹھے یا ایذا پہنچائے یا کسی سے کوئی خطا یا قصور ہو جائے یا تمہیں کسی طرح کا نقصان پہنچائے تو بدلہ و انتقام لینے کی بجائے اس کو معاف کر دینا۔ یہ بہت ہی بہترین خصلت، اور نہایت ہی نفیس عادت ہے۔ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دینا قرآن مجید میں فرمایا ﴿وَاعْفُوْا وَاصْفَحُوا﴾ یعنی لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دو اور درگزر کی خصلت اختیار کرو۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے ان مجرموں اور خطاکاروں کو جنہوں نے برسوں تک آپ پر طرح طرح کے ظلم کیے تھے۔ فتح مکہ کے دن جب یہ سب مجرمین آپ کے سامنے لرزتے اور کانپتے ہوئے آئے تو آپ نے ان سب مجرموں کی خطاؤں کو معاف فرما دیا اور کسی سے بھی کوئی انتقام اور بدلہ نہیں لیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ تمام کفار مکہ نے اس اخلاقی محمدی سے متاثر ہو کر کلمہ پڑھ لیا۔

عزیز بھائیو! اور پیارے بھائیو! تم بھی اپنی یہی عادت بنا لو کہ گھر میں یا گھر کے باہر ہر جگہ لوگوں کے قصور کو معاف کر دیا کرو۔ اس سے لوگوں کی نظروں میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا اور خداوند کریم بھی تم پر مہربان ہو کر تمہاری خطاؤں کو بخش دے گا۔

(۴) صبر و شکر

مصیبتوں اور جسمانی و روحانی تکلیفوں پر اپنے نفس کو اس طرح قابو میں رکھنا کہ زبان سے کوئی برا لفظ نہ نکلے۔ نہ گھبرا گھبرا کر اور پریشان حال ہو کر ادھر ادھر بھٹکتا اور بھاگتا پھرے بلکہ بڑی سے بڑی آفتوں اور مصیبتوں کے سامنے عزم و استقلال کے ساتھ جم کے ڈٹے رہنا۔ اس کا نام ”صبر“ ہے۔ صبر کا کتنا بڑا ثواب اور اجر ہے اس کو بچہ بچہ جانتا ہے۔ قرآن مجید میں خداوند کریم کا فرمان

ہے کہ،

یعنی صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوا کرتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

اور خداوند کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرمایا کہ:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

یعنی اے محبوب! آپ اسی طرح صبر کریں جس طرح تمام ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ہے۔

اس دنیا میں رنج و راحت غمی و خوشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہر شخص کو اس دنیاوی زندگی میں تکلیف و آرام دونوں سے پالا پڑنا ضروری ہے۔ اس لئے ہر انسان پر لازم ہے کہ کوئی نعمت و راحت ملے تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے اور کوئی تکلیف و رنج پہنچے تو اس پر صبر کرے۔ غرض صبر کی عادت ایک نہایت ہی بہترین عادت ہے اور مثل مشہور ہے کہ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ہر مرد و عورت کو چاہئے کہ صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

(۵) قناعت

انسان کو جو کچھ خدا کی طرف سے مل جائے اس پر راضی ہو کر زندگی بسر کرتے ہوئے حرص اور لالچ کو چھوڑ دینا۔ اس کو ”قناعت“ کہتے ہیں۔ قناعت کی عادت انسان کے لئے خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ قناعت پسند انسان سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال رہتا ہے اور حریص اور لالچی انسان ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ کسی نہ کیا خوب کہا ہے ۔

اے قناعت تو نگرم گرداں کہ درائے تو ہیج نعمت نیست

یعنی اے قناعت کی عادت تو مجھ کو تو نگرا اور مالدار بنادے۔ کیونکہ تجھ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ ہر انسان خصوصاً عورتوں کو چاہئے کہ ان کو بیٹے شوہروں کی طرف سے جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہ کر قناعت کریں اور دوسری عورتوں کی دیکھا دیکھی حرص اور لالچ کی عادت سے ہمیشہ دور رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی زندگی نہایت ہی سکون و اطمینان کے ساتھ بسر ہوگی اور نہ وہ خود پریشان حال رہیں گی۔ نہ اپنے شوہر کو پریشانی میں ڈالیں گی۔

(۶) رحم و شفقت

خدا کی ہر مخلوق انسان ہو یا جانور اگر وہ رحم کے لائق ہوں تو ان پر رحم کرنا، اور ان کے ساتھ مہربانی و شفقت کا سلوک اور برتاؤ کرنا یہ انسان کی بہترین خصلت، اور اعلیٰ درجے کی قابل تعریف عادت ہے اور دنیا و آخرت میں اس پر بے حد ثواب ملتا ہے۔ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ،

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ

رحم کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے اے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ مجتہبی)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

نرم خوئی، مہربانی اور رحم و کرم کی عادت خداوند کریم کی بہت ہی بڑی نعمت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس کو رحم اور نرم دلی کی عادت خداوند کریم کی طرف سے عطا کر دی گئی ہے اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا بہت بڑا حصہ مل گیا اور جو نرم دلی اور رحم و مہربانی کی خصلت سے محروم کر دیا گیا۔ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ مجتہبی)

(۷) خوش اخلاقی

ہر ایک کے ساتھ خوش روئی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا وہ پیغمبرانہ خصلت ہے، جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ،

اِنَّ مِنْ اَحْيَاكُمْ اِلٰى اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا

یقیناً تم سب مسلمانوں میں سب سے زیادہ مجھے وہ شخص محبوب ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۱)

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بہترین چیز جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہے وہ کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اچھے اخلاق“ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں سب سے زیادہ وزن داریں گی اچھے اخلاق ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۱ مجتہبی)

ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں، بلکہ ہر ملنے جلنے والے کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئے۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے لوگوں سے ملنا جلنا بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی عادت ہے اور ثواب کا کام ہے۔

جو لوگ ہر وقت گال پھلائے، منہ لٹکائے، اور پیشانی پر بل ڈالے ہوئے تیوری چڑھائے ہوئے دوسروں سے بد اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ بہت ہی منحوس و مغرور ہیں اور وہ دنیا و آخرت کی سعادتوں اور خوش نصیبیوں سے محروم ہیں۔ نہ انکو کبھی خوشی نصیب ہوتی ہے، نہ ان سے مل کر دوسروں کا دل خوش ہوتا ہے بلکہ ایسے مردوں اور عورتوں کے چہروں پر ہر وقت ایسی رعونت اور نحوست برتی رہتی ہے کہ ان کا چہرہ دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابھی ابھی سوکراٹھے ہیں اور ابھی منہ نہیں دھویا ہے۔

(۸) حیا

ہر آدمی خصوصاً عورتوں کے حق میں حیا کی عادت وہ انمول زیور ہے جو عورت کی عفت و پاک دامنی کا دار و مدار اور انسانیت کے حسن و جمال کی جان ہے۔ جس مرد یا عورت میں حیا کا جوہر ہوگا وہ تمام عیب لگانے والے اور برے کاموں سے فطری طور پر رک جائے گا اور تمام رذائل سے پاک و صاف رہ کر اچھے اچھے کاموں اور فضائل و محاسن کے زیورات سے آراستہ ہو جائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ
یعنی حیا درخت ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔

(بخاری شریف جلد ۱ کتاب الایمان صفحہ ۶)

(۹) صفائی ستھرائی

یہ مبارک عادت بھی مردوں اور عورتوں کی نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی ستھرائی انسان کے وقار و شرف کا آئینہ دار، اور محبوب پروردگار ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا یہ اسلامی نشان ہے کہ وہ اپنے بدن، اپنے مکان و سامان، اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے گندگی اور پھوہڑ پن انسان کی عزت و عظمت کے بدترین دشمن ہیں۔ اس لئے مرد و عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ صفائی ستھرائی سے صحت و تندرستی بڑھتی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھوہڑ اور میلے کپیلے رہنے والے لوگوں سے بے حد نفرت تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کا حکم دیتے تھے اور اس کی تاکید فرماتے تھے۔

پھوہڑ عورتیں جو صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہیں وہ ہمیشہ شوہروں کی نظر میں ذلیل و خوار رہتی ہیں بلکہ بہت سی عورتوں کو ان کے پھوہڑ پن کی وجہ سے طلاق مل جاتی ہے اس لئے عورتوں کو صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔

(۱۰) سادگی

خوراک، پوشاک، سامانِ زندگی، رہن سہن ہر چیز میں بے جا تکلفات سے بچنا، اور زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی رکھنا یہ بہت ہی پیاری عادت اور نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ سادہ طرزِ زندگی میں امیری ہو یا فقیری ہر جگہ ہر حال میں راحت ہی راحت ہے۔ اس عادت والا آدمی نہ کسی پر بوجھ بنتا ہے اور نہ خود قسم قسم کے بوجھوں سے زیر بار ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کا وہ مبارک طریقہ ہے جو تمام دنیا کے مردوں اور عورتوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہئے کہ سادگی کی زندگی بسر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنتِ کریمہ پر عمل کرے اور دنیا و آخرت کی راحتوں اور سعادتوں سے سرفراز ہو!

(۱۱) سخاوت

اپنی طاقت اور حیثیت کے لحاظ سے سخاوت کی عادت ایک نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ چنانچہ کنجوسی کے بیان میں سخاوت کی فضیلت اور اس کے بارے میں حدیث شریف ہم تحریر کر چکے ہیں۔

(۱۲) شیریں کلامی

ہر آدمی سے بات چیت کرنے میں نرم لہجہ اور شیریں زبان کے ساتھ گفتگو کی عادت انسانی خصائل میں سے بہترین عادت ہے۔ اس سے ہر آدمی کا دل جیتا جاسکتا ہے گفتگو میں کڑوا لہجہ، چیخنا چلانا، ڈانٹ پھٹکار منہ بگاڑ کر جواب دینا، یہ اتنی مردود عادتیں ہیں کہ ان سے آدمی ہر ایک کی نظر میں قابلِ نفرت ہو جاتا ہے۔

گناہوں کا بیان

گناہ کی دو قسمیں ہیں۔ گناہِ صغیرہ (چھوٹے چھوٹے گناہ)۔ گناہِ کبیرہ (بڑے بڑے گناہ)۔ گناہِ صغیرہ نیکیوں اور عبادتوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن گناہِ کبیرہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک کہ آدمی سچی توبہ کر کے اہل حقوق سے اُن کے حقوق کو معاف نہ کرا لے۔

گناہِ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

گناہِ کبیرہ ہر اُس گناہ کو کہتے ہیں جس سے بچنے پر خداوند قدوس نے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (حاشیہ بخاری صفحہ ۳۶)
اور بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ہر وہ گناہ جس کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید سنائی، یا لعنت فرمائی۔ یا عذاب و غضب کا ذکر فرمایا وہ گناہِ کبیرہ ہے۔ (فیوض الباری جلد ۱ صفحہ ۴۰۵)

گناہِ کبیرہ کون کون سے ہیں؟

گناہِ کبیرہ کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ان میں سے چند مشہور کبیرہ گناہوں کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں، جو یہ ہیں۔
(۱) شرک (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) خون ناحق کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد کفار سے بھاگ جانا (۷) پاک دامن مومن عورتوں اور مردوں پر زنا کی تہمت لگانا (۸) زنا کرنا (۹) افلام بازی کرنا (۱۰) چوری کرنا (۱۱) شراب پینا (۱۲) جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا (۱۳) ظلم کرنا (۱۴) ڈاکہ ڈالنا (۱۵) ماں باپ کو تکلیف دینا (۱۶) حیض و نفاس کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا (۱۷) جوا کھیلنا (۱۸) صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا (۱۹) اللہ کی رحمت سے نا امید ہو جانا (۲۰) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو جانا (۲۱) ناچ دیکھنا (۲۲) عورتوں کا بے پردہ ہو کر پھرنا (۲۳) ناپ تول میں کمی کرنا (۲۴) چغلی کھانا (۲۵) غیبت کرنا (۲۶) دو مسلمانوں کو آپس میں لڑا دینا (۲۷) امانت میں خیانت کرنا (۲۸) کسی کا مال یا زمین و سامان وغیرہ غصب کر لینا (۲۹) نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض کو چھوڑ دینا (۳۰) جادو کرنا (۳۱) مسلمانوں کو گالی دینا، ان سے ناحق طور پر مار پیٹ کرنا وغیرہ سینکڑوں گناہِ کبیرہ ہیں۔ جن سے بچنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی ان گناہوں سے روکنا لازم اور ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی گناہ کرتے دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو گناہ کرنے سے روک دے اور اگر ہاتھ سے اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کر دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم سے کم اپنے دل سے اس گناہ کو برا سمجھ کر اُس سے بیزاری ظاہر کر دے اور یہ ایمان کا نہایت ہی کمزور درجہ ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۶ مجتبیٰ)

ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ کوئی آدمی کسی قوم میں رہ کر گناہ کا کام کرے اور وہ قوم قدرت رکھتے ہوئے بھی اس آدمی کو گناہ کرنے سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ اس ایک آدمی کے گناہ کے سبب سے پوری قوم کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۷۷۳)

گناہوں سے دنیاوی نقصان

گناہوں سے آخرت کا نقصان، اور عذاب جہنم کی سزاؤں، اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا۔ اس کو تو ہر شخص جانتا ہے مگر یاد رکھو کہ گناہوں کی نحوست سے آدمی کو دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہنچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) روزی کم ہو جانا (۲) بلاؤں کا ہجوم (۳) عمر گھٹ جانا (۴) دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو جانا (۵) لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جانا (۸) کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہو جانا (۹) نعمتوں کا چھن جانا (۱۰) ہر وقت دل کا پریشان رہنا (۱۱) اچانک لا علاج بیماریوں میں مبتلا ہو جانا (۱۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، اور اس کے نبیوں، اور اس کے نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہو جانا (۱۳) چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہو جانا (۱۴) شرم و غیرت کا جاتے رہنا (۱۵) ہر طرف سے ذلتوں، رسوائیوں اور ناکامیوں کا ہجوم ہو جانا (۱۶) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا وغیرہ وغیرہ گناہوں کی نحوست سے بڑے بڑے دنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

عبادتوں کے دنیاوی فوائد

عبادتوں سے آخرت کے فوائد تو ہر شخص کو معلوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو آخرت میں جنت کی بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا۔ لیکن اس سے غافل نہ رہو کہ عبادت سے آخرت کے فائدوں کے علاوہ عبادت کی برکت سے بہت سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) روزی بڑھنا (۲) مال سامان اولاد ہر چیز میں برکت ہونا (۳) بہت سی دنیاوی تکلیفوں اور پریشانیوں کا دفع ہو جانا (۴) بہت سی بلاؤں کا نکل جانا (۵) سب کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا (۶) نور ایمان کی وجہ سے چہرے کا بارونق ہو جانا (۷) عمر کا بڑھ جانا (۸) پیداوار میں خیر و برکت ہونا (۹) بارش ہونا (۱۰) ہر جگہ عزت و آبرو ملنا (۱۱) فاقہ سے بچا رہنا (۱۲) دن بدن نعمتوں میں ترقی ہونا (۱۳) بہت سی بیماریوں سے شفا پا جانا (۱۴) آئندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ پہنچانا (۱۵) شادمانی اور اطمینان قلب کی زندگی نصیب ہونا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دنیاوی فوائد ہیں جو عبادت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

عبادت کی شان

رحمت کبریا عبادت ہے
حسن نور خدا عبادت ہے
حاصل زیت معرفت حق کی
دونوں عالم کا ہے بھلا اس سے
یہ خدا سے تجھے ملائے گی
روشنی معرفت کی گر چاہو
روح کو ملتی ہے توانائی
ہر مرض کی دوا عبادت ہے

اعظمیٰ کر علاج عصیاں کا

معصیت کی شفا عبادت ہے

(۳) رسومات

محبت خصوصیات میں کھو گئی
یہ امت رسومات میں کھو گئی

مسلمانوں کی رسموں کا بیان

جب تک اسلام عرب کی زمین تک محدود رہا۔ اس وقت تک مسلمانوں کا معاشرہ اور ان کا طرز زندگی بالکل ہی سیدھا سادہ اور ہر قسم کی رسومات اور بدعات و خرافات سے پاک صاف رہا۔ لیکن جب اسلام عرب سے باہر دوسرے ملکوں میں پہنچا تو دوسری قوموں اور دوسرے مذہب والوں کے میل جول اور ان کے ماحول کا اسلامی معاشرہ اور مسلمانوں کے طریقہ زندگی پر بہت زیادہ اثر پڑا اور کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی بہت سی غلط سلت اور من گھڑت رسموں کا مسلمانوں پر ایسا جارحانہ حملہ ہوا۔ اور مسلمان ان مشرکانہ رسموں میں اس قدر ملوث ہو گئے کہ اسلامی معاشرہ کا چہرہ مسخ ہو گیا اور مسلمان رسم و رواج کی بلاؤں میں گرفتار ہو کر خیر القرون کی سیدھی سادھی اسلامی طرز زندگی سے بہت دور ہو گئے۔ چنانچہ خوشی غمی، پیدائش و موت، ختنہ، شادی بیاہ وغیرہ مسلمانوں کی جملہ تقریبات بلکہ مسلمانوں کی زندگی و موت کے ہر مرحلہ اور موڑ پر قسم قسم کی رسموں کی فوجوں کا اس طرح عمل دخل ہو گیا ہے کہ مسلمان اپنی تقریبات کو باپ داداؤں کی ان روایتی رسموں سے الگ کر ہی نہیں سکتے اور یہ حال ہو گیا ہے کہ ۔

یہ امت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

ہمارے ہندوستان میں مسلمانوں کی تقریبات میں جن رسموں کا رواج پڑ گیا ہے ان کے بارے میں تین قسم کے مکتب خیال کے لوگ ہیں جو اپنے اپنے مسلک کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

اول: لال، پیلے، ہرے رنگ کے لباسوں والے گیسو دراز قسم کے رنگین مزاج باباؤں کا گروہ جو تصوف کا لبادہ اوڑھے ہوئے صوفی بنے پھرتے ہیں ان حقیقت و معرفت کے ٹھکیداروں نے تو تمام خرافات اور خلاف شریعت رسومات کو جائز ٹھہرا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ ڈھولک اور طبلہ کی تھاپ، ہارمونیم اور سارنگی کے راگ پر ان لوگوں کو معرفت کی معراج حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی جہالت سے مسلم معاشرہ کو تہس نہس اور اسلام کے مقدس چہرہ کو خرافات و بدعات اور خلاف شریعت رسومات کے داغ دھبوں سے مسخ کر ڈالا ہے۔ یہ لوگ بلاشبہ خطا کار ہیں۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں کی صحبت اور ان لوگوں کی پیروی سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

دوم : وہابیوں دیوبندیوں کا فرقہ ہے جنہوں نے اصلاح کے نام سے اسلامی معاشرہ اور دین اسلام کی حجامت بنا ڈالی ہے۔ ان لوگوں نے یہ ظلم کیا ہے کہ مسلم معاشرہ کی جائز و ناجائز تمام رسومات کو حرام و بدعت بلکہ کفر و شرک ٹھہرا دیا ہے۔ اور یہ لوگ یہاں تک حد سے بڑھ گئے کہ دولہا کے سر پر سہرا باندھنے کو کفر و شرک لکھ دیا اور زیب و زینت کے لئے دیواروں پر دیوار گیری اور چھتوں میں چھت گیری لگانے کو بدعت اور حرام لکھ مارا۔ اور دوسری بہت سی جائز چیزوں مثلاً قبروں پر چادر ڈالنے، بزرگوں کی نیاز فاتحہ دلانے، مردوں کا تیجہ، چالیسواں کرنے کو بدعت و حرام قرار دیا۔ میلاد شریف کی مجلسوں کو حرام و بدعت بلکہ کنھیا کے جنم سے بدتر لکھ دیا۔ قیام و سلام کو ناجائز و ممنوع قرار دیا۔ بزرگان دین کے عرسوں کو ناجائز و حرام لکھا۔ محرم میں ذکر شہادت اور سبیلوں سے منع کیا اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں سے جب ان رسومات کے کفر و شرک اور بدعت و حرام ہونے پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم لوگوں نے احتیاطاً ان چیزوں کو کفر و شرک اور حرام و بدعت لکھ دیا ہے تاکہ لوگ ڈر کر ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ خدا کے لئے کوئی ان سے پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو کفر و شرک اور حرام و ناجائز ٹھہرانا یہ احتیاط ہے یا اعلیٰ درجے کی بے احتیاطی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال بتایا ہے ان کو کفر و شرک اور حرام بتانا۔ یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء و تہمت ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ،

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ

یعنی اُس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن رسموں کو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں بتایا۔ ان کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر حرام ٹھہرانا یہ خود بہت بڑا گناہ ہے۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں سے بھی الگ تھلگ رہیں اور ہرگز ہرگز ان لوگوں کی پیروی نہ کریں۔

سوم : ہم سب اہل سنت و جماعت کا مقدس طبقہ ہے۔ جس کے بڑے بڑے علمبرداروں میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا شاہد عبد العزیز محدث دہلوی، مولانا فضل رسول بدایونی، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا بحر العلوم لکھنوی، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ بزرگان دین ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے ان مقدس بزرگوں کا مسلمانوں کی رسموں کے بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ مسلمانوں کی وہ رسمیں جن کو شریعت نے منع کیا ہے وہ تو یقیناً حرام و ناجائز ہیں۔ مثلاً ناچ گانا، بجنہ بجانا، آتش بازی، دولہا کو چاندی سونے کے زیورات پہنانا، تقریبات میں عورتوں مردوں کا بے پردگی کے ساتھ جمع ہونا، گھر کے اندر عورتوں کے درمیان دولہا کو بلانا، عورتوں کو بے پردہ اس کے سامنے آنا اور سالیوں وغیرہ کا ہنسی مذاق کرنا۔ دولہا کے جوتوں کو چرالینا پھر زبردستی دولہا سے انعام وصول کرنا وغیرہ وغیرہ شریعت نے جن رسموں کو ناجائز بتایا ہے۔ یا وہ رسمیں جن کے بارے

میں شریعت خاموش ہے اُن کو ہرگز ہرگز ناجائز اور حرام نہیں کہا جاسکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے نہ ثابت ہو۔ اُس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ خواہ مخواہ مسلمانوں کی تمام رسموں کو کھینچ تان کر ممنوع اور حرام قرار دینا اور بلاوجہ مسلمانوں کو بدعتی اور حرام کا مرتکب کہنا یہ بہت بڑی زیادتی اور دین میں حد سے بڑھ جانا ہے۔ کیونکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مسلمانوں کی رسموں اور رواجوں کی بنیاد عرف پر ہے۔ یہ کوئی مسلمان بھی نہیں سمجھتا کہ سب رسمیں شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں۔ بعض مولویوں کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ فلاں رسم کو لوگ فرض سمجھنے لگے ہیں اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے ہیں اس لئے لوگوں کو ہم اس رسم سے روکتے ہیں کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے اور درحقیقت یہ لوگ خود بھی دھوکے میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا کرنے والا اس کو فرض سمجھتا ہے کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنا یہ اور بات ہے اور اس کو فرض سمجھ لینا اور بات ہے۔ دیکھو وضو کرنے والا ہمیشہ وضو میں کانوں اور گردن کا مسح ضرور کرتا ہے کبھی بھی گردن اور کانوں کا مسح نہیں چھوڑتا۔ تو کیا کوئی بھی اس پر یہ الزام لگا سکتا ہے؟ کہ وہ سر کے مسح کی طرح گردن اور کانوں کے مسح کو بھی فرض سمجھتا ہے حالانکہ کانوں اور گردن کا مسح سنت و مستحب ہے اور کیا کوئی بھی اس کی جرأت کر سکتا ہے کہ لوگوں کو کانوں اور گردن کے مسح سے منع کر دے کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ بس اسی طرح سمجھ لو کہ لوگ ہمیشہ عید کے دن سوئیاں اور شب برات کو حلوہ پکاتے ہیں اور میلاد شریف میں ہمیشہ شیرینی بانٹتے ہیں اور کبھی اس کو ترک نہیں کرتے مگر اس کو ہمیشہ کرنے سے یہ الزام نہیں آتا کہ لوگ ان کاموں کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ جس طرح گردن اور کانوں پر ہمیشہ مسح کرنے والا ہمیشہ کرنے کے باوجود یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ کانوں اور گردن کا مسح فرض نہیں ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔ اسی طرح ہمیشہ عید کی سوئیاں اور شب برات کو حلوہ پکانے والا یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ فرض نہیں ہے بلکہ جائز و مباح ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ کسی چیز کو فرض سمجھنا یا فرض نہ سمجھنا اس کا تعلق عقیدہ سے ہے نہ کہ عمل سے کہاں عمل؟ اور کہاں عقیدہ؟ عمل اور چیز ہے اور عقیدہ اور چیز دونوں میں بڑا فرق ہے۔

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں رواج پا جانے والی تمام رسومات حرام و ناجائز نہیں۔ بلکہ کچھ رسمیں ناجائز ہیں اور کچھ جائز اور رسموں کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جائز رسموں کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہ ہو۔

چند بری رسمیں

اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ بچوں کی پیدائش یا عقیقہ یا ختنہ یا شادی بیاہ کے موقعوں پر محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں۔ یہ ناجائز و حرام ہے کہ اول ڈھول بجانا ہی حرام۔ پھر عورتوں کا گانا اور زیادہ برا۔ عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچانا اور وہ بھی گانے کی۔ اور وہ بھی عشق اور ہجر و وصال کے اشعار اور گیت ظاہر ہے کہ یہ کتنے فتنوں کا سرچشمہ ہیں۔ اسی طرح عورتوں کا رتجگا بھی ہے کہ رات بھر عورتیں گاتی بجاتی رہتی ہیں اور گلے پکتے رہتے ہیں۔ پھر صبح کو گاتی بجاتی ہوئی مسجد میں طاق بھرنے کے لئے جاتی ہیں۔ اس میں بہت خرافات پائی جاتی ہیں نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں۔ عورتوں کو جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ان عورتوں کے ہاتھ میں آٹے سے بنے ہوئے چاربتیوں والے چراغ کی کیا حاجت ہے مٹی کا چراغ کافی ہے اور تیل کی جگہ گھی جلانا بالکل ہی اسراف اور فضول خرچی اور مال کو برباد کرنا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ دولہا دلہن کو اُٹھن ملوانا۔ مائیوں بٹھانا جائز ہے لیکن دولہا کے ہاتھ پاؤں میں زینت کے لئے مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔ یوں ہی دولہا کو ریشمی پوشاک یا زیورات پہنانا حرام ہے۔ خالص پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ ناچ بجز، آتش بازی حرام ہیں۔ شادیوں میں دو قسم کے ناچ کرائے جاتے ہیں۔ ایک رنڈیوں کا ناچ جو مردوں کی محفل میں ہوتا ہے۔ دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی یا مراٹھن ناچتی ہے اور کمر کو لھے مٹکا مٹکا کر اور ہاتھوں سے چمکا چمکا کر تماشا کرتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ناچ حرام و ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں۔ کہ ایک نامحرم عورت کو سب مرد بے پردہ دیکھتے ہیں جو آنکھوں کا زنا ہے۔ اس کی شہوت انگیز آواز کو سنتے ہیں جو کانوں کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں جو زبان کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں جو ہاتھوں کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف چل کر داد دیتے ہیں اور انعام کا روپیہ دیتے ہیں جو پاؤں کا زنا ہے۔ بعض بدکاری بھی کر لیتے ہیں جو اصل زنا ہے۔

آتش بازی خواہ شب براءت میں ہو یا شادی بیاہ میں ہر جگہ ہر حال میں حرام ہے اور اس میں کئی گناہ ہیں۔ یہ اپنے مال کو فضول برباد کرنا ہے۔ قرآن مجید میں فضول خرچ کرنے والے کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے اور ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں۔ پھر اس میں ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اور بلاوجہ جان یا مال کو ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا شریعت میں حرام ہے۔

اسی طرح شادی بیاہ میں دولہا کو مکان کے اندر بلانا اور عورتوں کا سامنے آکر یا تانک جھانک کر اس کو دیکھنا، اس سے مذاق کرنا، اسکے ساتھ چوتھی کھیلنا یہ سب رسمیں حرام و ناجائز ہیں۔ شادیوں یا دوسرے موقعوں پر خاصداں، عطر دان، سرمہ دانی سلائی وغیرہ چاندی سونے کا استعمال کرنا، بہت باریک کپڑے پہننا یا بچتے ہوئے زیور پہننا یہ سب رسمیں ناجائز ہیں۔

عقیقہ میں بس اس قدر سنت ہے کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا تقسیم کر دینا اور بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دینا اور بچے کے سر میں زعفران لگا دینا۔ یہ سب کام تو ثواب کے ہیں باقی اس کے علاوہ جو رسمیں ہوتی ہیں کہ نائی سر موٹڈ نے کے بعد سب کنبہ و برادری کے سامنے کٹوری ہاتھ میں لے کر اپنا حق مانگتا ہے اور لوگ اس کٹوری میں پیسے ڈالتے ہیں اور برادری کے لوگ جو کچھ نائی کی کٹوری میں ڈالتے ہیں وہ گھر والے کے ذمہ ایک قرض ہوتا ہے کہ جب ان دینے والوں کے یہاں عقیقہ ہوگا تو یہ لوگ اتنی ہی رقم ان کے نائی کی کٹوری میں ڈالیں گے۔ اسی طرح سوپ میں کچا اناج رکھ کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح عقیقہ میں لوگوں نے یہ رسم مقرر کر لی ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرا رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا بھی ذبح کیا جائے۔ یہ سب رسمیں بالکل ہی لغو ہیں۔ شریعت میں فقط اتنی ہی بات ہے کہ نائی کو سر موٹڈانے کی اجرت دے دی جائے اور بکرا خواہ سر موٹڈ نے سے پہلے ذبح کریں خواہ بعد میں سب جائز و درست ہے اسی طرح ختنہ میں بعض جگہ اس رسم کی بے حد پابندی کی جاتی ہے کہ بچے کا لباس، بستر، چادر سب کچھ سرخ رنگ کا تیار کیا جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے بچہ کے ہاتھ میں چاقو یا چھری کا رکھنا لازم سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب رسمیں من گھڑت ہیں۔ شریعت سے ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جھیز

ماں باپ کچھ کپڑے، کچھ زیورات، کچھ سامان، برتن، پلنگ، بستر، میز کرسی، تخت، جائے نماز، قرآن مجید، دینی کتابیں وغیرہ لڑکی کو دے کر اس کو سسرال بھیجتے ہیں۔ یہ لڑکی کا جھیز کہلاتا ہے۔ بلاشبہ یہ جائز ہے بلکہ سنت ہے کیوں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جھیز میں کچھ سامان دے کر رخصت فرمایا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ جھیز میں سامان کا دینا یہ ماں باپ کی محبت و شفقت کی نشانی ہے اور ان کی خوشی کی بات ہے۔ ماں باپ پر لڑکی کو جھیز دینا فرض و واجب نہیں ہے۔ لڑکی اور داماد کے لئے ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے اپنی پسند کا سامان جھیز میں وصول کریں۔ ماں باپ کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مگر جھیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ قرض لے کر بیٹی اور داماد کی خواہش پوری کریں۔ یہ خلاف شریعت بات ہے بلکہ آج کل ہندوؤں کے تلک جیسی رسم مسلمانوں میں بھی چل پڑی ہے کہ شادی طے کرتے وقت ہی یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ جھیز میں فلاں فلاں سامان، اور اتنی اتنی رقم دینی پڑے گی۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اسی لئے بیاہی نہیں جا رہی ہیں کہ ان کے ماں باپ لڑکی کے جھیز کی مانگ پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ سب رسم یقیناً خلاف شریعت ہے اور جبراً قہراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جھیز لینا یہ ناجائز ہے۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس بری رسم کو ختم کر دیں۔

تہواروں کی رسمیں

مسلمانوں میں یہ رواج ہے کہ عید کے دن سویاں پکاتے ہیں۔ بقرعید کے دن گوشت بھری پوریاں اور قسم قسم کے کباب تیار کرتے ہیں۔ شب براءت میں حلوہ پکاتے ہیں۔ شربت بناتے ہیں رجب کے مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکاتے ہیں۔ اور بزرگوں کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ آپس میں مل جل کر کھاتے کھلاتے ہیں۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کے یہاں تحفہ بھیجتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بچوں کو تہواریاں دیتے ہیں۔ ان سب رسموں میں چونکہ شریعت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے اس لئے یہ سب رسمیں جائز ہیں۔ بعض فرقوں والے ان چیزوں کو ناجائز بتاتے ہیں۔ اور نیاز فاتحہ کے کھانوں کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ مسلمانوں کے سر پر یہ الزام تھوپتے ہیں کہ مسلمان ان رسموں کو فرض بتاتے ہیں۔ یہ ان رسموں کو بلا کسی شرعی دلیل کے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ان رسموں کو ہرگز ہرگز کوئی مسلمان فرض و واجب نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان ان باتوں کو ایک جائز رسم و رواج ہی سمجھ کر کیا کرتا ہے اور یقیناً یہ سب باتیں جائز ہیں۔ بلکہ اگر اچھی نیت سے ہوں تو مستحب اور کارِ ثواب بھی ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

مہینوں اور دنوں کی نحوست

جاہل عورتوں میں یہ رسم و رواج ہے کہ وہ ذوالقعدہ کے مہینہ کو ”خالی کا چاند“ اور صفر کے مہینہ کو ”تیرہ تیزی“ کہتی ہیں اور ان دونوں مہینوں کو منحوس سمجھتی ہیں ان دونوں مہینوں میں شادی بیاہ اور ختنہ وغیرہ کو نامبارک جانتی ہیں۔ اسی طرح ہر مہینے کی ۳-۱۳-۲۳ تاریخوں اور ۸-۱۸-۲۸ تاریخوں کو منحوس سمجھ کر ان تاریخوں میں شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کرنے کو بہت برا اور نحوست والا کام سمجھتی ہیں کچھ جاہل مرد و عورتیں قمر در عقرب میں شادی بیاہ کرنے کو منحوس اور نامبارک مانتے ہیں۔ اسی طرح بدھ کے دن کو منحوس سمجھ کر کچھ لوگ اس دن سفر نہیں کرتے۔ کچھ عورتیں ان مہینوں اور تاریخوں کی نحوست سے بچنے کے لئے طرح طرح کے ٹوٹکے کرتی ہیں۔ کہیں کہیں رواج ہے کہ ہر تیرھویں کو کچھ گھونگلیاں پکا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ اس تاریخ کی منحوسیت سے حفاظت رہے۔ کان کھول کر سن لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے سارے اعتقادات سراسر شریعت کے خلاف ہیں۔ اور گناہ کی باتیں ہیں۔ اس لئے ان اعتقادوں سے توبہ کرنا چاہئے۔ شریعت اسلام میں ہرگز ہرگز نہ کوئی مہینہ منحوس ہے نہ کوئی تاریخ نہ کوئی دن۔ ہر مہینہ ہر تاریخ ہر دن اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو نہ منحوس بنایا ہے نہ نامبارک۔ یہ سب اعتقاد مشرکوں، نجومیوں اور رافضیوں کے من گھڑت عقیدوں کی پیداوار ہیں جو جاہل عورتوں میں چل پڑے ہیں۔ ان رسموں کو مٹانا بہت ضروری ہے۔ اس لئے عزیز بہنو! تم خود بھی ان اعتقادوں سے بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس جہاد کا تم کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

محرم کی رسمیں

محرم کے مہینے میں صرف اتنی بات ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس روضوں کی تصویر یا نقشہ بنا کر رکھنا اور ان کو دیکھنا۔ یہ تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک غیر جاندار چیز کی تصویر یا نقشہ ہے لہذا جس طرح کعبہ، بیت المقدس، تعلین شریفین وغیرہ کی تصویریں اور ان کے نقشے بنا کر رکھنے کو شریعت نے جائز ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح شہداء کربلا کے روضوں کی تصویروں اور نقشے بھی یقیناً جائز ہی رہیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ محرم کے مہینے میں جو بہت سی بدعتیں اور خرافاتی رسمیں چل پڑی ہیں۔ وہ یقیناً ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ مثلاً ہر سال سیلکڑوں ہزاروں روپے کے خرچ سے روضہ کربلا کی شبیہ (ماڈل) بنا کر اس کو پانی میں ڈبو دینا۔ یا زمین میں دفن کر دینا۔ یا جنگلوں میں پھینک دینا یہ یقیناً حرام و ناجائز ہے۔ کیوں کہ یہ اپنے مال کو برباد کرنا ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ مال کو ضائع اور برباد کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح کی دوسری بہت سی خرافات و لغویات مثلاً ڈھول تاشہ بجانا، تعزیوں کو ماتم کرتے ہوئے گلی گلی پھرانا سینے کو ہاتھوں یا زنجیروں یا چھریوں سے پیٹ پیٹ کر اور مار مار کر اچھلتے کودتے ہوئے ماتم کرنا۔ تعزیوں کے نیچے اپنے بچوں کو لٹانا تعزیوں کی تعظیم کے لئے تعزیوں کے سامنے سجدہ کرنا۔ تعزیوں کے نیچے کی دھول اٹھا اٹھا کر بطور تبرک چہروں، سروں اور سینوں پر ملنا۔ اپنے بچوں کو محرم کا فقیر بنا کر محرم کی نیاز کے لئے بھیک منگوانا۔ بچوں کو کربلا کا پیک اور قاصد بنا کر اور ایک خاص قسم کا لباس پہنا کر ادھر ادھر دوڑاتے رہنا، سوگ منانے کے لئے خاص قسم کے کالے یا سبز رنگ کے کپڑے پہن کر ننگے سر، ننگے پاؤں گریبان کھولے ہوئے یا گریبان پھاڑ کر گلی گلی بھاگے پھرنا وغیرہ وغیرہ قسم کی لغویات و خرافات کی رسمیں جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ سب ممنوع و ناجائز ہیں اور یہ سب زمانہ جاہلیت اور رافضیوں کی نکالی ہوئی رسمیں ہیں۔ جن سے توبہ کر کے خود بھی ان حرام رسموں سے بچنا اور دوسروں کو بچانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اسی طرح تعزیوں کا جلوس دیکھنے کے لئے عورتوں کا بے پردہ گھروں سے نکلنا اور مردوں کے ہجوم میں جانا اور تعزیوں کو جھک جھک کر سلام کرنا۔ یہ سب کام بھی شریعت میں منع اور گناہ ہیں۔ (فتاویٰ عزیزہ و رسالہ تعزیہ داری مصنف اعلیٰ حضرت و بہار شریعت)

محرم میں کیا کرنا چاہئے؟

محرم کی دسویں تاریخ جس کا نام ”روز عاشوراء“ ہے۔ دنیا کی تاریخ میں یہ بڑا ہی عظمت و فضیلت والا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں سلامتی کے ساتھ ”جودی پہاڑ“ پر پہنچی۔ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن آپ کو ”خلیل اللہ“ کا لقب ملا اور اسی دن آپ نے نمرود کی آگ سے نجات پائی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ملی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بلائیں ختم ہوئیں۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ یہی وہ دن ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے

دریا پھٹ گیا اور فرعون لشکر سمیت دریا میں غرق ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے زندہ سلامت باہر تشریف لائے۔ اسی دن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء نے میدانِ کربلا میں جامِ شہادت نوش فرما کر حق کے پرچم کو سر بلند فرمایا۔ (صاوی و غنیۃ الطالبین)

شب عاشوراء کی نفل نماز

عاشوراء کی رات میں چار رکعت نماز نفل اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ) تین تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر ایک سو مرتبہ قل ھو اللہ کی سورۃ پڑھے۔ گناہوں سے پاک ہوگا اور بہشت میں بے انتہا نعمتیں ملیں گی۔ (فضائل الشہور و الصیام)

عاشورہ کا روزہ

نویں اور دسویں محرم دنوں دن روزہ رکھنا چاہئے اور اگر نہ ہو سکے تو عاشورہ ہی کے دن روزہ رکھے۔ اس روزہ کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (مسلم شریف)

عاشوراء کے دن دس چیزوں کو علماء نے مستحب لکھا ہے۔ بعض عالموں نے ان کو ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے اور بعض نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتایا ہے۔ بہر حال یہ سب اچھے عمل ہیں، لہذا ان کو کرنا چاہئے۔

(۱) روزہ کھنا (۲) صدقہ کرنا (۳) نماز نفل پڑھنی (۴) ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا (۵) علماء کی زیارت (۶) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا (۷) اپنے اہل و عیال کے رزق میں وسعت کرنا (۸) غسل کرنا (۹) سرمہ لگانا (۱۰) ناخن تراشنا۔ اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ان دس چیزوں کے علاوہ تین چیزیں اور بھی مستحب ہیں۔ (۱) مریضوں کی بیمار پرستی (۲) دشمنوں سے ملاپ کرنا (۳) دُعا عاشورہ پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا۔ یعنی زیادہ کھانا تیار کر کر خوب پیٹ بھر کے کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس کے رزق میں وسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (ماثبت من السنۃ)

مجالس محرم

عشرہ محرم بالخصوص دسویں محرم عاشوراء کے دن مجلس منعقد کرنا اور صحیح روایتوں کے ساتھ شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے فضائل و واقعات کربلا کو بیان کرنا جائز باعثِ ثواب ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جن مجالس میں صالحین کا ذکر ہو۔ وہاں رحمت نازل ہوتی

ہے۔ پھر چونکہ ان واقعات میں صبر و تحمل اور تسلیم و رضا اور پابندی شریعت کا بے مثال عملی نمونہ بھی ہے۔ اس لئے کربلا کے واقعات کو بار بار بیان کرنے سے مسلمانوں کو دین پر استقامت حاصل ہوگی جو اسلام کا عطر اور ایمان کی روح ہے۔ مگر وہاں اس کا خیال رہے کہ ان مجلسوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکرِ خیر ہو جانا چاہئے۔ تاکہ اہل سنت اور شیعہوں کی مجلس میں فرق و امتیاز رہے۔ (بہار شریعت)

میلا د شریف اور گیارہویں شریف کی محفلوں کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ یہ سب جائز درست اور بہت ہی بابرکت محفلیں ہیں اور یقیناً باعثِ ثواب اور مستحب ہیں۔ اس لئے ان کو نہایت اخلاص و محبت سے کرنا چاہئے اور ان محفلوں اور مجلسوں میں نہایت ہی محبت و عقیدت کے ساتھ حاضری دینا چاہئے۔ ان محفلوں سے لوگوں کو روکنایہ وہابیوں کا طریقہ ہے۔ ہرگز ہرگز ان لوگوں کی بات نہیں ماننی چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔

فاتحہ

محرم کے دس دنوں تک خصوصاً عاشوراء کے دن شربت پلا کر، کھانا کھلا کر، شیرینی پریا پلاؤ پکا کر شہداء کربلا کی فاتحہ دلانا اور ان کی روحوں کو ثواب پہنچانا، یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں اور ان سب چیزوں کا ثواب یقیناً شہداء کربلا کی روحوں کو پہنچتا ہے اور اس فاتحہ و ایصالِ ثواب کے مسئلے میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اہل سنت کے چاروں اماموں کا اتفاق ہے (ہدایہ و شرح عقائد) پہلے زمانوں میں فرقہ معز لہ اور اس زمانے میں فرقہ وہابیہ اس مسئلہ میں اہل سنت کے خلاف ہیں اور فاتحہ و ایصالِ ثواب سے منع کرتے رہتے ہیں۔ تم مسلمانان اہل سنت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز نہ ان کی باتیں سنو۔ نہ ان لوگوں سے میل جول رکھو ورنہ تم خود بھی گمراہ ہو جاؤ گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرو گے۔

دسویں محرم کو دعاء عاشوراء پڑھنے سے عمر میں خیر و برکت اور زندگی میں فلاح و نعمت حاصل ہوتی ہے۔ ہماری کتاب ”موسمِ رحمت“ میں پوری اور مکمل دعاء عاشوراء لکھی ہوئی ہے اس کتاب کو ضرور پڑھو۔

محرم کا پلاؤ

عاشوراء کے دن پلاؤ پکانا فرض یا واجب نہیں ہے لیکن اس کے حرام و ناجائز ہونے کی بھی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے بلکہ ایک روایت ہے کہ خاص عاشوراء کے دن پلاؤ پکانا حضرت نوح علیہ السلام کی سنت ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب طوفان سے نجات پا کر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہری تو عاشورہ کا دن تھا۔ آپ نے کشتی میں سے تمام اناجوں کو باہر نکالا تو فول (ربڑی مٹر) گیہوں۔ جو۔ مسور۔ چنا۔ دال۔ پیاز۔ سات قسم کے غلے موجود تھے۔ آپ نے ان ساتوں اناجوں کو ایک ہی ہانڈی میں ملا کر پکایا۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین قلیو بی نے فرمایا ہے کہ مصر میں جو کھانا عاشوراء کے دن ”طیخ الحبوب“ (پلاؤ) کے نام

سے پکایا جاتا ہے۔ اس کی اصل دلیل یہی حضرت نوح علیہ السلام کا عمل ہے۔ (القلیوبی)

شب برأت کا حلوہ

شب برأت میں حلوہ پکانا نہ تو فرض و سنت ہے نہ حرام و ناجائز بلکہ حق بات یہ ہے کہ شب برأت میں دوسرے تمام کھانوں کی طرح حلوہ پکانا بھی ایک مباح اور جائز کام ہے اور اگر اس نیک نیتی کے ساتھ ہو کہ ایک عمدہ اور لذیذ کھانا فقراء و مساکین اور اپنے اہل و عیال کو کھلا کر ثواب حاصل کرے تو یہ ثواب کا کام بھی ہے۔

درحقیقت اس رات میں حلوے کا دستور یوں نکل پڑا کہ یہ مبارک رات صدقہ و خیرات اور ایصال ثواب و صلہ رحمی کی خاص رات ہے۔ لہذا انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس رات میں کوئی مرغوب اور لذیذ کھانا پکایا جائے۔ بعض عالموں کی نظر بخاری شریف کی اس حدیث پر پڑی کہ،

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا (شیرینی) اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

لہذا ان علماء کرام نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس رات میں حلوہ پکایا۔ پھر رفتہ رفتہ عوام میں بھی اس کا چرچا اور رواج ہو گیا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے کہ پاک و ہند میں شب برأت کو روٹی اور حلوہ پر فاتحہ دلانے کا دستور ہے اور سمرقند و بخار میں ”قنما“ پر۔ جو ایک میٹھا کھانا ہے۔

الغرض شب برأت کا حلوہ ہو یا عید کی سویاں، محرم کا پلاؤ ہو یا مالیدہ، محض ایک رسم و رواج کے طریقہ پر لوگ پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا سنت ہیں۔ اس لئے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں۔ یاد رکھو کسی حلال کو حرام ٹھہرانا اللہ پر جھوٹی تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے،

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ اللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ

یعنی کہہ دو۔ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا۔ اُس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام کچھ حلال ٹھہرایا۔

(اے پیغمبر) فرما دو کیا اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے، یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو۔ (یونس)

ایمانیات

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں

جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جاننا چاہئے کہ مسائل شریعت چار قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ مسائل ہیں جن کا تعلق ایمان و عقیدہ سے ہے جیسے توحید، رسالت، قیامت وغیرہ کا بیان۔ دوسری قسم وہ چیزیں ہیں جو بدنی و مالی عبادتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ۔ تیسری قسم وہ باتیں ہیں جن کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ لین دین اور معاملات سے ہے۔ جیسے خرید و فروخت، نکاح و طلاق، حکومت و سیاست وغیرہ۔ چوتھی قسم ان اوصاف کا بیان جو انسان کے اخلاق و عادات اور نفسانی جذبات سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جیسے شجاعت، سخاوت، صبر و شکر وغیرہ مسائل شریعت کی یہ چار قسمیں انسان کی صلاح و فلاح دارین کیلئے انتہائی ضروری ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ جب تک عقیدے صحیح اور درست نہیں ہوں گے اُس وقت تک کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اسلام کے عقیدوں کو اچھی طرح جان کر اس پر ایمان لائیں اور سچے دل سے ان کو مان کر زبان سے اقرار بھی کریں۔ یوں سمجھو کہ عقائد جڑیں اور اعمال شاخیں ہیں۔ اگر درخت کی جڑ ہی کٹ جائے گی تو شاخیں کبھی ہری بھری نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے پہلے ہم عقائد اسلام کا بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ نماز و روزہ اور زکوٰۃ و حج وغیرہ اعمال اسلام کا بیان بھی ہم لکھیں گے اور ان فرائض کے علاوہ دوسرے اسلامی مسائل کو بھی ہم بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے عقیدوں کو درست فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

چھ کلمے

اول کلمہ طیب

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا لِلَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

پاک ہے اور ساری خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ذُو الْمُلْكِ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا

أَبَدًا جُذُوعًا جَلَالٍ وَالْإِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے ساری خوبیاں، وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی بھی نہیں مرے گا۔ وہ عظمت والا بزرگی والا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ عَمْدًا أَوْ خَطَا سِرًّا أَوْ عَلَانِيَةً وَأَتُوبُ إِلَيْهِ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي لَا أَعْلَمُ وَمِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ وَسَتَارُ الْعُيُوبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوبِ وَلَا حَوْلَ

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا، خواہ جان کر یا بے جانے، چھپ کر، خواہ کھلم کھلا اور میں اُس کی طرف توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جسے جانتا ہوں اور اُس گناہ سے بھی جو میں نہیں جانتا یقیناً تو ہی ہر غیب کو خوب جاننے والا ہے اور تو ہی عیبوں کو چھپانے والا گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ رد کفر

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ بِهِ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهِ ثُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكَذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِي كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرے ساتھ کسی کو شریک کروں اور وہ میرے علم میں ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے اس سے توبہ کر لی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بُری نواہیجات سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور کسی پر بہتان باندھنے سے اور ہر قسم کی نافرمانی سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

ایمان مجمل

أَمَنْتُ بِاللَّهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ أَحْكَامِهِ أَقْرَارَ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيقًا بِالْقَلْبِ

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کئے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین۔

ایمان مفصل

أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَلَأْتُ كُتُبَهُ وَرُسُلَهُ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَالْقَدْرَ خَيْرَهُ وَشَرَّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَالْبَعْثَ

بَعْدَ الْمَوْتِ

اور قیامت کے دن پر کہ ہر بھلائی اور بُرائی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی ہے اور مرنے کے بعد میں ایمان لایا اللہ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

تنبیہ ان پانچوں کلموں اور ایمان مجمل و ایمان مفصل کو زبانی یاد کر لو اور معنوں کو خوب سمجھ کر سچے دل سے یقین کے ساتھ ان پر ایمان لاؤ۔ کیوں کہ یہی وہ کلمے ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ جب تک ان کلموں پر ایمان نہ لائے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کم نصیبی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان ان کلموں سے ناواقف یا غافل ہیں۔ حالانکہ ہر مسلمان ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو یہ اسلامی کلمے زبانی یاد کرا دیں اور ان کلموں کے معنی بچوں کو بتا کر ذہن نشین کرا دیں۔ تاکہ یہ اسلامی عقیدے بچپن ہی سے دلوں میں جم جائیں اور زندگی کی آخری سانس تک ہر مسلمان مرد و عورت ان عقیدوں پر پہاڑ کی طرح مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکے اور جن بالغ مردوں اور عورتوں کو یہ کلمے نہ یاد ہوں اُن پر بھی لازم ہے کہ وہ جلد سے جلد ان کلموں کو یاد کر لیں اور ان کے معنوں کو سمجھ کر سچے دل سے ان کو جان پہچان کر اور مان کر ان پر ایمان رکھیں اور ہر وقت ان عقیدوں کو دھیان رکھیں۔ کیوں کہ یہی عقیدے اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد ہیں۔ جس طرح کسی عمارت کی بنیاد ہل جائے یا کمزور ہو جائے تو وہ عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ ٹھیک اسی طرح اگر اسلام کے ان عقیدوں میں کوئی شک و شبہ پیدا ہو جائے تو اسلام کی عمارت بالکل ہی تہس نہس اور برباد ہو جائے گی۔

عقیدہ (اللہ تعالیٰ)

۱۔ عقیدہ: تمام عالم زمین و آسمان وغیرہ سارا جہان پہلے بالکل ناپید تھا۔ کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب کو پیدا کیا تو یہ سب کچھ موجود ہوا۔

۲۔ عقیدہ: جس نے تمام عالم اور دوسرے جہان کو پیدا کیا اُسی پاک ذات کا نام اللہ ہے۔

۳۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں۔ سارا عالم اس کا محتاج ہے۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔ وہ سب سے یکتا اور نرالا ہے اور وہی سب کا خالق و مالک ہے۔

۴۔ عقیدہ: وہ زندہ ہے وہ قدرت والا ہے۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ سب کچھ دیکھتا ہے۔ سب کچھ سنتا ہے۔ سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے جس کو جب تک چاہے زندہ رکھے اور جب چاہے موت دے۔ وہی سب کو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ وہی سب کو روزی دیتا ہے۔ وہی جس کو چاہے عزت اور ذلت دیتا ہے اور وہ جو کچھ چاہے کرتا ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ کوئی اس کا مثل اور مقابل نہیں۔ نہ اس کو کسی نے جتنا وہ کسی سے جتا گیا۔ نہ وہ بیوی بچوں والا ہے۔

عقیدہ (قرآن مجید)

۵۔ عقیدہ: وہ کلام فرماتا ہے لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں ہے۔ وہ زبان، آنکھ، کان وغیرہ اعضاء اور ہر عیب اور نقصان سے پاک ہے ہر کمال اس کی ذات میں موجود ہے۔

۶۔ عقیدہ: اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ کوئی صفت اس کی کبھی نہیں ختم ہو سکتی نہ گھٹ بڑھ سکتی ہے۔ ۷۔ عقیدہ: وہ اپنی پیدا کی ہوئی ہر چیز پر بڑا مہربان ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ وہ بڑائی والا اور بڑی عزت والا ہے۔ سب کچھ اُسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ جس کو چاہے پست کر دے، جس کو چاہے بلند کر دے۔ جس کی چاہے روزی کم کر دے، جس کی چاہے زیادہ کر دے۔ وہ انصاف والا ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ وہ گناہوں کا بخشنے والا اور بندوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حکم چلانے والا نہیں۔ نہ اس کو اس کے ارادہ سے کوئی روکنے والا ہے وہ سب کا کام بنانے والا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اُسی کے حکم سے ہوتا ہے بغیر اس کے حکم کوئی ذرہ ہل نہیں سکتا۔ اس کے کسی حکم اور اس کے کسی کام میں کسی کو روک ٹوک کی مجال نہیں۔ وہ تمام عالم اور سارے جہان کی حفاظت اور اس کا انتظام فرماتا ہے۔ نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے نہ کبھی غافل ہوتا ہے۔ (قرآن مجید، شرح عقائد وغیرہ)

۸۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا فضل اور مہربانی ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۹۔ عقیدہ: وہ مخلوق کی تمام صفتوں سے پاک ہے۔ وہ بڑا ہی رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندوں کو کسی ایسے کام کا حکم نہیں دیتا جو بندوں

سے نہ ہو سکے۔ وہ اپنے بندوں کی بد اعمالیوں اور گناہوں سے ناراض ہوتا ہے اور بندوں کی نیکیوں اور عبادتوں سے خوش ہوتا ہے۔ اسی لئے اُس نے گناہگاروں کے لئے دوزخ کا عذاب اور نیکوکاروں کے لئے جنت کا ثواب بنایا ہے۔ (قرآن مجید اور کتب عقائد) ۱۰۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ جہت اور مکان و زمان اور حرکت و سکون اور شکل و صورت وغیرہ مخلوقات کی تمام صفات و کیفیات سے پاک ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۱۔ عقیدہ: دنیا کی زندگی میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ ہاں دل کی نگاہ سے یا خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار دوسرے انبیاء علیہم السلام بلکہ بہت سے اولیاء کرام کو بھی نصیب ہوا۔ اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار دکھائے گا مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بلا کیف ہے۔ یعنی دیکھیں گے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے؟ اور کس طور پر دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے۔ اس وقت بتا دیں گے۔ اس میں بحث کرنا جائز نہیں۔ یہ ایمان رکھو کہ قیامت میں ضرور اس کا دیدار ہوگا۔ جو آخرت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۲۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ خواہ ہم کو معلوم ہوں کہ نہ معلوم ہوں اللہ تعالیٰ کے کسی کام کو برا سمجھنا یا اس پر اعتراض کرنا، یا ناراض ہونا یہ کفر کی بات ہے۔ خبردار خبردار کبھی ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر نہ اعتراض کرو اور نہ ناراض رہو بلکہ یہی ایمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہی اچھا ہے۔ خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم یعنی بہت زیادہ جاننے والا اور بہت زیادہ حکمتوں والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ (قرآن مجید)

عقیدہ (نبی و رسول)

۱۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بہت پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا یہ سب پیغمبر تمام گناہوں سے پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نیک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سب پیغمبروں کا یہی کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اس کے احکام کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں پر ایسی ایسی حیرت اور تعجب میں ڈالنے والی چیزیں ظاہر فرمائیں جو بہت ہی مشکل اور عادت کے خلاف ہیں جو دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔ ان چیزوں کو ”معجزہ“ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کہ وہ اژدہا بن کر فرعون کے سامنے جا دو گروں کے سانپوں کو نگل گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنا۔ اور ہمارے حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا، کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوا لینا، انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری کر دینا۔ یہ سب معجزات ہیں۔ (قرآن مجید و کتب عقائد) ان پیغمبروں کو نبی کہتے ہیں اور ان نبیوں میں سے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی آسمانی کتاب اور نئی شریعت لے کر آئے وہ ”رسول“ کہلاتے ہیں۔ نبی سب مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا اور نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔ نبی سب انسانوں سے زیادہ عقل مند ہوتے

ہیں اور بے عیب بھی۔

۲۔ عقیدہ: سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
باقی تمام نبی و رسول ان دونوں کے درمیان ہوئے۔ ان پیغمبروں میں سے جو بہت مشہور ہیں اور قرآن مجید اور حدیثوں میں جن کا بار بار ذکر آیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمعیل علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عقیدہ (قرآن مجید و احادیث شریف)

۳۔ عقیدہ: نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے جو صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں۔ ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ ”توریت“ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، ”زبور“ حضرت داؤد علیہ السلام پر، ”انجیل“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، ”قرآن مجید“ جو سب سے افضل کتاب ہے وہ سب سے افضل رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ (قرآن مجید)

۴۔ عقیدہ: خدا کے نبیوں کی کوئی تعداد معین کرنی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں اور نبیوں کی کسی معین تعداد پر ایمان لانے میں یہ احتمال ہے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار ہو جائے یا غیر نبی کو نبی مان لیا جائے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لئے یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

۵۔ عقیدہ: مسلمان کے لئے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر نبی کی نبوت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ (قرآن مجید)

۶۔ عقیدہ: ہر نبی اور فرشتہ کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو نبیوں کی طرح سمجھنا بد دینی و گمراہی ہے۔ نبیوں اور فرشتوں کے معصوم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما لیا ہے۔ اس سبب سے ان حضرات کا گناہ میں مبتلا ہونا شرعاً محال ہے۔ برخلاف اماموں اور اولیاء کے اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے بچاتا ہے لیکن اگر کبھی ان حضرات سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو یہ شرعاً محال نہیں۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۷۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر شریعت کے جتنے احکام تبلیغ کے لئے نازل فرمائے ان پیغمبروں نے ان تمام حکموں کو خدا کے

بندوں تک پہنچا دیا ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ کسی نبی نے کسی حکم کو تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے چھپا لیا اور خدا کے بندوں تک نہیں پہنچا دیا وہ کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر وغیرہ)

۸۔ عقیدہ: حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض کے جن سے نفرت ہوتی ہے پاک ہونا ضروری ہے۔
 ۹۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں خاص کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی غیب کی باتوں کا علم عطا فرمایا۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کی نظروں کے سامنے ہے۔ مگر حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے لہذا ان کا علم عطائی ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا عطائی ہونا محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کا ہر کمال ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبیوں کے علم غیب میں ایک بہت بڑا فرق تو یہی ہے کہ نبیوں کا علم غیب عطائی ہے (اللہ کا دیا ہوا) اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے۔ یعنی کسی کا دیا ہوا نہیں ہے۔ کہاں عطائی اور کہاں ذاتی دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جو لوگ انبیاء بلکہ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی بعض آیتوں کو مانتے ہیں اور بعض آیتوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں قسم کی آیتیں ہیں۔ بعض آیتوں میں یہ ہے کہ خدا کے نبیوں کو علم غیب حاصل ہے اور بعض آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں آیتیں حق ہیں اور ان دونوں آیتوں پر ایمان لانا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اور ان دونوں آیتوں میں سے کسی کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔ جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ نبیوں کو علم غیب ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ نبیوں کو خدا کے عطا فرمانے سے غیب کا علم حاصل ہے اور جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی کسی چیز کا علم غیب حاصل نہیں ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کسی کو بھی کسی چیز کا علم غیب حاصل نہیں۔ ہر گز ہر گز ان دونوں قسم کی آیتوں میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں ہے۔

۱۰۔ عقیدہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تمام مخلوق یہاں تک کہ فرشتوں کے رسولوں سے بھی افضل ہیں ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ والا ہو مگر ہر گز ہر گز کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے وہ کافر ہے۔ (علمہ کتب عقائد)

۱۱۔ عقیدہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مختلف درجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ سب سے افضل و اعلیٰ ہمارے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا درجہ ہے ان پانچوں حضرات کو مرسلین اُولو العزم کہتے ہیں۔ اور یہ پانچوں باقی تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ (قرآن مجید و تفاسیر)

۱۲۔ عقیدہ: حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں تمام لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کے لئے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور سابق اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی عطا فرمادی۔ خدا کے نبیوں کی حیات شہیدوں کی

حیات سے کہیں بڑھ کر ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہیدوں کا ترکہ تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کا نہ ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ نہ ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔

(حياة الموت وافادات رضویہ وغیرہ)

۱۳۔ عقیدہ: ہمارے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ”خاتم النبیین“ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کی ذات پر سلسلہ نبوت کو ختم فرما دیا۔ حضور کے زمانہ میں یا اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کو مانے۔ یا نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے وہ شخص کافر ہے۔ (قرآن شریف و شفاء شریف وغیرہ)

۱۴۔ عقیدہ: ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کے اوپر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو ارات کے ایک مختصر حصہ میں پہنچایا اور آپ نے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور خدا کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔ اور خدا کے دربار میں آپ کو وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی نبی اور فرشتہ کو نہ کبھی حاصل ہوا نہ کبھی حاصل ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آسمانی سفر کو ”معراج“ کہتے ہیں۔ معراج میں آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے جمال الہی کا دیدار کیا اور بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور تمام ملکوت السموات والارض کے ذرہ ذرہ کو تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمایا۔ (تفسیرات احمدیہ وغیرہ کتب عقائد)

۱۵۔ عقیدہ: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن شفاعت کبریٰ اور مقام محمود کا شرف عطا فرمایا ہے۔ جب تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ تمام انبیاء و مرسلین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار میں اپنی اپنی شفاعت پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفیع اول و شفیع اعظم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد تمام انبیاء و اولیاء و صلحا و شہداء وغیرہ سب شفاعت کریں گے۔ (احادیث صحیحہ)

۱۶۔ عقیدہ: حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی محبت مدار ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ اولاد بلکہ تمام جہاں سے زیادہ نہ ہو۔ کوئی شخص کامل نہیں ہو سکتا۔ (قرآن مجید و احادیث صحیحہ)

۱۷۔ عقیدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرض اعظم بلکہ جان ایمان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اہل بیت اور تمام متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے۔ اور ان سب کی تعظیم و تکریم کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھے۔ اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی الفت ہو۔ (شفاء شریف وغیرہ)

۱۸۔ عقیدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تمام جہانوں کو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف کر دیا ہے اور آسمان وزمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں میں دے کر آپ کو اپنی تمام نعمتوں اور عطاؤں کا قاسم بنا دیا ہے۔ چنانچہ ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ!

رب ہے مُعْطٰی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
۱۹۔ عقیدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو حقارت کی نظر سے دیکھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ادنیٰ سی گستاخی یا توہین و بے ادبی کرے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کے کلام میں شک کرے۔ یا آپ میں کوئی عیب نکالے۔ یا آپ کی کسی سنت کو برا سمجھے یا مذاق اُڑائے وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ (عالمگیری و شفاء شریف وغیرہ)

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ ان بزرگوں کو ”صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)“ کہتے ہیں۔ ان حضرات کا درجہ ساری اُمت میں سب سے زیادہ بلند ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان شیع نبوت کے پروانوں کو بڑی بڑی بزرگیاں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑے درجہ کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ بھی کسی کم سے کم درجہ کے صحابی کے مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ سب سے پہلے ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور دین اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ اسی لئے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں۔ نبیوں کے بعد تمام اُمتوں میں یہ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ہے۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور تعلق کی وجہ سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب و احترام اور ان بزرگوں کے ساتھ محبت و عقیدت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد، بیویاں، اہل بیت، آپ کے خاندان والے اور تمام وہ چیزیں جن کو آپ سے نسبت و تعلق ہو سب لائق تعظیم اور واجب الاحترام ہیں۔

فرشتوں کا بیان

۱۔ عقیدہ: خدا کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے وجود پر بھی ایمان لانا ضروریات دین سے ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے۔ (قرآن مجید)

۲۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جس شکل میں چاہیں اس شکل میں ظاہر ہو جائیں وہ کبھی انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی دوسری شکلوں میں بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (احادیث صحیحہ)

۳۔ عقیدہ: فرشتے اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں۔ وہ وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حکم کے خلاف کبھی کچھ نہیں کرتے۔ وہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔ (قرآن مجید)

۴۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو مختلف کاموں میں لگا دیا ہے اور جن جن کو جو جو کام سپرد کر دیے ہیں۔ وہ ان کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے ان کو پیدا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے رسول بھی جانتے ہیں۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ جو سب فرشتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ (قرآن مجید اور کتب عقائد وغیرہ)

۵۔ عقیدہ: کسی فرشتہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

جن کا بیان

اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق کو آگ سے پیدا فرما کر ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔ اس مخلوق کا نام ”جن“ ہے۔ یہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتے۔ یہ بھی انسانوں کی طرح کھاتے، پیتے، جیتے اور مرتے ہیں۔ ان کے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی ہیں۔ نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔ جن کے وجود کا انکار کرنے والا کافر ہے، کیوں کہ جن ایک مخلوق ہیں یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ لہذا جن کے وجود کا انکار درحقیقت قرآن مجید کا انکار ہے۔

آسمانی کتابیں

۱۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے جتنے صحیفے اور کتابیں آسمان سے نازل فرمائی ہیں سب حق ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔ ان کتابوں میں جو کچھ ارشادات خداوندی ہوا۔ سب پر ایمان لانا اور ان کو سچ ماننا ضروری ہے۔ کسی ایک کتاب کا انکار کرنا کفر ہے۔ ہاں البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمتوں کے سپرد فرمائی تھی مگر اُمتوں سے ان کتابوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ بلکہ شریر لوگوں نے ان کتابوں میں اپنی خواہش کے مطابق کمی بیشی کر دی۔ لہذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو وہ اگر قرآن مجید کے مطابق ہو جب تو ہم اس کی تصدیق کریں گے اور اگر وہ قرآن کے مخالف ہو تو ہم یقین کر لیں گے کہ یہ شریروں کی تحریف ہے اور ہم اس بات کو رد کر دیں گے۔ اور اگر مخالفت یا موافقت کچھ بھی معلوم نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ہم اس بات کی تصدیق نہیں کریں نہ تکذیب کریں بلکہ یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔

۲۔ عقیدہ: دین اسلام چونکہ ہمیشہ رہنے والا دین ہے۔ لہذا قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد نہیں فرمائی۔ بلکہ اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔ چنانچہ اس نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّا نَحْنُ نَرِزُّنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

یعنی بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور یقیناً ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اس لئے قرآن مجید میں کوئی کمی بیشی کر دے یہ محال ہے اور جو یہ کہے کہ قرآن میں کسی نے کچھ رد و بدل یا کم زیادہ کیا ہے۔ وہ کافر ہے۔ ۳۔ عقیدہ: اگلی کتابیں صرف نبیوں ہی کو یاد ہوا کرتی تھیں لیکن یہ ہمارے نبی اور قرآن کا معجزہ ہے کہ قرآن مجید کو مسلمانوں کے بچے بچیاں یاد کر لیتے ہیں۔

تقدیر کا بیان

عالم میں جو کچھ بھلا بُرا ہوتا ہے۔ سب اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اُس نے اپنے اسی عمل ازلی کے موافق پر بھلائی برائی مقدر فرمادی ہے ”تقدیر“ اسی کا نام ہے جیسا ہونے والا ہے اور جیسا کرنے والا تھا۔ اس کو پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے جانا اور اُسی کو لوح محفوظ پر لکھ دیا۔ تو یہ نہ سمجھو کہ جیسا اُس نے لکھ دیا مجبوراً ہم کو ویسا ہی کرنا پڑتا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا ہی اُس نے بہت پہلے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی، اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو وہ زید کے لئے بھلائی لکھتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تقدیر لکھ کر کسی کو بھلائی یا برائی کرنے پر مجبور نہیں کر دیا ہے۔

۱۔ عقیدہ: تقدیر پر ایمان لانا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت

کا ”مجوی“ بتایا ہے۔

۲۔ عقیدہ: تقدیر کے مسائل عام لوگوں کو سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ اس لئے تقدیر کے مسائل میں زیادہ غور و فکر اور بحث و مباحثہ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرما گئے ہیں۔ پھر بھلا ہم کس گنتی میں ہیں کہ اس مسئلہ میں بحث و مباحثہ کریں۔ ہمارے لئے یہی حکم ہے کہ ہم تقدیر پر ایمان لائیں اور اس مشکل اور نازک مسئلہ میں ہرگز ہرگز کبھی بحث و مباحثہ اور حجت و تکرار نہ کریں کہ اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

عالم برزخ

مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے دنیا و آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے۔ جس کو ”برزخ“ کہتے ہیں۔ تمام انسانوں اور جنوں کو مرنے کے بعد اسی عالم میں رہنا ہوتا ہے۔ اس عالم برزخ میں اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے کسی کو آرام ملتا ہے اور کسی کو تکلیف۔ عقیدہ: مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی ہے۔ مگر بدن پر جو آرام یا صدمہ گزرے گا۔ روح ضرور اس کو محسوس کرے گی اور متاثر ہوگی۔ جس طرح دنیاوی زندگی میں بدن پر جو راحت اور تکلیف پڑتی ہے۔ اس کی لذت اور کلفت روح کو پہنچتی ہے۔ اسی طرح عالم برزخ میں بھی جو انعام یا عذاب بدن پر واقع ہوتا ہے۔ اس کی لذت اور تکلیف روح کو پہنچتی ہے۔

عقیدہ: مرنے کے بعد مسلمانوں کی روہیں ان کے درجات کے اعتبار سے مختلف مقامات میں رہتی ہیں۔ بعض کی قبر پر، بعض کی زم زم شریف کے کنویں میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی آسمانوں میں، بعض کی عرش کے نیچے قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ عیالین میں مگر روہیں کہیں بھی ہوں اپنے جسموں سے بدستور ان کا تعلق رہتا ہے۔ جو کوئی ان کی قبر پر آئے اس کو وہ دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سنتے ہیں۔

اسی طرح کافروں کی روہیں بعض انکے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی یمن کے ایک نالہ برہوت میں، بعض کی ساتوں زمین کے نیچے اور بعض کی ”سجین“ میں۔ لیکن روہیں کہیں بھی ہوں ان کے جسموں سے ان روہوں کا تعلق برقرار رہتا ہے۔ چنانچہ جو ان کے مرگھٹ پر گزرے یا ان کی قبر پر آئے اس کو دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سنتے ہیں۔ (بہار شریعت وغیرہ)

عقیدہ: یہ خیال کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے کے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ کسی آدمی کا بدن ہو یا جانور کا۔ جس کو فلاسفر ”تناسخ“ اور ہندو ”آداگون“ کہتے ہیں۔ یہ خیال بالکل ہی باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

عقیدہ: جب آدمی مر جاتا ہے تو اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو وہ جہاں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو اس

کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام ”مکمر“ اور دوسرے کا نام ”ککیر“ ہے۔ یہ دونوں فرشتے مردہ سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں قبر میں آتی رہتی ہیں اور مردہ آرام و چین کے مزہ میں رہتے ہوئے اپنی قبر میں سکھ کی نیند سوتا رہتا ہے اور اگر مردہ ایماندار نہ ہو تو سب کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں معلوم ہے۔ پھر اس کی قبر میں دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور جہنم کی گرم گرم ہوائیں اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہیں۔ اور مردہ طرح طرح کے سخت عذابوں میں گرفتار ہو کر تڑپتا اور بے قرار رہتا ہے۔ فرشتے اس کو گرزوں سے مارتے رہتے ہیں اور اس کے برے اعمال سانپ بکھوین کر اُسے عذاب پہنچاتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۱

صفحہ ۲۵ ملخصاً وغیرہ)

عقیدہ: مردہ کلام بھی کرتا ہے مگر اس کے کلام کو انسان اور جن کے سوا تمام مخلوقات جانور وغیرہ سنتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی سن لے تو وہ بیہوش ہو جائے گا۔

عقیدہ: ایمان دار اور نیکوں کی قبریں کسی کی ستر (۷۰) ستر (۷۰) ہاتھ چوڑی ہو جاتی ہیں۔ اور کسی کسی کی قبریں اتنی چوڑی ہو جاتی ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے۔ کافروں اور بعض گنہگاروں کو قبر اس زور سے دبائی ہے اور اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی پسلیاں ادھر ہو جاتی ہیں۔

عقیدہ: قبر میں جو کچھ عذاب و ثواب مردے کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس پر گزرتی ہے وہ سب چیزیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ زندہ لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ جیسے سوتا ہوا آدمی خواب میں آرام و تکلیف اور قسم قسم کے مناظر سب کچھ دیکھتا ہے۔ لذت بھی پاتا ہے اور تکلیف بھی اٹھاتا ہے۔ مگر اس کے پاس ہی میں جاگتا ہوا آدمی ان سب باتوں سے بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

قیامت کا بیان

توحید و رسالت کی طرح قیامت پر بھی ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے جو شخص قیامت کا انکار کرے وہ کھلا ہوا کافر ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس عقیدہ پر ایمان لانا فرض عین ہے کہ ایک دن یہ زمین آسمان بلکہ کل عالم اور سارا جہاں فنا ہو جائے گا۔ اسی دن کا نام ”قیامت“ ہے۔

قیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی، جن میں سے چند نشانیاں یہ ہیں

- ۱۔ دنیا میں تین جگہ آدمی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ ایک مشرق میں۔
 - ۲۔ علم اٹھ جائے گا۔
 - ۳۔ جہالت کی کثرت ہوگی۔
 - ۴۔ اعلانیہ زنا کاری بکثرت ہونے لگے گی۔
 - ۵۔ مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتیں بہت زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔
 - ۶۔ ملک عرب میں کھیتی باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔
 - ۷۔ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔
 - ۸۔ لوگ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لئے نہیں۔
 - ۹۔ مرد اپنی عورت کا فرمانبردار ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔
 - ۱۰۔ مسجدوں میں لوگ شور مچائیں گے۔
 - ۱۱۔ گانے، بجانے کا رواج بہت زیادہ ہو جائے گا۔
 - ۱۲۔ اگلے لوگوں پر لوگ لعنت کریں گے اور برا کہیں گے۔
 - ۱۳۔ جانور آدمیوں سے کلام کریں گے۔
 - ۱۴۔ ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں۔ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔
 - ۱۵۔ وقت میں برکت ختم ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ برس مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ایک ہفتہ کے اور ایک ہفتہ مثل ایک دن کے گزر جائے گا وغیرہ وغیرہ۔
- الغرض اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتلائی ہیں سب یقیناً ظاہر ہو کر رہیں گی یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ یا جوج و ماجوج جو بہت ہی زبردست لوگ ہیں۔ وہ نکل کر تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور بڑے بڑے فساد اور بربادی کریں گے۔ پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ پچھتم سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید کے حروف اُڑ جائیں گے یہاں تک کہ روئے زمین کے تمام مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔ اس طرح جب قیامت کی تمام نشانیاں ظاہر ہو چکیں گی تو اچانک خدا

کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس سے زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ چھوٹے بڑے سب پہاڑ چور چور ہو کر بکھر جائیں گے۔ تمام دریاؤں میں طوفان اُٹھ کھڑا ہوگا اور زمین پھٹ جانے سے ایک دریا دوسرے دریاؤں سے مل جائے گا۔ تمام مخلوقات مرجائے گی اور سارا عالم نیست و نابود اور پوری دنیا تہس نہس ہو کر برباد ہو جائے گی۔ پھر ایک مدت کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جائے تو دوسری بار پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ پھر سارا عالم دوبارہ پیدا ہو جائے گا اور تمام مردے زندہ ہو کر میدانِ محشر میں جمع ہوں گے۔ جہاں سب کے اعمال میزانِ عمل میں تولے جائیں گے حساب و کتاب ہوگا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور اپنی امت کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے۔ نیکوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھوں میں اور بدوں کا نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیا جائے گا۔ پھر یہ لوگ پل صراط پر چلائے جائیں گے۔ جن لوگوں کے اعمال اچھے ہوں گے۔ وہ سلامتی کے ساتھ پل سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے اور جو بد اعمال اور گناہگار ہوں گے وہ اس پل سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ: جہنم پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے عذابوں کے سامان موجود ہیں۔ دوزخی لوگوں میں سے جن لوگوں کے دلوں میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور دوسرے بزرگوں کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ مسلمان کتنا ہی بڑا گناہگار کیوں نہ ہو مگر وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا بلکہ کچھ دنوں تک اپنے گناہوں کی سزا پا کر وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ ہاں! البتہ کفار و مشرکین ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہیں گے اور ان کو موت بھی نہیں آئے گی۔

عقیدہ: جنت بھی بنائی جا چکی ہے اور اس میں طرح طرح کی نعمتوں کا سارا سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما رکھا ہے۔ جنتیوں کو نہ کوئی خوف ہوگا۔ نہ کسی قسم کا کوئی رنج و غم ہوگا ان کی ہر خواہش اور تمنا کو خداوند کریم پورا فرمائے گا اور وہ بہشت کے باغوں میں قسم قسم کے میوؤں، اور طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ نہ کبھی وہ جنت سے نکالے جائیں گے نہ مریں گے۔

عقیدہ: شرک اور کفر کے گناہ کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ ان کے علاوہ دوسرے چھوٹے بڑے گناہوں کو جس کے لئے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ عذاب دینا اس کا عدل ہے اور معاف کر دینا اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر اپنا فضل فرمائے۔ (آمین)

ضروری ہدایت !

پیارے بھائیو! اور عزیز بھائیو! تم قیامت کی ہولناکیوں اور جنت و دوزخ کی نعمتوں اور عذابوں کا مختصر حال پڑھ چکے۔

یقین کرو اور ایمان رکھو کہ ہم کو تم کو اور سب کو یہ دن دیکھنے ہیں۔ لہذا خدا کے لئے دنیا کے عیش و آرام میں پڑ کر آخرت کو مت بھول جاؤ۔ صرف خوراک، پوشاک، زیورات، مکانات اور دنیاوی راحت و آرام کے سامان ہی کی فکر میں دن رات مت رہا کرو بلکہ آخرت کی زندگی کا بھی کچھ سامان کرو اور زیادہ سے زیادہ اچھے اچھے اعمال اور عبادتیں کر کے آخرت کے لئے سامان تیار کرو اور جہنم کے عذابوں سے بچنے اور جنت کی نعمتوں کے پانے کی تدبیریں کرو۔ دنیا آنی فانی ہے۔ یاد رکھو کہ ایک دن بالکل ہی ناگہاں اور اچانک ملک الموت تمہارے پاس آ کر یہ فرمادیں گے کہ اے شخص تیرے گھر میں ہزاروں من اناج رکھے ہوئے ہیں مگر اب تو ان میں سے ایک دانہ بھی نہیں کھا سکتا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے میٹھے میٹھے پانی کے مٹکے بھرے ہوئے رکھے ہیں مگر اب تو ان پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتا۔ تیرے گھر میں ہزاروں لاکھوں روپے پڑے ہوئے ہیں۔ مگر اب تو ان میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ اب تو کچھ بول بھی نہیں سکتا۔ اٹھ کر اب تو چل پھر بھی نہیں سکتا۔ یہ کہہ کر ایک دم ملک الموت رُوح قبض کرنے لگیں گے اور اُس وقت تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ سوچو کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ کاش میں تندرستی اور سلامتی کی حالت میں کچھ عبادتیں اور خیرات کر لیتا۔ مگر اب اس پچھتانے اور افسوس کرنے سے کیا فائدہ؟ اس لئے میری بہنو! اور میرے بھائیو! ملک الموت کے آنے سے پہلے جو کچھ اعمالِ صالحہ اور صدقہ خیرات کر سکتے ہو وہ کر کے قبر اور دوزخ کے عذابوں سے بچنے کا سامان کرو اور جنت میں جانے اور بہشت کی نعمتوں کے پانے کے ذریعے بنا لو ورنہ بہت افسوس کرو گے اور اس وقت مجھے یاد کرو گے کہ ہمارا عالم دین بالکل سچ کہتا تھا۔ کاش ہم اس کی نصیحتوں کو مان لیتے تو ہمارا بھلا ہو جاتا۔ اس لئے پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ،

واسطے حق کے نہ ایسی راہ چل	حشر کے دن جس سے ہو تجھ کو خلل
نیکوں میں مست ہے بدیوں میں چست	چھوڑ ان باتوں کو، طور اپنے بدل
قبر میں رہنے کی بھی کچھ فکر کر	اونچے اونچے یاں تو بنوائے محل
روشنی کا قبر میں سامان کر	ہیں محض بیکار یہ شمع و کنول
عاقبت بن جائے ایسے کام کر	جلد ان دنیا کے پھندوں سے نکل
مال و دولت سب دھرے رہ جائیں گے	کام آئے گا وہاں تیرا عمل
ہائے تو بوتا ہے کانٹے ہر طرف	کس طرح پائے گا تو جنت کے پھل
سو برس جینے کی تجھ کو آس ہے	ہے کھڑی سر پر ترے تیری اجل

عمر گھٹتی ہے گناہوں میں تری
غار میں گرتا ہے تو جلدی سنبھل

کفر کی باتیں

اس زمانے میں جہالت کی وجہ سے کچھ مرد اور عورتیں اس قدر بے لگام ہیں کہ جو ان کے منہ میں آتا ہے بول دیا کرتے ہیں، چنانچہ بعض کفر کے الفاظ بھی لوگوں کی زبانوں سے نکل جاتے ہیں اور لوگ کافر ہو جاتے ہیں اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کافر ہو گئے اور ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اس لئے ہم یہاں چند کفری بولیوں کا ذکر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کفریات کا علم ہو جائے اور لوگ ان باتوں کو بولنے سے ہمیشہ زبان روکے رہیں اور اگر خدا نخواستہ یہ کفری الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے ہوں تو فوراً توبہ کر کے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنیں اور دوبارہ نکاح کریں۔

۱۔ خدا کے لئے مکان اور جگہ ثابت کرنا کفر ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اُوپر اللہ نیچے نیچے یا اوپر اللہ نیچے تم۔ یہ کہنا کفر ہے۔ (خانیہ)

۲۔ کسی سے کہا گناہ نہ کرو ورنہ خدا جہنم میں ڈال دے گا۔ اس نے کہا ”میں جہنم سے نہیں ڈرتا، یا یہ کہا ”مجھے خدا کے عذاب کی کوئی پرواہ نہیں، یا ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصہ میں یہ کہہ دیا کہ ”میں خدا سے نہیں ڈرتا“ یہ کہہ دیا کہ ”خدا کہاں ہے“ یہ سب کفر کی بولیاں ہیں۔

۳۔ کسی سے کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تم اس کام کو کرو گے۔ اُس نے کہہ دیا کہ ”اجی! میں بغیر انشاء اللہ کروں گا“ کافر ہو گیا۔
۴۔ کسی مالدار کو دیکھ کر یہ کہہ دیا ”آخر کار یہ کیا انصاف ہے کہ اس کو مالدار بنا دیا اور مجھے غریب بنایا“ یہ کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری)

۵۔ اولاد وغیرہ کے مرنے پر رنج اور غصہ میں اس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا کو بس میرا بیٹا ہی مارنے کیلئے ملا تھا۔ دُنیا بھر میں مارنے کیلئے میرے بیٹے کے سوا خدا کو دوسرا کوئی ملتا ہی نہیں تھا۔ خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت برا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کر دیا۔ اس قسم کی بولیاں بول دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

۶۔ خدا تعالیٰ کے کسی کام کو برا کہنا، یا خدا کے کاموں میں عیب نکالنا، یا خدا کا مذاق اڑانا، یا خدا کی بے ادبی کرنا، یا خدا کی شان میں کوئی پھوہڑ لفظ بولنا اور یا خدا کو ایسے لفظوں سے یاد کرنا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔

۷۔ کسی نبی یا فرشتہ کی حقارت کرنا، یا ان کی جناب میں گستاخی کرنا، یا ان کو عیب لگانا، یا ان کا مذاق اڑانا، یا ان پر طعنہ مارنا، یا ان کے کسی کام کو بے حیائی بتانا اور یا بے ادبی کے ساتھ ان کا نام لینا کفر ہے۔

۸۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز یا کسی بات کی توہین کرے، یا حقیر جانے، یا عیب لگائے، یا آپ کے مقدس بال یا ناخن کی بے ادبی کرے، یا آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیر کرے۔ مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا، عمامہ کا شملہ لٹکانا، کھانے کے بعد

انگلیوں کو چاٹ لینا، یا حضور کی کسی سنت کا مذاق اڑائے، یا اس کو برا سمجھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۹۔ جو شخص کسی قاتل یا خونخوار کو کوہ کبھڑوں کی نیت سے کہہ دے کہ ”ملک الموت“ آگئے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۱۰۔ قرآن کی کسی آیت کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے، جیسے بعض داڑھی منڈے کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن میں ﴿كَلَّا مَسْوُفٌ تَعْلَمُونُ﴾ آیا ہے اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ کلمہ صاف کرتے رہو۔ یا اکیلے نماز پڑھنے والے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى﴾ اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھا کرو۔ ان باتوں کے بول دینے سے آدمی کافر ہو جائے گا کیونکہ قرآن کے ساتھ مسخرہ پن بھی ہے اور قرآن پاک کے معنی کو بدل ڈالنا بھی ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

۱۱۔ اسلام میں شک کرنا اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں میں مسلمان ہوں، یا کافر، یا اپنے اسلام پر افسوس کرنا مثلاً یہ کہنا کہ میں مسلمان ہو گیا یہ اچھا نہیں ہوا کاش میں ہندو ہوتا، یا عیسائی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ تو کفار کے دین کو اچھا بتانا، یا کسی کفر کی بات کو اچھا سمجھنا، یا کسی کو کفر کی بات سمجھانا، یا یہ کہنا کہ نہ میں ہندو ہوں نہ مسلمان میں تو انسان ہوں، یا یہ کہنا کہ میں نہ مسجد سے تعلق رکھتا ہوں نہ مندر سے، یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں ڈھونگ ہیں یا میں کسی کو نہیں مانتا، یا یہ کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھروں کا ایک پرانا گھر ہے اس میں کیا دھرا ہے کہ میں اس کی تعظیم کروں، یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا بے کار آدمیوں کا کام ہے۔ ہم کو نماز کی کہاں فرصت ہے؟ یہ کہنا کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانے کو نہ ملے۔ یا یہ کہنا کہ خدا نے کھانے کو دیا ہے تو روزہ رکھ کر بھوکے کیوں مریں؟ یا اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کہ کیا خواہ مخواہ شور مچا رکھا ہے، یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کا کچھ نتیجہ نہیں بہت پڑھ لی کیا فائدہ ہوا؟ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے، یا یہ کہنا کہ میں تو صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہوں، باقی دنوں میں نہ کبھی پڑھی نہ پڑھوں گا، یا یہ کہنا کہ نماز مجھے موافق نہیں آتی۔ میں جب نماز پڑھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہو جاتا ہے، یا یہ کہنا کہ زکوٰۃ خدائی ٹیکس ہے جو ملا لوگوں نے مالداروں پر لگا رکھا ہے، یا یہ کہنا کہ حج تو ایک تفریحی سفر ہے یا بلیک مارکیٹ کا دھندا ہے میں ایسا کام کیوں کروں؟ وغیرہ وغیرہ اس قسم کی تمام بکواسیں کھلا ہوا کفر ہیں۔ ان سب بولیوں سے آدمی کافر ہو جائے گا۔

۱۲۔ یہ کہنا کہ رام ورجم دونوں ایک ہی ہیں اور وید و قرآن پاک میں کچھ فرق نہیں، یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں خدا کے گھر ہیں۔ دونوں جگہ خدا ملتا ہے، کفر ہے۔

۱۳۔ بت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا، یا زنا (جینو) باندھنا، یا سر پر چھپا کر رکھنا یا قشقہ لگانا یا ہولی دیوالی پوجنا، یا رام لیلا، جنم اشٹی، رام نومی وغیرہ کے جلوسوں اور میلوں میں کفر کی شان و شوکت بڑھانے یا کافروں کو خوش کرنے کے لئے شریک ہونا، یا ان کفری تہواروں کی تعظیم کرنا یا کوئی چیز ان تہواروں کے دن مشرکین کے گھر بطور تحفہ اور ہدیہ کے بھیجنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو یہ کفر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۴۔ جو شخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا یا شریعت کا کوئی حکم یا فتویٰ سُن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں، یا یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چولھے بھاڑ میں ڈال دو، یا یہ کہہ دے کہ میں شرح ورع کو نہیں مانتا، یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے، ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے، یا یہ کہہ دے کہ بِسْمِ اللّٰہ اور سُبْحَانَ اللّٰہ روٹی کی جگہ کام نہ دے گا۔ ہمیں روٹی چاہئے۔ بِسْمِ اللّٰہ سُبْحَانَ اللّٰہ نہیں چاہئے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔

۱۵۔ شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جو اکیلے وقت ”بِسْمِ اللّٰہ“ کہنا کفر ہے۔

۱۶۔ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کسی کافر کو مسلمان کہنا کفر ہے۔

۱۷۔ جو کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دُعا مانگے، یا کسی مردہ کافر و مرتد کو مرحوم و مغفور کہے یا کسی مردہ ہندو کو ”ہیکنٹھ باشی“ کہے وہ خود کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۸۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کہنا، یا خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کہنا، یا خدا کی فرض کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار کرنا یہ سب کفر ہیں۔

۱۹۔ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرنا مثلاً توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ، جنت، دوزخ، آسمانی کتابیں ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔

۲۰۔ قرآن مجید کو ناقص بتانا اور یہ کہنا کہ اس میں سے کچھ آیتیں نکال دی گئی ہیں یا قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرنا یا قرآن مجید میں کوئی عیب بتانا یا قرآن مجید کی بے ادبی کرنا، یہ سب کفر ہیں۔

بھنوں اور بھانویو ! غور کرو کہ یہ سب الفاظ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے الفاظ ہیں جن کے بولنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے لہذا بول چال میں خاص طور پر دھیان رکھو۔ زیادہ شنی مت بگھارو اور اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور خبردار خبردار بے لگام بن کر قہقہی کی طرح زبان چلا چلا کر جو منہ میں آئے اول نول نہ بکتے رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اس کو قابو میں رکھو کیونکہ بہت سی زبان سے نکلی ہوئی باتیں آدمی کو جہنم میں داخل کر دیتی ہیں۔ توبہ توبہ نعوذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کفریہ کلاموں اور کفریات کے کاموں سے بچائے رکھے۔ (آمین)

ولایت کا بیان

ولایت دربار خداوندی میں ایک خاص قرب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ عقیدہ: تمام امتوں کے اولیاء میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء سب سے افضل ہیں اور اس امت کے اولیاء میں سب سے افضل اور اعلیٰ حضرات خلفاء راشدین یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان میں جو خلافت کی ترتیب ہے وہی افضلیت کی بھی ترتیب ہے یعنی سب سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! عقیدہ: اولیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو بہت بڑی طاقت اور عالم میں ان کو تصرفات کے اختیارات عطا فرمائے ہیں اور بہت سے غیب کے علوم ان پر منکشف ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ لوح محفوظ کے علوم پر بھی مطلع فرما دیتا ہے لیکن اولیاء کرام کو یہ سارے کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے حاصل ہوتے ہیں۔ عقیدہ: اولیاء کی کرامت حق ہے۔ اس کا منکر گمراہ ہے۔ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا۔ اندھوں اور کوڑھیوں کو شفاء دینا لمبی مسافتوں کو منٹ دو منٹ میں طے کر لینا۔ پانی پر چلنا۔ ہواؤں میں اڑنا۔ دُور دُور کی چیزوں کو دیکھ لینا۔ مفصل بیان کے لئے پڑھو ہماری کتاب ”کرامات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“۔

عقیدہ: اولیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کا علم اور ان کا دیکھنا ان کا سننا دنیاوی زندگی سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ عقیدہ: اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری مسلمانوں کے لئے باعث سعادت و برکت ہے اور ان کی نیاز و فاتحہ اور ایصالِ ثواب مستحب اور خیر و برکت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اولیاء کرام کا عرس منانا یعنی لوگوں کا ان کے مزاروں پر جمع ہو کر قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و وعظ و ایصالِ ثواب یہ سب اچھے اور ثواب کے کام ہیں۔ ہاں! البتہ عرسوں میں جو خلاف شریعت کام ہونے لگے ہیں۔ مثلاً قبروں کو سجدہ کرنا، عورتوں کا بے پردہ ہو کر مردوں کے مجمع میں گھومتے پھرنا، عورتوں کا ننگے سر مزاروں کے پاس جھومنا، چلانا اور سر فیک فیک کر کھیلنا کودنا اور مردوں کا تماشہ دیکھنا، باجہ، بجانا، ناچ کرانا، یہ سب خرافات ہر حالت میں مذموم ہیں لیکن ان خرافات و ممنوعات کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بزرگوں کا عرس حرام ہے۔ جو حرام اور ممنوع کام ہیں ان کو روکنا لازم ہے۔ ناک پراگر کبھی بیٹھ گئی ہے تو کبھی اُڑا دینا چاہئے ناک کاٹ کر نہیں پھینک دینا چاہئے۔ اسی طرح اگر جاہلوں اور فاسقوں نے عرس میں کچھ حرام کام اور ممنوع کاموں کو شامل کر دیا ہے تو ان حرام ممنوع کاموں کو روکا جائے عرس ہی کو حرام نہ کہہ دیا جائے گا۔

پیری مریدی !

علماء اور مشائخ سے مرید ہونا اور ان کے ہاتھوں پر گناہوں سے توبہ کر کے نیک اعمال کرنے کا عہد کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے، مگر مرید ہونے سے پہلے پیر کے بارے میں خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیں۔ ورنہ اگر پیر بدعتیہ اور بد مذہب ہو تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ آج کل بہت سے ایمان کے ڈاکو پیروں کے لباس میں پھرتے رہتے ہیں لہذا مرید بننے میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ یوں تو پیر بننے کیلئے بہت سی شرطوں کی ضرورت ہے مگر کم سے کم چار شرطوں کا پیر میں ہونا تو بے حد ضروری ہے۔ اول سنی صحیح العقیدہ ہو۔ دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ سوم فاسق نہ ہو۔ چہارم اس کا سلسلہ اور شجرہ طریقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ ورنہ اوپر سے فیض نہ ہوگا۔

لہذا خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ بد مذہب مثلاً رافضی۔ خارجی۔ وہابی وغیرہ سے مرید ہونا حرام اور گناہ ہے اسی طرح بالکل ہی جاہل جو حرام و حلال اور فرض و واجب اور ضروریات دین کا علم نہ رکھتا ہو اس سے مرید ہونا بھی ناجائز ہے۔ یوں ہی نماز و روزہ چھوڑنے والا، داڑھی منڈانے والا یا حد شریعت سے کم داڑھی والا یا گناہ کبیرہ اور خلاف شریعت اعمال کرنے والا بھی پیر بنانے کے لائق نہیں اور ایسے فاسق سے مرید ہونا بھی درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جس کا سلسلہ اور شجرہ بیعت درمیان میں کہیں سے بھی کٹا ہوا ہو۔ مثلاً اس کو خود ہی خلافت و اجازت کسی بزرگ سے نہ حاصل ہو یا اس کے شجرہ کے پیروں میں سے کوئی بلا خلافت و اجازت والا ہو، یا گمراہ ہو تو ایسے شخص سے بیعت ہونا بھی درست نہیں ہے۔

(۵) عبادات

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ اٹھتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

مسائل کی چند اصطلاحیں

یہ وہ اصطلاحی بولیاں ہیں کہ ان کو جان لینے سے اس کتاب کے سمجھنے میں مدد ملے گی اور مسائل کے سمجھنے میں ہر جگہ بہت سی سہولت اور آسانی ہو جائے گی۔ اس لئے مسئلوں کو پڑھنے سے پہلے ان اصطلاحوں کو خوب سمجھ کر اچھی طرح یاد کر لو!

فرض

وہ ہے جو شریعت کی یقینی دلیل سے ثابت ہو، اس کا کرنا ضروری اور بلا کسی عذر کے اس کو چھوڑنے والا فاسق اور جہنمی اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ جیسے نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ۔

پھر فرض کی دو قسمیں ہیں ایک فرض عین، دوسرے فرض کفایہ۔ فرض عین وہ ہے جس کا ادا کرنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر ضروری ہے جیسے نماز پنجگانہ وغیرہ اور فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کر لینے سے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہوں گے جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔

واجب

وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور اس کو بلا کسی تاویل اور بغیر کسی عذر کے چھوڑ دینے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ اور بد مذہب ہے۔

سنت موکدہ

وہ ہے جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو۔ البتہ بیان جواز کے لئے کبھی چھوڑ دیا ہو۔ اس کو ادا کرنے میں بہت بڑا ثواب اور اس کو کبھی اتفاقیہ طور پر چھوڑنے دینے سے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عتاب اور اس کو چھوڑ دینے کی عادت ڈالنے والے پر جہنم کا عذاب ہوگا۔ جیسے نماز فجر کی دو رکعت سنت، اور نماز ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے اور دو رکعت فرض کے بعد سنتیں اور نماز مغرب کی دو رکعت سنت اور نماز عشاء کی دو رکعت سنت۔ یہ نماز پنجگانہ کی بارہ رکعت سنتیں سب سنت موکدہ ہیں۔

سنت غیر مؤکدہ

وہ ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی کبھی اس کو چھوڑ بھی دیا ہو۔ اس کو ادا کرنے والا ثواب پائے گا اور اس کو چھوڑ دینے والا عذاب کا مستحق نہیں۔ جیسے عصر کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنت اور عشاء کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنت یہ سب سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ سنت غیر مؤکدہ کو سنت زائدہ بھی کہتے ہیں۔

مستحب

ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو اور اس کو چھوڑ دینا شریعت کی نظر میں بُرا بھی نہ ہو۔ خواہ اس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا علماء صالحین نے اس کو پسند فرمایا اگرچہ احادیث شریف میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ یہ سب مستحب ہیں۔ مستحب کو کرنا ثواب اور اس کو چھوڑ دینے پر نہ کوئی عذاب ہے نہ کوئی عتاب۔ جیسے وضو میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ نماز میں بحالت قیام سجدہ گاہ پر نظر رکھنا۔ خطبہ میں خلفاء راشدین وغیرہ کا ذکر، میلاد شریف، پیران کبار کے وظائف وغیرہ۔ مستحب کو مندوب بھی کہتے ہیں۔

مباح

وہ ہے جس کا کرنا اور چھوڑ دینا برابر ہو۔ جس کے کرنے میں نہ کوئی ثواب ہو اور چھوڑنے میں نہ کوئی عذاب ہو۔ جیسے لذیذ غذاؤں کا کھانا اور نفیس کپڑوں کا پہننا۔

حرام

وہ ہے جس کا ثبوت یقینی شرعی دلیل ہو۔ اس کا چھوڑنا ضروری اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصد کرنے والا فاسق و جہنمی اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ خوب سمجھ لو کہ حرام فرض کا مقابل ہے یعنی فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا چھوڑنا ضروری ہے۔

مکروہ تحریمی

وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو۔ اس کا چھوڑنا لازم ہے اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصد کرنے والا فاسق و جہنمی اور گناہ کبیرہ حرام کے کرنے سے کم ہے۔ مگر چند بار اس کو کر لینا گناہ کبیرہ ہے۔ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ یہ واجب کا مقابل ہے یعنی واجب کو کرنا لازم ہے اور مکروہ تحریمی کو چھوڑنا لازم ہے۔

اساءت

وہ ہے جس کا کرنا بُرا اور کبھی اتفاقیہ کر لینے والا لائق عتاب اور اس کو کرنے کی عادت بنا لینے والا مستحق عذاب ہے۔ واضح رہے کہ یہ سنتِ مؤکدہ کا مقابل ہے یعنی سنتِ مؤکدہ کو کرنا ثواب اور چھوڑنا برا ہے اور اساءت کو چھوڑنا ثواب اور کرنا بُرا ہے۔

مکروہ تنزیہی

وہ ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں مگر اس کے کرنے والے پر عذاب نہیں ہوگا۔ یہ سنتِ غیرِ مؤکدہ کا مقابل ہے۔

خلافِ اولیٰ

وہ ہے کہ اس کو چھوڑ دینا بہتر تھا لیکن اگر کر لیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

نماز

ہر مسلمان مرد اور عورت کو یہ جان لینا چاہئے کہ ایمان اور عقیدوں کو صحیح کر لینے کے بعد سب فرضوں میں سب سے بڑا فرض نماز ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور احادیث شریف میں بہت زیادہ بار بار اس کی تاکید آئی ہے۔ یاد رکھو کہ جو نماز کو فرض نہ مانے یا نماز کی توہین کرے یا نماز کو ایک ہلکی اور بے قدر چیز سمجھ کر اس کی طرف بے توجہی برتے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے اور جو شخص نماز نہ پڑھے وہ بہت بڑا گناہگار ہے، قہر قہار اور غضب جبار میں گرفتار اور عذابِ جہنم کا حق دار ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بادشاہ اسلام پہلے اس کو تنبیہ و سزا دے۔ پھر بھی وہ نماز نہ پڑھے تو اس کو قید کر دے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز کو پڑھنے لگے بلکہ امام مالک و شافعی و احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بادشاہ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (درمختار ورد المختار جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو اس کو نماز سکھا کر نماز پڑھنے کا حکم دیں اور جب بچے کی عمر دس برس کی ہو جائے تو مار مار کر اس سے نماز پڑھوائیں۔ (جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۴)

مسئلہ

نماز خالص عبادتِ بدنی ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطور فدیہ ادا کر کے نماز سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ ہاں! البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کر گیا اور وصیت کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو اُمید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قبول ہو اور یہ وصیت بھی وارثوں کو اس کی طرف سے پوری کرنی چاہئے کہ قبول و غفویٰ اُمید ہے۔ (درمختار ورد المختار و دیگر کتب)

شرائط نماز

اس سے پہلے کہ ہم نماز کا طریقہ بتائیں اُن چھ چیزوں کو بتادینا ضروری ہے جن کے بغیر نماز شروع نہیں ہو سکتی۔ ان چھ چیزوں کو ”شرائط نماز“ کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی پاکی۔ دوسری شرمگاہ کو چھپانا۔ تیسری نماز کا وقت۔ چوتھی قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ پانچویں نیت۔ چھٹی تکبیر تحریمہ۔ (متون کتب فقہ)

پہلی شرط یعنی ”پاکی“ کا یہ مطلب ہے کہ نمازی کا بدن۔ اس کے کپڑے، نماز کی جگہ سب پاک ہوں اور کوئی نجاست جیسے پیشاب۔ پاخانہ۔ خون۔ لید۔ گوبر۔ مرغی کی بیٹ وغیرہ نہ لگی ہو اور نمازی بے غسل اور بے وضو بھی نہ ہو۔

دوسری شرط یعنی ”شرمگاہ چھپانے“ کا یہ مطلب ہے کہ مرد کا بدن ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے شرمگاہ ہے اس لئے نماز کی حالت میں کم سے کم ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک چھپا رہنا ضروری ہے اور عورت کا پورا بدن شرمگاہ ہے اس لئے نماز کی حالت میں عورت کے تمام بدن کا ڈھکار ہنا ضروری ہے۔ صرف چہرہ اور ہتھیلی اور ٹخنوں کے نیچے قدم کے کھلے رہنے کی اجازت ہے۔ ٹخنے کو بھی چھپا رہنا چاہئے۔

تیسری شرط یعنی ”وقت“ کا یہ مطلب ہے کہ جس نماز کے لئے جو وقت مقرر ہے وہ نماز اسی وقت میں پڑھی جائے۔

چوتھی شرط یعنی ”قبلہ کو منہ کرنا“ اس کا مطلب ظاہر ہے کہ نماز میں خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کرے۔

پانچویں شرط یعنی ”نیت“ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت کو جو نماز فرض یا واجب یا سنت یا نفل یا قضا پڑھتا ہو، دل میں اس کا پکا ارادہ کرنا ہے کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں اور اگر دل میں ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔

چھٹی شرط ”تکبیر تحریمہ“ یعنی اللہ اکبر کہنا۔ یہ نماز کی آخری شرط ہے کہ اس کے کہتے ہی نماز شروع ہوگئی۔ اب اگر نماز کے سوا دوسرا کوئی کام کیا یا کچھ بولا تو نماز ٹوٹ گئی۔

پہلی پانچوں شرطوں کا تکبیر تحریمہ سے پہلے اور نماز ختم ہونے تک موجود رہنا ضروری ہے اگر ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نماز نہیں ہوگی۔

پاکي کے مسائل کا بيان

وضو کا طريقه

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے دل میں وضو کا پکا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ گٹوں تک دھوئے۔ پھر مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے اور اگر دانتوں یا تالو میں کوئی چیز انکی یا چپکی ہو تو اس کو انگلی یا مسواک یا خلال سے نکالے اور چھڑائے۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغہ بھی کرے لیکن اگر تو روزہ دار ہو تو غرغہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔ پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال جنھنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے اور کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں انگلیوں سے خلال بھی کرے لیکن اگر احرام باندھے ہو تو خلال نہ کرے۔ پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بائیں ہاتھ دھوئے اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سمجھوں کو ہلا پھر کر دھوئے تاکہ سب جگہ پانی بہہ جائے پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگوٹھی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھٹوں انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصہ تک لے جائیں۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر سے لگنے نہ پائیں۔ پھر سر کے پچھلے حصہ سے ہاتھ ماتھے کی طرف اس طرح لائے کہ دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آجائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے پھر بائیں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگلیاں سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیاں پر ختم کرے۔ وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے ﴿اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ لیا کرے اور درود شریف و کلمہ و شہادت بھی پڑھتا رہے اور یہ بھی بہتر ہے کہ وضو پورا کر لینے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاتُوبُ اِلَيْكَ ط﴾ اور سورہ ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰ﴾ پڑھے۔ مگر ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں پڑھ لے تو اچھا اور

ثواب ہے۔ نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن یاد رکھو کہ وضو میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے یا ان میں کچھ کمی ہو جانے سے وضو نہ ہوگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گناہ ہوگا۔ اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے وضو کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نیچے ہم ان چیزوں کا بیان لکھتے ہیں۔ ان کو پڑھ کر خوب اچھی طرح یاد کر لو۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں: (۱) پورے چہرے کا ایک بار دھونا (۲) ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلیا ہاتھ سر پر پھیر لینا (۴) ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کا دھونا۔ (قرآن مجید و عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۴ وغیرہ عامۃ کتب فقہ)

مسئلہ وضو یا غسل میں عضو کو دھونے کا یہ مطلب ہے کہ جس عضو کو دھوؤ اس کے ہر حصہ پر کم از کم دو بوند پانی بہہ جائے اگر کوئی حصہ بھیگ تو گیا مگر اس پر پانی نہیں بہا تو وضو یا غسل نہیں ہوگا۔ بہت سے لوگ بدن پر پانی ڈال کر ہاتھ گیلیا کر کے بدن پر پانی مل لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ بدن دھل گیا۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ بدن پر ہر جگہ پانی کا کم سے کم دو بوند بہہ جانا ضروری ہے۔

(در مختار رد المختار جلد اول صفحہ ۶۷ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۴) اور مسح کرنے کا مطلب ہے کہ گیلیا ہاتھ پھر الیا جائے۔ سر کے مسح میں بعض جاہلوں کا یہ طریقہ ہے کہ مسح کے لئے ہاتھوں میں پانی لے کر اس کو چومتے ہیں۔ پھر مسح کرتے ہیں۔ یہ ایک لغو کام ہے۔ مسح میں گیلیا ہاتھ سر پر پھیر لینا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۴)

وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنی (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرہ کے نیچے ہیں ان پر گیلیا ہاتھ پھیر لینا (۱۴) اعضا کو لگا تار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھولے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) ہر مکروہ بات سے بچنا۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

وضو کے مستحبات

وضو میں جو چیزیں مستحب ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے کچھ ضماً وضو کے طریقہ میں ذکر ہو چکیں۔ باقی کو اگر تفصیل کے ساتھ جاننا ہو تو بڑی بڑی کتابوں مثلاً ہمارے استاد حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”بہار شریعت“ کا مطالعہ کیجئے۔

بہر حال چند مستحبات یہ ہیں۔ (۱) جو اعضاء جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں داہنے سے دھونے کی ابتدا کریں مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہئے۔ یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہئے (۲) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا (۳) اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۴) وضو کا پانی پاک جگہ گرا نا (۵) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۶) دوسرے وقت کے لئے پانی بھر کر رکھ دینا (۷) بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد لینا (۸) ڈھیلی انگٹھوں کو پھر لینا (۹) صاحب عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا (۱۰) اطمینان سے وضو کرنا (۱۱) کانوں کے مسح کے وقت انگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا (۱۲) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا (۱۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو (۱۴) اگر تانبے وغیرہ کا ہو تو قلعی کیا ہوا ہو۔ (۱۵) اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں (۱۶) اگر لوٹے میں دستہ لگا ہوا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں (۱۸) اور ہاتھ دستہ پر رکھیں لوٹے کے منہ پر ہاتھ نہ رکھیں (۱۹) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تا کہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں (۲۰) ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت کا حاضر رہنا (۲۱) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف و کلمہ شہادت پڑھنا (۲۲) ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ عضو کے دھونے کی دعاؤں کو پڑھتے رہنا (۲۳) اعضاء وضو کو بلا ضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے (۲۴) وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے (۲۵) وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے اس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹ و بہار شریعت وغیرہ)

وضو کے مکروہات

وضو میں اکیس (۲۱) باتیں مکروہ ہیں یعنی یہ چیزیں وضو میں نہ ہونی چاہئیں۔ (۱) عورت کے وضو یا غسل کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ (۲) وضو کے لئے نجس جگہ پر بیٹھنا۔ (۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرا نا۔ (۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔ (۵) وضو کے اعضاء سے وضو کے برتن میں قطرے پکانا۔ (۶) پانی میں کھنکھار یا تھوک ڈالنا۔ (۷) قبلہ کی طرف تھوکن یا کھنکھار ڈالنا۔ (۸) بلا ضرورت دنیا کی بات کرنا۔ (۹) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔ (۱۰) اس قدر کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔ (۱۱) منہ پر پانی مارنا۔ (۱۲) منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔ (۱۳) صرف ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ (۱۴) ہونٹ یا آنکھوں کو زور سے بند کر کے منہ دھونا۔ (۱۵) حلق اور گلے کا مسح کرنا۔ (۱۶) بائیں ہاتھ سے گھی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔ (۱۷) داہنے ہاتھ سے ناک صاف

کرنا۔ (۱۸) اپنے لئے کوئی وضو کا برتن مخصوص کر لینا۔ (۱۹) تین نئے نئے پانیوں سے تین دفعہ سر کا مسح کرنا۔ (۲۰) جس کپڑے سے استنجا کا پانی خشک کیا ہو اس سے وضو کے اعضاء کو پونچھنا۔ (۲۱) دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے وضو کرنا۔ ان کے علاوہ ہر سنت کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ وضو نہ ہو تو نماز و سجدہ تلاوت اور قرآن شریف چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے اور خانہ کعبہ کے طواف کے لئے وضو واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹)

مسئلہ جنبی کو کھانے پینے سونے کے لئے وضو کر لینا سنت ہے اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین اور روضہ مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور وقوف عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے وضو کر لینا سنت ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ سونے کے لئے، سونے کے بعد، میت کو نہلانے یا اٹھانے کے بعد، جماع سے پہلے، غصہ آ جانے کے وقت، زُبانی قرآن شریف پڑھنے، یا علم حدیث اور دوسرے دینی علوم پڑھنے پڑھانے کے لئے یا دینی کتابیں چھونے کے لئے، شرمگاہ چھونے یا کافر سے بدن چھو جانے یا صلیب یا بُت چھو جانے کے بعد، جھوٹ بولنے، غیبت کرنے اور ہر گناہ کے بعد توبہ کرتے وقت، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے پردہ چھو جانے سے یا کوڑھی اور برص والے کا بدن چھو جانے سے، بغل کھانے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔ ان سب صورتوں میں وضو کر لینا مستحب ہیں۔ (بہارِ شریعت)

وضو توڑنے والی چیزیں

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرنا (۲) پیشاب یا پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا ٹکنا (۳) بدن کے کسی حصے یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے (۴) کھانا یا پانی یا خون یا پیپ کی منہ بھر کر قے ہو جانا۔ (۵) اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں (۶) بیہوش ہو جانا (۷) غشی طاری ہو جانا (۸) کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھرائیں (۹) دکھتی ہوئی آنکھ سے پانی یا کچھ ٹکنا (۱۰) رکوع، سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۱ وغیرہ)

مسئلہ وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا، یا اپنا ستر کھل گیا یا خود بالکل ننگے ہو کر وضو کیا، یا نہانے کے وقت ننگے ہی ننگے وضو کیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ اپنا ستر کھل جانے یا دوسرے کا ستر دیکھ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ ہاں! البتہ یہ وضو کے آداب میں سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجا کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہئے کیونکہ بغیر ضرورت ستر کھلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

مسئلہ اگر ناک صاف کی اُس میں سے جما ہوا خون نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر بہتا ہوا خون نکلا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ چھالانوح ڈالا، اگر اس میں پانی بہہ گیا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر پانی نہیں بہا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد وہ تیل کان یا ناک سے نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ زخم پر گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے کچھ تری چمکی مگر یہی نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ کھٹل، مجھڑ، بکھی، پسو نے خون چوسا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (در مختار)

مسئلہ قے میں صرف کچھو گرا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر اس کے ساتھ کچھ پانی وغیرہ بھی نکلا تو دیکھیں گے منہ بھر ہے یا نہیں۔ اگر منہ بھر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر سے کم ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (در مختار)

مسئلہ وضو کرنے کے درمیان اگر وضو ٹوٹ گیا تو پھر شروع سے وضو کرے یہاں تک کہ اگر چلو میں پانی میں لیا اور ہوا خارج ہو گئی تو یہ چلو کا پانی بے کار ہو گیا۔ اس پانی سے کوئی عضو نہ دھوئے بلکہ دوسرے پانی سے پھر سے وضو کرے۔

مسئلہ دکھتی ہوئی آنکھ، دکھتی ہوئی چھاتی، دُکھتے ہوئے کان سے جو پانی نکلے وہ نجس ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۱ وغیرہ)

مسئلہ کسی کے تھوک میں خون آیا تو اگر تھوک کا رنگ زردی مائل ہے تو وہ وضو نہیں ٹوٹا اور اگر تھوک سُرخ مائل ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا۔ (رد المختار جلد ۱ صفحہ ۹۴)

مسئلہ وضو کے بعد ناخن یا بال کٹوائے تو وضو نہیں ٹوٹا نہ وضو کو دہرانے کی ضرورت ہے۔ ناخن کو دھونے اور نہ سر کو مسح کرنے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ اگر وضو کرنے کی حالت میں کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اُس عضو کو دھولیں اور اگر اکثر اس قسم کا شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ کریں۔ یوں ہی اگر وضو پورا ہو جانے کے بعد شک پڑ جائے تو اس کا کچھ خیال نہ کریں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳)

مسئلہ جو با وضو تھا اب اُسے شک ہے کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا تو اس کو وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! وضو کر لینا بہتر ہے جبکہ یہ شبہ بطور وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو اور اگر وسوسہ سے ایسا شبہ ہو جایا کرتا ہو تو اس شبہ کو ہرگز نہ مانیں۔ اس صورت میں احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ وسوسہ کی اطاعت ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳)

مسئلہ اگر بے وضو تھا۔ اب اُسے شک ہے کہ میں نے وضو کیا یا نہیں تو وہ یقیناً بلا وضو ہے۔ اُس کو وضو کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳)

مسئلہ یہ یاد ہے کہ وضو میں کوئی عضو دھونے سے رہ گیا۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کون سا عضو تھا تو بایاں پاؤں دھولے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

مسئلہ شیرخوار بچے نے قے کی اور دودھ ڈال دیا۔ اگر وہ منہ بھرتے ہے، نجس ہے، درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کر دے گا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا ہے تو پاک ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۹۳)

مسئلہ سوتے میں جو رال منہ سے گرے اگر چہ پیٹ سے آئے اگر چہ وہ بدبودار ہو پاک ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۹۳)

مسئلہ مردے کے منہ سے جو پانی بہے ناپاک ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۹۳)

مسئلہ منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا۔ اگر لوٹے یا کٹورے کو منہ لگا کر کھلی کو پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور کھلی پانی نجس ہو جائے گا۔ چلو سے پانی لے کر کھلی کرے اور پھر ہاتھ دھو کر کھلی کے لئے پانی لے۔

غسل کے مسائل

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا۔ اور ان میں سے کسی میں کوئی کمی کر دی تو غسل نہیں ہوگا۔

(عامہ کتب فقہ)

۱ کُلی

کہ منہ کے پرزے پرزے میں پانی پہنچ جائے فرض ہے۔ یعنی ہونٹ سے حلق کی جڑ تک پورے تالو، دانتوں کی جڑ، زبان کے نیچے، زبان کی کروٹیں غرض منہ کے اندر پرزے پرزے ذرے ذرے میں پانی پہنچ کر بہہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں ڈال کر اُگل دینے کو کُلی کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ غسل میں کُلی کر لینے سے غسل نہیں ہوگا بلکہ غسل میں فرض ہے کہ منہ بھر پانی لے کر خوب زیادہ منہ کو حرکت دیں تاکہ منہ کے اندر ہر حصہ میں پانی پہنچ کر بہہ جائے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غسل کی کُلی میں غرغہ بھی کرے ہاں روزہ کی حالت میں غرغہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔

۲ ناک میں پانی چڑھانا

غسل میں اس طرح ناک میں پانی چڑھانا فرض ہے کہ سانس اوپر کو کھینچ کر ناک کے نتھنوں میں جہاں تک نرم حصہ ہے اس کے اندر پانی چڑھائے کہ نتھنوں کے اندر ہر جگہ اور ہر طرف پانی پہنچ کر بہہ جائے اور ناک کے اندر کھال یا ایک بال بھی سوکھانہ رہ جائے ورنہ غسل نہیں ہوگا۔

۳ تمام بدن پر پانی بہانا

یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک بدن کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے، ہر ہر ذرے، ہر ہر انگلی اور ہر ایک بال کے پورے پورے حصہ پر پانی بہانا غسل میں فرض ہے۔ بعض لوگ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھرا لیتے ہیں۔ اور پانی بدن پر پوت لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہو گیا۔ حالانکہ بدن کے بہت سے ایسے حصے ہیں کہ اگر احتیاط کے ساتھ غسل میں ان کا دھیان

نہ رکھا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچتا۔ اور وہ سوکھا ہی رہ جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس طرح نہانے سے غسل نہیں ہوگا اور آدمی نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہوگا۔ لہذا ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت خاص طور پر ان چند جگہوں پر پانی پہنچانے کا دھیان رکھیں۔ سر اور داڑھی مونچھ، بھوؤں کے ایک ایک بال اور بدن کے ہر ہر انگلی کی جڑ سے نوک تک ڈھل جانے کا خیال رکھیں۔ اسی طرح کان کا جو حصہ نظر آتا ہے اُس کی گرائیوں اور سوراخ۔ اسی طرح ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ، پیٹ کی بلٹیں، بغلیں، ناف کے غار، ران اور پیڑوکا جوڑ، جنگا سا۔ دونوں سرینوں کے ملنے کی جگہ، ذکر اور خصیوں کے ملنے کی جگہ، خصیوں کے نیچے کی جگہ، عورت کے ڈھلکے ہوئے پرستان کے نیچے کا حصہ، عورت کی شرمگاہ کا ہر حصہ ان سب کو خیال سے پانی بہا بہا کر دھوئیں تاکہ ہر جگہ پانی پہنچ کر بہہ جائے۔

غسل کا طریقہ

غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت یعنی دل میں نہانے کا ارادہ کر کے پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے پھر استنجاء کی جگہ کو دھوئے خواہ نجاست لگی ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر اگر کہیں نجاست لگی ہو تو اس کو بھی دھوئے اس کے بعد وضو کرے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں خوب مبالغہ کرے۔ پھر ہاتھ میں پانی لے لے کر سارے بدن پر ہاتھ پھرا پھرا کر بدن کو ملے خصوصاً جاڑوں میں۔ تاکہ کہیں بدن کا کوئی حصہ پانی نہ پہنچے۔ نہ رہ جائے پھر داہنے کندھے پر تین بار پانی بہائے۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے۔ پھر سر پر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے اور تمام بدن کے ہر حصہ کو خوب مل کر دھوئے اور اچھی طرح دھیان رکھے کہ کہیں ذرہ برابر بدن کی کھال یا کوئی روٹنگھا اور بال پانی نہ پہنچے نہ رہ جائے۔

ضروری تنبیہ

بہت لوگ ایسا کرتے ہیں کہ نجس تہبند باندھ کر غسل کرتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ نہانے میں ناپاک تہبند اور بدن سب پاک ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ پانی ڈال کر تہبند اور بدن پر ہاتھ پھیرانے سے تہبند کی نجاست اور زیادہ پھیلتی ہے اور سارے بدن بلکہ نہانے کے برتن تک کو نجس کر دیتی ہے۔ اس لئے نہانے میں لازم ہے کہ پہلے بدن کو اور اس کپڑے کو جس کو پہن کر نہاتے ہیں دھو کر پاک کر لیں ورنہ غسل تو کیا ہوگا۔ اس تر ہاتھ سے جن چیزوں کو چھوئیں گے وہ بھی ناپاک ہو جائیں گی۔ اور سارا بدن اور تہبند بھی ناپاک ہی رہ جائے گا۔

مسئلہ غسل میں سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا ضروری ہے اور اگر گندھے ہوئے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک ہر بال پر پانی بہائے اور عورت پر صرف بال کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ گندھے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہوئی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو چوٹی کو

کھولنا ضروری ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ غسل میں کانوں کی بالیوں اور ناک کی کیل کے سوراخوں میں بالیوں اور کیل کو پھرا کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

کن کن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے

جن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں۔ (۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر نکلنا (۲) احتلام یعنی سوتے میں منی نکل جانا (۳) ذکر کے سر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل فرض کر دیتا ہے (۴) حیض کا ختم ہونا (۵) نفاس سے فارغ ہونا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵ مصری)

مسئلہ جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت غسل کر لینا سنت ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵)

مسئلہ میدان عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے، حرم کعبہ اور روضہ منورہ کی حاضری طواف کعبہ۔ منی میں داخل ہونے، جہروں کو کنکریاں مارنے کے لئے غسل کر لینا مستحب ہے۔ اسی طرح شپ قدر، شپ برأت، عرفہ کی رات میں مردہ کو نہلانے کے بعد، جنون اور غشی سے ہوش میں آنے کے بعد، نیا کپڑا پہننے کے لئے، سفر سے آنے کے بعد، استحاضہ بند ہونے کے بعد گناہ سے توبہ کرنے کے لئے نماز استسقاء کے لئے، گرہن کے وقت نماز کے لئے خوف، تاریکی، آندھی کے وقت ان سب صورتوں میں غسل کر لینا مستحب ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ وغیرہ)

مسئلہ جس پر غسل فرض ہو اس کو بغیر نہائے (۱) مسجد میں جانا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن مجید کا چھونا (۴) قرآن شریف پڑھنا (۵) کسی آیت کو لکھنا حرام ہے اور فقہ وحدیث اور دوسری دینی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے مگر آیت کی جگہوں پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ لگانا حرام ہے۔ (در مختار و ردالمختار)

مسئلہ درود شریف اور دُعاؤں کے پڑھنے میں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر لے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ غسل خانہ کے اندر اگر چہ چھت نہ ہو، ننگے بدن نہانے میں کوئی حرج نہیں ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے مگر ننگے نہائیں تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور اگر تہبند باندھے ہوئے ہو تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ مرد کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر دونوں صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ غسل کے بعد فوراً کپڑے پہن لے۔ دیر تک ننگے بدن میں نہ رہے۔

مسئلہ جس طرح مردوں کو مردوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا جائز نہیں کیونکہ دوسروں کے سامنے بلا ضرورت ستر کھولنا حرام ہے۔ (عامۃ کتب فقہ)

مسئلہ جس پر غسل واجب ہے اسے چاہئے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے بلکہ جلد سے جلد غسل کر لے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جُنْجی یعنی ایسا آدمی ہو جس پر غسل فرض ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر غسل کرنے میں اتنی

دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ اب تاخیر کرے گا تو گناہگار ہوگا۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ جس شخص پر غسل فرض ہے اگر وہ کھانا کھانا چاہتا ہے یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے یا کم سے کم ہاتھ منہ دھو لے اور کلی کرے اور اگر ویسے ہی کھاپی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وضو کئے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس شخص کو احتلام ہوا ہو اس کو بے نہائے ہوئے عورت کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ (بہارِ شریعت)

تیمم کا بیان

اگر کسی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کے لئے تیمم کر لینا جائز ہے مثلاً ایسی جگہ ہو کہ وہاں چاروں طرف ایک میل تک پانی کا پتہ نہ ہو، یا پانی تو قریب ہی میں ہو مگر دشمن یا درندہ جانور کے خوف یا کسی دوسری وجہ سے پانی نہ لے سکتا ہو، یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے، یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ اور گمان ہو تو ان صورتوں میں بجائے وضو اور غسل کرنے کے تیمم کرے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمم کا طریقہ

تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے دل میں تیمم کی نیت کرے اور زبان سے یہ بھی کہہ لے کہ نَوَيْتُ اَنْ اَتِمَّمَ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے زمین یا دیوار پر دونوں ہاتھوں کو مارے پھر دونوں ہاتھوں کو پورے چہرے پر اس طرح پھرائے کہ جہاں تک وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے پورے چہرہ پر ہر جگہ ہاتھ پھر جائے۔ اگر بلاق یا نتھ پہنے ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین یا دیوار پر مار کر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور بائیں ہاتھ کو اپنے داہنے ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھرائے اور جہاں تک وضو میں دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے وہاں تک ہاتھ کے ہر حصہ پر ہاتھ پھر جائے اگر ہاتھوں میں چوڑیاں یا کوئی زیور پہنے ہوئے ہو تو زیور کو ہٹا کر اس کے نیچے کھال پر ہاتھ پھرائے۔ اگر چہرے اور دونوں ہاتھوں پر بال برابر جگہ بھی ہاتھ نہیں پھرایا تو تیمم نہیں ہوگا۔ اس لئے خاص طور پر اس کا دھیان رکھنا چاہئے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر ہر جگہ ہاتھ پھرائے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ وغیرہ)

تیمم کے فرائض

تیمم میں تین چیزیں فرض ہیں۔ (۱) تیمم کی نیت (۲) پورے چہرہ پر ہاتھ پھرانا (۳) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا۔

(درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۵۴)

تیتم کی سنتیں

دس چیزیں تیتم میں سنت ہیں۔ (۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا (۳) ہاتھوں کو زمین پر مار کر اگر غبار زیادہ لگ گیا ہو تو جھاڑنا (۴) زمین پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو لوٹ دینا (۵) پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا (۶) پھر ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۷) چہرہ اور ہاتھوں پر لگاتا ہاتھ پھرانا، ایسا نہ ہو کہ چہرے پر ہاتھ پھرا کر پھر دیر کے بعد ہاتھوں پر ہاتھ پھرائے (۸) پہلے دائیں پھر بائیں ہاتھ پر ہاتھ پھرانا (۹) انگلیوں سے داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) انگلیوں کا خلال کرنا جب کہ ان میں غبار بھر گیا ہو۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۶۷ وغیرہ)

مسئلہ مٹی، ریت، پتھر، گیر و غیرہ ہر اُس چیز سے تیتم ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ لوہا، پیتل، کپڑا، رانگا، تانبہ، لکڑی وغیرہ سے تیتم نہیں ہو سکتا جو کہ زمین کی جنس سے نہیں ہیں۔ یاد رکھو کہ جو چیز آگ سے جل کر راکھ نہیں ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے جیسے مٹی وغیرہ اور جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے وہ زمین کی جنس سے نہیں۔ جیسے لکڑی اور سب دھاتیں۔ (عامہ کتاب)

مسئلہ راکھ سے تیتم جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ گچ کی دیوار اور پکی اینٹ سے تیتم جائز ہے۔ اگر چہ ان پر غبار نہ ہو اسی طرح مٹی پتھر وغیرہ پر بھی غبار ہو یا نہ ہو۔ بہر حال تیتم جائز ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی حاجت ہو گئی تو فوراً ہی تیتم کر کے جلد مسجد سے نکل جائے۔

مسئلہ کسی وجہ سے نماز کا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر وضو کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہئے کہ تیتم کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اس پر لازم ہے کہ وضو کر کے اُس نماز کر دہرائے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

مسئلہ اگر پانی موجود ہو تو قرآن مجید کو چھونے یا سجدہ تلاوت کے لئے تیتم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو ضروری ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

مسئلہ جس جگہ سے ایک شخص نے تیتم کیا اُسی جگہ سے دوسرا بھی تیتم کر سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۷۰)

مسئلہ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیتم ناجائز یا مکروہ ہے یہ غلط ہے۔ مسجد کی دیوار اور زمین پر بھی تیتم بلا کراہت جائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱ صفحہ ۷۰)

مسئلہ تیتم کے لئے ہاتھ زمین پر مارا اور چہرہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھرانے سے پہلے ہی تیتم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا اس سے تیتم نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کو لازم ہے کہ دوبارہ ہاتھ زمین پر مار کر تیتم کرے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱ صفحہ ۷۰ وغیرہ)

مسئلہ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے اُن سے تیتم بھی جاتا رہے گا اور ان کے علاوہ پانی کے استعمال

پر قادر ہو جانے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (عامہ کتب فقہ)

استنجاء کا بیان

جب استنجاء خانہ میں داخل ہونا چاہے تو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھ کر پہلے بایاں قدم رکھے اور نکلتے وقت داہنا پاؤں نکالے اور غُفْرَانَک پڑھے۔ (ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰)

پیشاب کے بعد استنجاء کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے پاک مٹی یا پتھر یا پھٹے پرانے کپڑے لے کر پیشاب کی جگہ کو سکھالے اور اگر قطرہ آنے کا شبہ ہو تو کچھ ٹہل لے یا کھانس کر یا پاؤں زمین پر مار کر کوشش کرے کہ رُکا ہو قطرہ باہر نکل پڑے پھر پانی سے پیشاب کی جگہ دھو ڈالے اور پاخانہ کے بعد استنجاء کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے چند ڈھیلوں یا پتھروں سے پاخانہ کی جگہ کو پونچھ کر صاف کر لے پھر پانی سے اچھی طرح دھو لے۔

مسئلہ ڈھیلا اور پانی دونوں بائیں ہاتھ سے استعمال کرے۔ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے۔

مسئلہ کھانے کی چیزیں، کاغذ، ہڈی، گوبر، کونلہ اور جانوروں کے چارہ سے استنجاء کرنا منع ہے۔

مسئلہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں اُتر یا دھن کی جانب منہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ یاندی کے گھاٹ پر، کنویں یا حوض کے کنارے، پانی میں اگر چہ بہتا ہوا پانی ہو، پھل والے یا سایہ دار درخت کے نیچے، ایسے کھیت میں جس میں کھیتی موجود ہو۔ قبرستان میں بیچ سڑک اور راستوں پر، جانوروں کے باندھے جانے یا بیٹھنے کی جگہوں پر اور جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں اور جس جگہ لوگ بیٹھتے ہوں ان سب جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔ (در مختار صفحہ ۲۲۶ و عالمگیری ج ۱ صفحہ ۷۷)

مسئلہ پیشاب پاخانہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر یا کسی چیز کی آڑ میں بیٹھ کر کرنا چاہئے۔ جہاں لوگوں کی نظر ستر پر پڑے وہاں پیشاب، پاخانہ کرنا منع ہے۔

مسئلہ وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجاء نہ کرنا چاہئے۔ (بہار شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۶)

مسئلہ بچے کو پاخانہ، پیشاب کے لئے لے جانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف کر دے۔ عورتیں اس طرف توجہ نہیں کیا کرتیں۔ انہیں لازم ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔

مسئلہ کھڑے ہو کر، یا لیٹ کر، یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ یونہی ننگے سر پیشاب، پاخانہ کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دعایا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ اسی طرح پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے بات چیت کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ اگر پیشاب پاخانہ کرتے وقت اذان ہونے لگے تو زبان سے اذان کا جواب نہ دے۔ اسی طرح اگر خود چھینکے تو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے دل میں کہہ لے۔ اسی طرح کسی نے چھینک کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو زبان سے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ کر چھینک کا جواب نہ دے بلکہ دل ہی دل میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ لے۔

پانی کا بیان

جن جن پانیوں سے وضو جائز ہے اُن سے غسل بھی جائز ہے اور جن جن پانیوں سے وضو ناجائز ہے اُن سے غسل بھی ناجائز ہے۔
کن کن پانیوں سے وضو جائز ہے؟

بارش، ندی، نالے، چشمے، کنویں، تالاب، سمندر، برف، اولے کے پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ سب پانی پاک ہوں۔

کن پانیوں سے وضو جائز نہیں؟

پھلوں اور درختوں کا نچوڑا ہوا پانی یا وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی اور وہ شربت کہلانے لگا یا پانی میں چند مسالے مل گئے اور وہ شوربا کہلانے لگا یا بڑے حوض اور تالاب میں کوئی ناپاک چیز اس قدر زیادہ پڑ گئی کہ پانی کا رنگ یا بویا مزہ بدل گیا یا چھوٹے حوض یا بالٹی یا گھرے میں کوئی ناپاک چیز پڑ گئی یا کوئی ایسا جانور مر گیا جس کے بدن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے۔ اگرچہ پانی کا رنگ یا بویا مزہ نہ بدلا ہو یا وہ پانی جو وضو یا غسل کا دھوون ہوا ان سب پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری، درمختار ردالمختار)

مسئلہ پانی میں اگر کوئی ایسا جانور مر گیا ہو جس کے بدن میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مکھی، مچھر، بھڑ، شہد کی مکھی، بچھو، برساتی کیڑے مکوڑے تو ان جانوروں کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۲۳)

مسئلہ اگر پانی میں تھوڑا سا صابن مل گیا جس سے پانی کا رنگ بدل گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے لیکن اگر اس قدر زیادہ صابن پانی میں گھول دیا گیا کہ پانی ستو کی طرح گاڑھا ہو گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں ہوگا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۰)

مسئلہ جو جانور پانی ہی میں پیدا ہوتے ہیں اور پانی ہی میں زندگی بسر کرتے ہیں جیسے مچھلیاں اور پانی کے مینڈک وغیرہ ان کے پانی میں مرجانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳)

مسئلہ دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہوا سے دہ دردہ اور بڑا حوض کہتے ہیں یوں ہی بیس (۲۰) ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا کل لمبائی سو ہاتھ ہو اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو اور اگر لمبائی چوڑائی سو ہاتھ نہ ہو تو حوض کو چھوٹا حوض کہتے ہیں اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو، بڑے حوض میں اگر کوئی نجاست پڑ گئی ہو تو وہ اس وقت تک پاک مانا جائے گا جب تک کہ اس میں

نجاست کے اثر سے اس کے پانی کا رنگ و بو یا مزہ نہ بدل جائے اور چھوٹا حوض ایک قطرہ نجاست پڑ جانے سے بھی ناپاک ہو جائے گا۔ (عامۃ کتاب)

مسئلہ جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وضو اور غسل جائز نہیں یوں ہی اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد درودہ سے کم پانی میں بے دھوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام کا نہ رہا۔ اگر دھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پانی میں پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ اگر ہاتھ دھلا ہوا ہے مگر پھر دھونے کی نیت سے پانی میں ہاتھ ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لئے یا وضو کے لئے تو یہ پانی مستعمل ہو گیا یعنی وضو کے کام کا نہ رہا اور اس کا پینا بھی مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۴۹)

اس مسئلہ کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہئے۔ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

مسئلہ اتنے زور سے بہتا ہوا پانی کہ اگر اس میں تنکا ڈالا جائے تو اس کو بہالے جائے نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہو گا لیکن اگر اتنی زیادہ نجاست پڑ جائے کہ وہ نجاست پانی کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دے تو اس صورت میں بہتا ہوا پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور اب یہ پانی اس وقت پاک ہو گا کہ پانی کا بہاؤ ساری نجاست کو بہالے جائے اور پانی کا رنگ اور بو، مزہ ٹھیک ہو جائے۔

مسئلہ تالاب اور دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا حوض بھی بہتے ہوئے پانی کے حکم میں ہے یہ بھی تھوڑی سی نجاست پڑ جانے سے ناپاک نہیں ہو گا لیکن اگر ان میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ناپاک پانی کو خود بھی استعمال کرنا حرام اور جانوروں کو بھی پلانا ناجائز ہے۔ ہاں گارے وغیرہ کے کام لا سکتے ہیں مگر اس گارے مٹی کو مسجد میں لگانا جائز نہیں۔

مسئلہ ناپاک پانی بدن یا کپڑے یا جس چیز میں بھی لگ جائے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ اس کو جب تک پاک پانی سے دھو کر پاک نہ کر لیں، پاک نہیں ہو گا۔ (بہارِ شریعت وغیرہ عامۃ کتب)

مسئلہ پانی میں بلا دھلا ہوا ہاتھ پڑ گیا اور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زیادہ اُس میں ملا دیں۔ نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہہ جائے۔ سب کام کا ہو جائے گا، یوں ہی ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۴۱)

مسئلہ نابالغ کا بھرا ہوا پانی شرعاً اُس کی ملک ہو جائے اُسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ

نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے۔ اگر اُس سے وضو کر لیا تو ہو جائے اور گنہگار ہوگا۔ یہاں سے معلمین کو سبق لینا چاہئے کہ وہ اکثر نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں ہے۔ اس طرح کسی نابالغ کا بھرا ہوا پانی بھی بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرنا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۵۰)

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

آدمی اور جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا جھوٹا پاک ہے جیسے بھیڑ، بکری، گائے، بھینسیں، کبوتر، فاختہ وغیرہ۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۲ مصری وغیرہ)

جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے سور، کتا، شیرچیتا، بھیڑیا، گیدڑ، ہاتھی، بندر اور تمام شکاری چوپائے ان سبھوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳ مصری وغیرہ)

گھروں اور بلوں میں رہنے والے جانور مثلاً بلی، نیولا، چوہا، سانپ، چھپکلی اور شکاری پرندے جیسے چیل، کوا، شکار، باز وغیرہ اور وہ مرغی جو ادھر ادھر پھرتی اور نجاستوں پر منہ ڈالتی ہو اور وہ گائے بھینس جو غلیظ کھاتی ہو۔ ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری) گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے یعنی اس کے قابل وضو ہونے میں شک ہے۔ لہذا اس سے وضو اور غسل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے کے سوا کوئی دوسرا پانی موجود ہی نہ ہو اور نماز کا وقت آ گیا تو چاہئے کہ اسی پانی سے وضو کرے اور پھر تیمم کر کے نماز پڑھ لے اگر صرف وضو کیا اور تیمم نہیں کیا۔ یا صرف تیمم کیا اور وضو نہیں کیا نماز نہ ہوگی۔ گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳)

مسئلہ جس جانور کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس جانور کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۲ مصری)

مسئلہ گدھے اور خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

مسئلہ پانی میں رہنے والے تمام جانوروں کا جھوٹا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو جیسے مچھلی وغیرہ یا خشکی میں ہو جیسے کچھوا، کیڑا وغیرہ۔ (ردالمختار صفحہ ۱۴۱)

مسئلہ کسی کے منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آگئی اور اُس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو گئے۔ یوں ہی کسی نے شراب پی کر فوراً پانی پیا، تو اس کا جھوٹا پانی نجس ہو گیا اور برتن بھی ناپاک ہو گیا۔

مسئلہ شرابی کی مونچھیں اگر بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی ہو تو جب تک وہ مونچھوں کو پاک نہ کرے، جو پانی پیئے گا وہ پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔ (ردالمختار صفحہ ۱۴۹)

کنوئیں کے مسائل

کنوئیں میں کسی آدمی یا جانور کا پاخانہ، پیشاب، یا مرغی یا بطخ کی بیٹ یا خون یا تازی، شراب وغیرہ کسی نجاست کا ایک قطرہ بھی گر پڑے، یا کوئی بھی ناپاک چیز کنوئیں میں پڑ جائے۔ تو کنواں ناپاک ہو جائے گا اور اس کا کُل پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ اگر کنوئیں میں آدمی، گائے، بھینس، بکری یا اتنا ہی بڑا کوئی جانور گر کر مر جائے یا چھوٹے سے چھوٹے بہنے والے خون والا جانور کنوئیں میں مر کر پھول پھٹ جائے یا ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک ہے، کنوئیں میں گر پڑے اگرچہ زندہ نکل آئے، جیسے سُر، کتا تو ان سب صورتوں میں کنواں ناپاک ہو جائے گا اور کُل پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ اگر بلی یا مرغی یا اتنا ہی بڑا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس ڈول پانی نکالنا واجب اور ساٹھ ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔ اتنا پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر چوہا، چھکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو بیس ڈول پانی نکالنا واجب اور بیس ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔ اس کے بعد کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ ان میں سے اگر کوئی کنوئیں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے اور ان کے بدن پر کسی نجاست کا لگا ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک ہے لیکن احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال ڈالے۔

مسئلہ حلال پرندوں جیسے کبوتر اور گوریا، مینا، مرغابی، وغیرہ اونچے اڑنے والے پرندوں کی بیٹ کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔ یوں ہی چوگا ڈر کے پیشاب سے بھی کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (خانیہ وغیرہ)

مسئلہ یہ جو حکم دیا گیا کہ فلاں فلاں صورت سے اتنا اتنا پانی نکالا جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز کنوئیں میں گری ہے پہلے اس کو کنوئیں میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں۔ اگر وہ چیز کنوئیں ہی میں پڑی رہی تو پانی نکالنا بے کار ہے۔ (درمختار و

ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

مسئلہ جہاں جہاں اتنے اتنے ڈول پانی نکالنے کا ذکر آیا ہے۔ وہاں ڈول کی گنتی اس ڈول سے کی جائے گی جو ڈول اس کنوئیں پر استعمال ہوتا رہا ہے اور اگر اس کنوئیں کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو اتنا بڑا ڈول ہونا چاہئے جس میں سوا پانچ کلو پانی

آجائے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۴۵)

مسئلہ سالن یا پانی یا شربت میں اگر کبھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر باہر پھینک دیں اور سالن، پانی، شربت، کھاپی لیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کھانے میں کبھی گر پڑے تو اس کو کھانے میں غوطہ دے کر کبھی کو پھینک دیں۔ پھر اس کھانے کو کھائیں کیونکہ کبھی کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں اس کی شفا ہے اور کبھی اس پر کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے۔ اس لئے غوطہ دے کر دوسرا شفاء والا پر بھی کھانے میں پہنچا دیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ باب

ما یحل اکلہ)

مسئلہ ناپاک کنوئیں میں سے جس صورت میں جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے جب اتنا پانی نکال لیا گیا تو اب وہ ڈول اور رسی اور کنوئیں کی دیواریں سب خود بخود پاک ہو گئیں۔ کسی کو دھو کر پاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ہناہ صفحہ ۲۴ و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

اسلامی مسائل و مسائل کا خزانہ

جنتی زیورات



مکتبہ اسلامیہ

مکتبہ اہل بیت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مہجدادی

پتہ: 2201479-2203311-2314045، فون: 4921389-90-91
Email : maktaba@dawateislami.net
Website : www.dawateislami.net

مکتبہ الدیوبہ

جنتی زیورات حصہ دوم

نجاستوں کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ایک غلیظہ (بھاری نجاست)

(۲) دوسری خفیفہ (ہلکی نجاست)

نجاست غلیظہ

جیسے پیشاب پاخانہ، بہتا خون، پیپ، منہ بھرتے، دکھتی ہوئی آنکھ کا کچڑ پانی، دودھ پینے والے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب، بچے نے جو منہ بھر کر قے کی، مرد یا عورت کی منی، حرام جانوروں جیسے کتا، شیر، سور وغیرہ کا پیشاب، پاخانہ اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید، اور حلال جانوروں کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس، وغیرہ کا گو برا اور اُونٹ کی میٹھی، مرغی اور بطخ کی بیٹ، ہاتھی کے سونڈ کا پانی، درندہ، جانوروں کا تھوک، شراب، نشہ لانے والی تاڑی، سانپ کا پاخانہ، مردار کا گوشت۔ یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔

نجاست خفیفہ

جیسے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب۔ یوں ہی گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔

مسئلہ نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کئے اگر نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر نماز کو حقیر چیز سمجھتے ہوئے ایسا کیا تو کفر ہوا۔ اور اگر درہم کے برابر ہو تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ یعنی ایسی نماز کو دہرا لینا واجب ہے۔ اور قصداً پڑھی تو گناہ گار بھی ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہوگی مگر خلاف سنت ہوئی۔ اور اس نماز کو دہرا لینا بہتر ہے۔

مسئلہ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید، گو بر، تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں درہم

کے برابر یکم یا زیادہ ہو۔ درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے۔ یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھے اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رُک سکے۔ اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے۔ اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے۔ یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۱)

مسئلہ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے یا بدن کے جس حصہ میں لگی ہے اگر اُس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین میں لگی ہے تو اسکی چوتھائی سے کم میں لگی یا ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے، تو معاف ہے۔ اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر دھو کر پاک کئے نماز نہ ہوگی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

مسئلہ جو نجاست کپڑے یا بدن میں لگی ہے اُس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نجاست دل والی ہو تو۔ جیسے لید، گوبر، پاخانہ، تو اس کے دھونے میں کوئی گنتی مقرر نہیں بلکہ اس نجاست کو دور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے بدن یا کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار دھولینا بہتر ہے اور اگر نجاست دلدار نہ ہو بلکہ پتلی ہو۔ جیسے پیشاب وغیرہ، تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ قوت کے ساتھ نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۱)

مسئلہ نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے ہیں۔ یہ اُسی وقت ہیں کہ بدن اور کپڑے میں نجاست لگی ہو۔ اور اگر کسی پتلی چیز دودھ یا سرکہ یا پانی میں نجاست پڑھ جائے تو چاہے نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ بہر حال پتلی چیز ناپاک ہو جائے گی۔ اگرچہ ایک ہی قطرہ نجاست پڑ گئی ہو۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۹۷)

مسئلہ نجاست خفیفہ نجاست غلیظہ میں مل جائے تو کل نجاست غلیظہ ہو جائے گی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

مسئلہ حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے۔ البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر پینا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۹۹)

مسئلہ چوہے کی میٹھی گیسوں میں مل کر پس گئی۔ یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے۔ ہاں اگر اس قدر زیادہ منگنیاں پڑ گئیں کہ آٹا اور تیل کا مزہ بدل گیا تو آٹا اور تیل ناپاک ہو جائے گا اور اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۲)

مسئلہ آدمی کا چمڑا ناخن کے برابر اگر تھوڑے پانی (یعنی دہ درہ سے کم) میں پڑ جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر آدمی کا کٹا ہوا ناخن یا بال پانی میں پڑ گیا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

مسئلہ نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

مسئلہ اُپلے کی راکھ پاک ہے اور اگر راکھ ہونے سے قبل بُجھ گیا تو ناپاک ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

مسئلہ ناپاک زمین اگر سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتی رہے پاک ہوگئی۔ خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے، اس زمین میں نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس زمین سے تیمم نہیں کر سکتے کیونکہ تیمم ایسی زمین سے کرنا جائز ہے جس پر کبھی بھی نجاست نہ پڑی ہو۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۲۰۸، عالمگیری صفحہ ۴۱)

مسئلہ ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں، ناپاک ہیں۔ بعد پختہ کر لینے کے پاک ہو گئے۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

مسئلہ جو چیز سوکھنے یا رگڑنے سے پاک ہوگئی۔ اُس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی مثلاً زمین پر پیشاب پڑ گیا پھر زمین سوکھ گئی اور نجاست کا اثر زائل ہو گیا اور وہ زمین پاک ہوگئی۔ اب اگر وہ زمین بھیگ گئی تو ناپاک نہیں ہوگی۔ یوں ہی اگر چھری خون لگنے سے ناپاک ہوگئی اور چھری کو زمین پر خوب رگڑ رگڑ کر خون کا اثر زائل کر دیا تو چھری پاک ہوگئی۔ اب اگر وہ چھری بھیگ گئی تو ناپاک نہیں ہوگی۔ (بہار شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

حیض و نفاس و جنابت کا بیان

بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادت کے طور پر نکلتا ہے اور بیماری اور بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو اس کو حیض کہتے ہیں اور جو خون بیماری کی وجہ سے آئے۔ اُس کو استحاضہ کہتے ہیں اور بچہ ہونے کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس کہلاتا ہے۔ مسئلہ: حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں یعنی پورے بہتر (۷۲) گھنٹے ہے۔ جو خون اس سے کم مدت میں بند ہو گیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔ اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ آیا ہے تو دس دن تک حیض مانا جائے گا اور اس کے بعد استحاضہ ہے، اور اگر پہلے اس عورت کو حیض آچکے ہیں اور اس کی عادت دس دن سے کم تھی، تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا وہ استحاضہ ہے۔ مثال کے طور پر یہ سمجھو کہ اس کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت ہے۔ اب کی مرتبہ دس دن آیا تو دس دن حیض ہے اور اگر بارہ دن آیا تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے اور سات دن استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن حیض آیا کرتا تھا تو پچھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے وہی اب بھی حیض کے دن مانے جائیں گے اور باقی استحاضہ مانا جائے گا۔

مسئلہ کم سے کم نو برس کی عمر سے عورت کو حیض ہوگا اور حیض آنے کی انتہائی عمر پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئندہ (حیض و اولاد سے ناامید ہونے والی) کہتے ہیں۔ نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے یونہی پچپن برس کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ لیکن اگر کسی عورت کو پچپن برس کی عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسا کہ حیض کے زمانے میں آیا کرتا تھا تو اس حیض کو مان لیا جائے گا۔

مسئلہ حمل والی عورت کو جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یوں ہی نفاس اور حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آ گیا تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ حیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زردہ (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔ خالص سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۴ وغیرہ)

مسئلہ نفاس کی کم سے کم کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد آدھ گھنٹہ بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن رات ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۵)

مسئلہ کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا، تو اگر اس عورت کے پہلے ہی بار بچہ پیدا ہوا ہے، یا یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے۔ باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ جیسے تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت تھی۔ مگر اب کی مرتبہ پینتالیس دن خون آیا تو تیس دن نفاس کے مانے جائیں گے اور پندرہ دن استحاضہ کے ہوں گے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۵ وغیرہ)

حیض و نفاس کے احکام

حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں۔ ان کی قضا بھی نہیں۔ البتہ روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں رکھنا فرض ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبانی پڑے، یوں ہی قرآن مجید کا چھوٹا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر جزاں میں قرآن مجید ہو تو اس کو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۶)

مسئلہ قرآن مجید پڑھنے کے علاوہ دوسرے تمام وظائف کلمہ شریف درود شریف وغیرہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت بلا کراہت پڑھ سکتی ہے بلکہ مستحب ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے اتنی دیر تک درود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر میں نماز پڑھ سکتی تھی تاکہ عادت باقی رہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۶)

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں ہم بستری یعنی جماع حرام ہے۔ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد اپنے کسی عضو سے نہ چھوئے کہ یہ بھی حرام ہے ہاں البتہ ناف سے اوپر گھٹنے سے نیچے اس حالت میں عورت کے بدن کو چھونا یا بوسہ دینا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷)

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو مسجد جانا حرام ہے۔ ہاں اگر چور یا درندے سے ڈر کر یا کسی بھی شدید مجبوری سے

مجبور ہو کر مسجد چلی جائے تو جائز ہے مگر اس کو چاہئے کہ تیمم کر کے مسجد میں جائے۔

مسئلہ حیض و نفاس والی عورت اگر عید گاہ میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں اگر مسجد کے باہر رہ کر اور ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز اٹھالے یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دے تو جائز ہے۔

مسئلہ حیض و نفاس والی کو خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو، حرام ہے۔ (عالمگیری

جلد ۱ صفحہ ۳۶)

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کو اپنے بستر پر سنانے میں غلبہ شہوت یا اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو شوہر کے لئے لازم ہے کہ بیوی کو اپنے بستر پر نہ سلائے بلکہ اگر گمان غالب ہو کہ غلبہ شہوت پر قابو نہ رکھ سکے گا تو شوہر کو ایسی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ سنانا حرام اور گناہ ہے۔

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ ہم بستری کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام سمجھتے ہوئے کر لیا تو سخت گناہ گار ہو گا۔ اُس پر توبہ کرنا فرض ہے اور اگر شروع حیض و نفاس میں ایسا کر لیا تو ایک دینار اور اگر قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے تاکہ خدا کے غضب سے امان پائے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷ وغیرہ)

مسئلہ روزے کی حالت میں اگر حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو واجب ہے۔

مسئلہ نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانہ سے نکلنا جائز ہے۔ یوں ہی حیض و نفاس والی عورت کو ساتھ کھلانے اور اس کا جھوٹا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہندوستان میں بعض جگہ جاہل عورتیں حیض و نفاس والی عورتوں کے برتن الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو اور حیض و نفاس والی عورتوں کو نجس جانتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ایسی بیہودہ رسموں سے مسلمان عورتوں مردوں کو بچنا لازم ہے اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلہ پورا نہ ہو جائے اگرچہ نفاس کا خون بند ہو چکا ہو وہ نماز پڑھتی ہے نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں۔ یہ بھی محض جہالت ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہو اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھیں۔ نماز ہر گز نہ چھوڑیں۔

مسئلہ حیض اگر پورے دس دن میں ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع کرنا جائز ہے اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو لیکن مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد صحبت کرے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷)

مسئلہ اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو گیا تو تا وقتیکہ غسل نہ کرے یا وہ وقت نماز جس میں پاک ہوئی نہ گزر جائے صحبت کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں سجدہ تلاوت کی آیت سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ رات کو سوتے وقت عورت پاک تھی اور صبح کو سو کر اٹھی تو حیض کا اثر دیکھا تو اسی وقت سے حیض کا حکم دیا جائے گا۔ رات ہی سے حائضہ نہیں مانی جائے گی۔

مسئلہ حیض والی صبح کو سو کر اٹھی اور گدی پر کوئی نشان حیض کا نہیں تو رات ہی سے پاک مانی جائے گی۔

استحاضہ کے احکام

استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ استحاضہ والی عورت نماز پڑھے گی۔ روزہ بھی رکھے گی۔ کعبہ میں بھی داخل ہوگی۔ طواف کعبہ بھی کرے گی۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرے گی وضو کر کے قرآن شریف کو ہاتھ لگائے گی اور اسی حالت میں شوہر اُس سے ہم بستری بھی کرے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۳)

جُنُب کے احکام

ایسے مرد و عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا۔ جُنُب کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو ”جنابت“ کہتے ہیں۔ جُنُب خواہ مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کرے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے نہ قرآن شریف دیکھ کر تلاوت کر سکتا ہے۔ نہ زبانی پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن شریف کو چھو سکتا ہے۔ نہ کعبہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ نہ کعبہ میں طواف کر سکتا ہے۔ (عامۃ کتب)

مسئلہ جُنُب کو ساتھ کھلانے، اس کا جھوٹا کھانے، اس کے ساتھ سلام و مصافحہ اور معافقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (سنن ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۹)

مسئلہ جُنُب کو چاہئے کہ جلد سے جلد غسل کرے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کتا اور جُنُب ہو۔ (سنن ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۴)

مسئلہ اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے۔ ایک کافر کا مردہ، دوسرے خلوق (عورتوں کی رنگین خوشبو) استعمال کرنے والا۔ تیسرے جُنُب آدمی مگر یہ کہ وضو کر لے۔ (سنن ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰)

مسئلہ حیض و نفاس والی عورت یا ایسے مرد و عورت جن پر غسل فرض ہے اگر یہ لوگ قرآن شریف کی تعلیم دیں۔ تو ان کو لازم ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر سانس توڑ توڑ کر پڑھائیں۔ مثلاً اس طرح پڑھائیں کہ الحمد پڑھ کر سانس توڑیں پھر اللہ پڑھ کر سانس توڑ دیں پھر رب العالمین پڑھیں۔ ایک سانس میں پوری آیت لگا تار نہ پڑھیں اور قرآن شریف کے الفاظ کو ہچے کرا نے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ قرآن مجید کے علاوہ اور دوسرے وظیفے کلمہ شریف اور درود شریف وغیرہ کو پڑھنا جُنُب کیلئے بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حیض و نفاس والی عورت کیلئے قرآن شریف کے علاوہ دوسرے تمام اذکار و وظائف کو پڑھنا جائز و درست بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۶)

معذور کا بیان

جس شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جیسے پیشاب کے قطرے ٹپکنے یا دست آنے یا استحاضہ کا خون آنے کے امراض کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر گیا۔ اور وہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ تو ایسے شخص کو شریعت میں معذور کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے شریعت کا یہ حکم ہے جب کسی نماز کا وقت آجائے تو معذور لوگ وضو کریں اور اسی وضو سے جتنی نمازیں چاہیں پڑھتے رہیں۔ اس درمیان میں اگرچہ بار بار قطرہ وغیرہ آتا رہے۔ مگر ان لوگوں کا وضو اُس وقت تک نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ اس نماز کا وقت باقی رہے اور جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوا ان لوگوں کا وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لئے پھر دوسرا وضو کرنا پڑے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۸)

مسئلہ جب کوئی شخص شریعت میں معذور مان لیا گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک بار بھی اس کا عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور ہی رہے گا جب اس کو اتنی شفا حاصل ہو جائے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اس کو ایک مرتبہ بھی قطرہ وغیرہ نہ آئے تو اب یہ شخص معذور نہیں مانا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۸)

مسئلہ معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب سے معذور ہے لیکن اگر کوئی وضو توڑنے والی دوسری چیز پائی گئی تو اس کا وضو جاتا رہے گا۔ جیسے کسی کو قطرے کا مرض ہے اور وہ معذور مان لیا گیا۔ تو نماز کے پورے وقت میں قطرہ آنے سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن ہوا نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں قطرہ آ جاتا ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قطرہ نہیں آتا تو اس پر فرض ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھا کرے اور وہ معذور نہیں شمار کیا جائے گا۔

نماز کے وقتوں کا بیان

دن رات میں کل پانچ نمازیں فرض ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔ ان پانچوں نمازوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے اور جس نماز کا جو وقت مقرر ہے اُس نماز کو وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ وقت نکل جانے کے بعد نماز قضا ہو جاتی ہے۔

اب ہم نمازوں کے وقتوں کا بیان کرتے ہیں کہ کس نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہو جاتا ہے۔

فجر کا وقت

صبح صادق سے شروع ہو کر سورج نکلنے تک ہے۔ اس درمیان میں جب چاہیں فجر کی نماز پڑھ لیں۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز اتنا اجالا ہو جانے کے بعد پڑھیں کہ مسجد کے نمازی ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیں۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے آسمان کے پورے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ روشنی پورے آسمان میں پھیل جاتی ہے اور اجالا ہو جاتا ہے۔ صبح صادق کی روشنی ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صبح صادق جاڑوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمیوں میں لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹہ سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔

ظہر کا وقت

سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت کسی چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس سایہ کے علاوہ اُسی چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ظہر کے وقت میں مستحب یہ ہے کہ جاڑوں میں اول وقت اور گرمیوں میں دیر کر کے نماز ظہر پڑھیں۔

فائدہ سورج ڈھلنے اور دوپہر کے سایہ کے علاوہ سایہ دوگنا ہونے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک ہموار لکڑی بالکل سیدھی اس طرح گاڑ دیں کہ پورے پچھم یا اتر دھن کو ذرا بھی جھکی نہ ہو۔ اب خیال رکھو کہ جتنا سورج اونچا ہوتا جائے اس لکڑی کا سایہ کم اور چھوٹا ہوتا جائے گا۔ جب سایہ کم ہونا رک جائے تو سمجھ لو کہ ٹھیک دوپہر ہو گئی اور اس وقت میں اس لکڑی کا جتنا بڑا سایہ ہوا اس کو ناپ کر دھیان میں رکھو۔ اس کے بعد جوں ہی سایہ بڑھنے لگے تو سمجھ لو کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا اور جب سایہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا ہو جائے کہ دوپہر والے سایہ کو نکال کر اس لکڑی کا سایہ اس لکڑی سے دوگنا بڑا ہو جائے تو سمجھ لو کہ ظہر کا وقت نکل گیا اور عصر کا وقت شروع ہو گیا۔

نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے۔

عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔ جاڑوں میں عصر کا وقت تقریباً ڈیڑھ گھنٹے لمبا رہتا ہے اور گرمیوں میں قریب قریب دو گھنٹے کچھ کم زیادہ مختلف تاریخوں میں رہتا ہے۔ عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے۔ لیکن نہ اتنی تاخیر کہ سورج کی لکیہ میں زردی آجائے۔

مغرب کا وقت

سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غائب ہونے تک رہتا ہے۔ شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سورج ڈوبنے کی سرفی کے بعد چچتم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اُتر دھن میں پھیلی رہتی ہے مغرب کے وقت کی لمبائی ہمارے دیار میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریباً ہوا کرتی ہے اور ہر روز جتنا لمبا فجر کا وقت ہوتا ہے اتنا ہی لمبا مغرب کا وقت بھی ہو جاتا ہے۔

عشاء کا وقت

شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہونے تک ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کرنی مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے اور آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

نماز وتر کا وقت

وہی ہے جو نمازِ عشاء کا وقت ہے لیکن عشاء پڑھنے سے پہلے وتر نہیں پڑھی جاسکتی کیوں کہ عشاء اور وتر میں ترتیب فرض ہے۔ یعنی ضروری ہے کہ پہلے عشاء پڑھنے کے بعد پھر وتر پڑھنی پڑے گی۔ ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لی۔ یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر کے ساتھ پڑھی تھی تو وہ وضو کر کے نمازِ عشاء پڑھے۔ لیکن وتر جو پہلے پڑھ لی ہے وہ ادا ہوگئی اس کو دہرانا ضروری نہیں۔

مکروہ وفتوں کا بیان

مسئلہ سورج نکلنے وقت، سورج ڈوبنے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن اُس دن کی عصر اگر نہیں پڑھی ہے تو سورج ڈوبنے کے وقت پڑھ لے مگر عصر میں اتنی دیر کر کے نماز پڑھنی سخت گناہ ہے۔

مسئلہ ان تینوں وقتوں میں قرآن مجید کی تلاوت بہتر نہیں ہے۔ اچھا یہ ہے کہ ان تینوں وقتوں میں کلمہ، یا تسبیح یا درود شریف وغیرہ پڑھنے میں مشغول رہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ اگر تینوں وقتوں میں جنازہ لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ ان وقتوں سے پہلے لایا گیا۔ مگر نماز جنازہ پڑھنے میں اتنی دیر کر دی کہ مکروہ وقت آ گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو اس وقت سے لے کر تقریباً بیس منٹ تک کوئی نماز جائز نہیں۔ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد جب سورج ایک لٹھی کے برابر اونچا ہو جائے اس کے بعد ہر نماز چاہے نفل ہو یا کوئی دوسری پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ جب سورج ڈوبنے سے پہلے پیلا پڑ جائے اُس وقت سے سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر اُس دن کی عصر ابھی تک نہیں پڑھی ہے تو اس کو پڑھ لے۔ نماز عصر ادا ہو جائے گی اگرچہ مکروہ ہوگی۔

مسئلہ ٹھیک دوپہر میں کوئی نماز جائز نہیں۔

مسئلہ بارہ وقتوں میں نفل اور سنت نمازیں پڑھنے کی ممانعت ہے۔ وہ بارہ وقت یہ ہیں۔

- ۱۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک فجر کی دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا دوسری کوئی بھی نفل نماز پڑھنی منع ہے۔
- ۲۔ اقامت شروع ہونے سے جماعت ختم ہونے تک کوئی سنت و نفل پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں البتہ اگر نماز فجر کی اقامت ہونے لگی اور اس کو معلوم ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی سہی تو اس کو چاہئے کہ صفوں سے کچھ دور ہٹ کر فجر کی سنت پڑھ لے اور پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر وہ یہ جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا تو جماعت نہیں ملے گی تو اس سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ بغیر سنت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائے فجر کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں اقامت ہو جانے کے بعد اگرچہ یہ جان لے کہ سنت پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائے پھر بھی سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ سنت چھوڑ کر فوراً ہی جماعت میں شامل ہو جانا ضروری ہے۔

۳۔ نماز عصر پڑھ لینے کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ قضا نمازیں سورج ڈوبنے سے بیس منٹ پہلے تک پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ سورج ڈوبنے کے بعد اور مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے کوئی نفل جائز نہیں۔

۵۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے جمعہ کے خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اس وقت سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک کوئی نماز سنت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔

۶۔ عین خطبہ کے درمیان کوئی نماز سنت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔ چاہے جمعہ کا خطبہ ہو۔ یا عیدین کا یا گربہن کی نماز کا یا نماز استسقاء کا یا نکاح کا۔ لیکن ہاں صاحب ترتیب کیلئے جمعہ کے خطبہ کے دوران بھی قضا نماز کو پڑھ لینا لازم ہے۔

۷۔ عید کی نماز سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے۔ چاہے گھر میں پڑھے، یا مسجد میں یا عید گاہ میں۔

۸۔ عیدین کی نماز کے بعد بھی عید گاہ یا مسجد میں۔ نماز نفل پڑھنی مکروہ ہے۔ ہاں اگر گھر میں نفل پڑھے تو یہ مکروہ نہیں۔

۹۔ میدانِ عرفات میں جو ظہر و عصر ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے درمیان میں اور بعد میں نفل و سنت مکروہ ہے۔

۱۰۔ مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل و سنت پڑھنی مکروہ ہے۔ دونوں نمازوں کے بعد اگر نفل و سنت پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔ (عالمگیری و در مختار)

۱۱۔ نماز فرض کا وقت اگر تنگ ہو گیا ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ فجر و ظہر کی سنتیں پڑھنی بھی مکروہ ہیں۔ جلدی جلدی فرض پڑھ لے تا کہ نماز قضا نہ ہونے پائے۔

۱۲۔ جس بات سے دل بے اور اس کو دور کر سکتا ہو۔ تو اُسے دور کئے بغیر ہر نماز مکروہ ہے۔ مثلاً پاخانہ پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے یوں ہی کھانا سامنے آ گیا اور بھوک لگی ہو۔ یا دوسری کوئی بات ایسی ہو جس سے دل کو اطمینان نہ ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت جارہا ہو تو ایسی حالت میں بھی نماز پڑھ لے تا کہ قضا نہ ہو جائے۔ لیکن پھر اس نماز کو دہرائے۔

اذان کا بیان

اذان کے فضائل اور اس کے ثواب کے بیان میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ جامع ترمذی، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، کی حدیث ہے کہ جو شخص سات برس تک ثواب کی نیت سے اذان پڑھے گا۔ اس کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

شریف جلد ۱ صفحہ ۶۵ باب الاذان

اذان اسلام کا نشان ہے۔ اگر کسی شہر یا گاؤں کے لوگ اذان پڑھنا چھوڑ دیں تو بادشاہ اسلام ان کو مجبور کر کے اذان پڑھوائے اور اس پر بھی لوگ نہ مانیں تو ان سے جہاد کرے۔ (قاضی خان)

پانچوں نمازوں اور جمعہ کو مسجد میں نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے اذان پڑھنا سنت موکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب کے ہے یعنی اگر اذان نہ پڑھی گئی تو وہاں کے سب لوگ گناہگار ہوں گے۔

- مسئلہ** مسجد میں بلا اذان و اقامت سے جماعت سے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔
- مسئلہ** گھر میں اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اذان نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں کہ وہاں کی مسجد کی اذان اس کیلئے کافی ہے۔
- مسئلہ** اگر وقت سے پہلے اذان ہوگئی تو وقت ہونے پر دوبارہ اذان پڑھی جائے۔
- مسئلہ** اذان کے درمیان میں بات چیت منع ہے۔ اگر مؤذن نے اذان کے بیچ کوئی بات کر لی تو پھر سے اذان کہے۔

(صغیری)

- مسئلہ** ہر اذان یہاں تک کہ خطبہ جمعہ کی اذان بھی مسجد کے باہر کہی جائے۔ مسجد کے اندر اذان نہ پڑھی جائے گی۔
- (خلاصہ عالمگیری و قاضی خان)
- مسئلہ** جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے کلام اور سلام کا جواب اور ہر کام موقوف کر دے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت روک دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے اور یہی اقامت میں بھی کرے۔
- (درمختار و عالمگیری)

- مسئلہ** جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اُس پر معاذ اللہ خاتمہ ہونے کا خوف ہے۔ (فتویٰ رضویہ)
- مسئلہ** فرض نمازوں اور جمعہ کی جماعتوں کے علاوہ دوسرے موقعوں پر بھی اذان کہی جاسکتی ہے۔ جیسے پیدا ہونے والے بچے کے دانہ کان میں اذان اور بانیں کان میں اقامت اسی طرح مغموم کے کان میں مرگی والے اور غضب ناک اور بد مزاج آدمی اور جانور کے کان میں جنگ اور آگ لگنے کے وقت، جنوں اور شیطانوں کی سرکشی کے وقت، جنگل میں راستہ نہ ملنے کے وقت، میت کے دفن کرنے کے بعد ان صورتوں میں اذان پڑھنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت، ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

اذان کا طریقہ

مسجد سے خارج حصہ میں کسی اونچی جگہ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور کانوں کے سوراخوں میں کلمہ کی انگلیاں ڈال کر بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پھر ذرا ٹھہر کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ پھر ذرا ٹھہر کر دوسرے مرتبہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔ پھر دوسرے مرتبہ ٹھہر ٹھہر کر اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے۔ پھر دانہ طرف منہ پھیر کر دوسرے مرتبہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہے پھر بانیں طرف منہ کر کے دوسرے مرتبہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے۔ پھر قبلہ کو منہ کر لے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پھر ایک مرتبہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔

- مسئلہ** فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہنے کے بعد دوسرے مرتبہ الصَّلٰوة خَيْرٌ مِنَ النَّوْم بھی کہے کہ مستحب ہے۔
- اذان کے بعد پہلے درود شریف پڑھے۔ پھر اذان پڑھنے والا اور اذان سننے والے سب یہ دُعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اِنْتَ سَيِّدَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ الْأَمِينُ وَالْدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ وَابْعَثْهُ
مَقَامًا مَحْمُودًا فِي الدُّنْيَا وَعَدَّتْهُ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ

اذان کا جواب

جب اذان سُنے تو اذان کا جواب دینے کا حکم ہے اور اذان کے جواب کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کہنے والا جو کلمہ کہے، سننے والا بھی وہی کلمہ کہے مگر حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے اور فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَزْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔

مسئلہ جب موزن اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہ کے تو سننے والا درود شریف بھی پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اور کہے قُرْثُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰہ اللّٰہُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ (رد المختار

جلد ۱ صفحہ ۲۶۸ مصری)

مسئلہ خطبہ کی اذان کا جواب دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)

مسئلہ جُنُب بھی اذان کا جواب دے۔

مسئلہ حیض و نفاس والی عورت پر اور جماع میں مشغول ہونے والے اور پیشاب پاخانہ کرنے والے پر، اذان کا جواب

نہیں۔ (درمختار صفحہ ۳۶۵)

صلوٰۃ پڑھنا

اذان و اقامت کے درمیان میں الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰہ یا اس قسم کے دوسرے کلمات نماز کے اعلانِ ثانی کے طور پر بلند آواز سے پکارنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں تھویب کہتے ہیں اور تھویب مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں مستحب ہے۔ تھویب کے لئے کوئی خاص کلمات شریعت میں مقرر نہیں ہیں بلکہ اس شہر میں جن لفظوں کے ساتھ تھویب کہتے ہوں ان لفظوں سے تھویب کہنا مستحب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۳)

اقامت

اقامت اذان ہی کے مثل ہے۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے۔ اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے جاتے ہیں اور اقامت کے کلمات کو جلد جلد کہیں۔ درمیان میں سکتہ نہ کریں۔ اقامت میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے بعد دومرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ بھی کہیں۔ اذان میں آواز بلند کرنے کا حکم ہے مگر اقامت میں آواز بس اتنی ہی اونچی ہو کہ سب حاضرین مسجد تک آواز پہنچ جائے۔ اقامت میں کانوں کے اندر انگلیاں نہیں ڈالی جائیں گی۔ اذان مسجد کے باہر پڑھنے کا حکم ہے اور اقامت مسجد کے اندر کہی جائے گی۔

مسئلہ اگر امام نے اقامت کہی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے وقت آگے بڑھ کر مضلی پر چلا جائے۔ (درمختار،

ردالمختار، غنیہ وغیرہ)

مسئلہ اقامت میں حَيَّ عَلَى الصَّلَاةُ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے وقت داہنے بائیں منہ نہ پھیرے۔ (درمختار)

مسئلہ اقامت ہوتے وقت کوئی شخص آیا تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے اور

جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہا جائے اُس وقت کھڑا ہو۔ یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی اقامت کے وقت بیٹھ رہیں

جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاح مکبر کہے اُس وقت سب لوگ کھڑے ہوں، یہی حکم امام کیلئے بھی ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۵۳)

آج کل اکثر جگہ یہ غلط رواج ہے۔ اقامت کے وقت بلکہ اقامت سے پہلے ہی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو یہ ہے کہ

جب تک امام کھڑا نہ ہو جائے اُس وقت تک اقامت نہیں کہی جاتی۔ یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ اس بارے میں بہت سے رسالے

اور فتاویٰ بھی چھاپے گئے مگر ضد اور ہٹ دھرمی کا کیا علاج؟ خداوند کریم مسلمانوں کو سنت پر عمل کی توفیق بخشے۔

مسئلہ اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔ اقامت کا جواب بھی اذان ہی کے جواب کی طرح ہے۔ اتنا فرق ہے کہ

اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے جواب اَقَامَهَا اللَّهُ وَأَذَانَهَا مَا ذَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ کہے۔ (عالمگیری)

استقبال قبلہ کے چند مسائل

پوری نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نماز کی شرط اور ضروری حکم ہے۔ لیکن چند صورتوں میں اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کرے پھر بھی نماز جائز ہے۔ مثلاً:

مسئلہ جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بہا جا رہا ہو اور صحیح اندیشہ ہو کہ منہ پھیرنے سے ڈوب جائے گا اس طرح کی مجبوری سے وہ قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ جس رخ بھی نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور بعد میں اس نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ بیمار میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر سکے اور وہاں دوسرا ایسا کوئی آدمی بھی نہیں جو کعبہ کی طرف اس کا منہ کر دے تو وہ اس مجبوری کی حالت میں جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ لے گا اس کی نماز ہو جائے گی اور اس نماز کو بعد میں دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت و رد المحتار)

مسئلہ چلتی ہوئی کشتی میں اگر نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کرے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا رہے اگرچہ فرض نماز ہو یا نفل۔ (غنیہ)

مسئلہ اگر یہ نہ معلوم ہو کہ قبلہ کدھر ہے اور وہاں کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو نمازی کو چاہئے کہ اپنے دل میں سوچے اور جدھر قبلہ ہونے پر دل جم جائے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔ (منیۃ المصلیٰ وغیرہ)

مسئلہ جس طرف دل جم گیا تھا اُدھر منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا پھر درمیان نماز ہی میں اس کی یہ رائے بدل گئی کہ قبلہ دوسری طرف ہے یا اس کو اپنی غلطی معلوم ہو گئی تو اس پر فرض ہے کہ فوراً ہی اُس طرف گھوم جائے اور پہلے جتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئے گی اس طرح اگر نماز میں اس کو چاروں طرف گھومنا پڑا پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی اور اگر رائے بدلتے ہی یا غلطی ظاہر ہوتے ہی دوسری طرف نہیں گھوما اور تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر لگا دی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۴۹۱)

نمازی نے اگر بلا عذر قصد اُجاں بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا تو اگرچہ فوراً ہی اُس نے قبلہ کی طرف سینہ پھیر لیا پھر بھی اس کی نماز ٹوٹ گئی اور وہ پھر سے نماز پڑھے اور اگر نماز میں بلا قصد و ارادہ قبلہ سے سینہ پھر گیا اور فوراً ہی قبلہ کی طرف سینہ کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔ (منیۃ المصلیٰ و بحر)

مسئلہ اگر صرف منہ قبلہ سے پھیر لیا اور سینہ قبلہ سے نہیں پھیرا تو اس پر واجب ہے کہ فوراً ہی وہ قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

اس کی نماز ہو جائے گی۔ مگر بلا عذر ایک سینکڑ کے لئے بھی قبلہ سے چہرہ پھیر لینا مکروہ ہے۔ (منیۃ المصلیٰ)

مسئلہ اگر نمازی نے قبلہ سے سینہ پھیرا، نہ چہرہ پھیرا بلکہ صرف آنکھوں کو پھرا پھرا کر ادھر ادھر دیکھ لیا تو اس کی نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

رکعتوں کی تعداد اور نیت کا طریقہ

نیت سے مراد دل میں پکا ارادہ کرنا ہے۔ خالی خیال کافی نہیں جب تک ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ اگر زبان سے بھی کہہ دے تو اچھا ہے مثلاً یوں کہ نیت کی میں نے دو رکعت فرض فجر کی واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔

مسئلہ مقتدی ہو تو نیت میں اس کو اتنا اور کہنا چاہئے کہ پیچھے اس امام کے۔

مسئلہ امام نے امام ہونے کی نیت نہیں کی جب بھی مقتدیوں کی نماز اسکے پیچھے ہو جائے گی مگر جماعت کا ثواب نہ پائے گا۔ اب ہم تمام نمازوں کی رکعتوں اور ان کی نیتوں کے طریقوں کا الگ الگ سوال و جواب کی صورت میں بیان کرتے ہیں ان کو خوب اچھی طرح یاد کر لو۔

سوال فجر کے وقت کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب گُل چار رکعت، پہلے دو رکعت سنت موکدہ پھر دو رکعت فرض۔

سوال دو رکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔

سوال دو رکعت نماز فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف قبلہ شریف کے اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔

سوال ظہر کے وقت گُل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب بارہ رکعت، پہلے چار رکعت سنت موکدہ، پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت موکدہ پھر دو رکعت نفل۔

سوال چار رکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ

شریف کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

سوال پھر چار رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

سوال اور دو رکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

فائدہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر نفل پڑھنے میں دو گنا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر نفل پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

سوال عصر کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب آٹھ رکعت، پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض۔

سوال چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عصر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

سوال پھر چار رکعت نماز فرض کی نیت کیسے کرے؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض عصر کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

سوال مغرب کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہیں؟

جواب سات رکعت، پہلے تین رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت مؤکدہ، پھر دو رکعت نفل۔

سوال تین رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے تین رکعت نماز فرض مغرب اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

سوال اور دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کیسے کرنی ہے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت مغرب اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرنی ہے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لئے۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال عشاء کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب گُل سترہ رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت مؤکدہ، پھر دو رکعت نفل، پھر تین رکعت وتر واجب اور پھر دو رکعت نفل۔

سوال چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال پھر چار رکعت فرض کی نیت کیسے کرے؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف قبلہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال پھر دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال پھر دو رکعت نفل کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کیلئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال پھر وتر کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب نیت کی میں نے تین رکعت نماز واجب وتر کی، اللہ تعالیٰ کے لئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرنی ہے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کیلئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال اگر نیت کے الفاظ بھول کر کچھ کے کچھ زبان سے نکل گئے تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں یعنی نیت میں زبان کا اعتبار نہیں تو اگر دل میں مثلاً ظہر کا پکا ارادہ کیا اور زبان سے ظہر کی جگہ عصر کا لفظ نکل گیا۔ تو نماز ہو جائے گی۔

سوال قضا نماز کی نیت کس طرح کرنی چاہئے؟

جواب جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو اس روز اور اس وقت کی نیت قضا میں ضروری ہے مثلاً اگر جمعہ کے روز قضا ہوگئی تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز قضا جمعہ کے فرض کی اللہ تعالیٰ کیلئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال اگر کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو نیت کیسے کرے؟

جواب ایسی صورت میں جو نماز مثلاً ظہر کی قضا پڑھنی ہے تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے چار رکعت نماز قضا جو میرے ذمہ باقی ہیں ان میں سے پہلے فرض ظہر کی، اللہ تعالیٰ کے لئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ اسی طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو قیاس کر لینا چاہئے۔

سوال پانچ وقت کی نمازوں میں کل کتنی رکعت قضا پڑھی جائے گی؟

جواب بیس (۲۰) رکعت، دو رکعت فجر، چار رکعت عصر، تین رکعت مغرب چار رکعت عشاء، تین رکعت وتر، خلاصہ یہ کہ فرض اور وتر کی قضا ہے، سنتوں اور نفلوں کی قضا نہیں ہے۔ (عامہ • کتب فقہ)

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کرے اور اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں پیروں کے درمیان چار انگلیں کا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں تک اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی نو سے چھو جائیں باقی انگلیاں اپنے حال پر رہیں۔ نہ بالکل ملی ہوئی نہ بہت پھیلی ہوئی۔ اس حال میں کہ کانوں کی نو کو چھوتے ہوئے دونوں ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو۔ پھر نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لا کر ناف کے نیچے اس طرح باندھ لے کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر پہنچوں کے پاس رہے اور بیچ کی تینوں انگلیاں بائیں کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھوٹی انگلی کلائی کے اگل بغل حلقہ کی صورت میں رہیں۔ پھر ثنا پڑھے یعنی:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

اس کے بعد

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** پڑھے۔

اس کے بعد، سورۃ فاتحہ یعنی (الْحَمْد) پوری پڑھے اور ختم ہونے پر آہستہ سے آمین کہے۔ اس کے بعد، کوئی سورہ یا تین آیتیں پڑھے، یا ایک لمبی آیت جو تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے۔ اس کے بعد، اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے اس طرح پکڑے کہ ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر ہوں، انگلیاں خوب پھیلی ہوں، پیٹھ کچھی ہو، سر پیٹھ کے برابر اونچا نیچا نہ ہو اور نظریہ پیروں کی پشت پر ہو۔ پھر کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور اکیلے نماز پڑھتا ہو تو اس کے بعد رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد بھی کہے اور دونوں ہاتھ لٹکائے رکھے۔ ہاتھوں کو باندھے نہیں پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے۔ اس طرح کہ پہلے گھٹنہ زمین پر رکھے پھر ہاتھ، پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان میں سر رکھے۔ اس طرح پر کہ پہلے ناک زمین پر رکھے پھر ماتھا اور ناک کی ہڈی کو دبا کر زمین پر جمائے۔ نظرناک کی طرف رکھے اور بازوؤں کو کروٹوں سے، پیٹ کو رانوں سے، رانوں کی پنڈلیوں سے جدا رکھے۔ پاؤں کی سب انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھے۔ اس طرح کہ انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما رہے، ہتھیلیاں کچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ پھر کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے۔ پھر اس طرح سر اٹھائے کہ پہلے ماتھا، پھر ناک، پھر منہ، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے۔ اس طور پر کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگلیوں کا سر گھٹنوں کے پاس ہو۔ پھر ذرا اٹھ کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے۔ یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر پنچوں کے بل کھڑا ہو جائے،

اُٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے۔ یہ ایک رکعت پوری ہوگئی اب پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر الحمد شریف پوری اور کوئی سورۃ پڑھے اور پہلے کی طرح رکوع اور سجدہ کرے۔ پھر جب سر اٹھائے تو داہنا قدم کھڑا کر کے بائیں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور یہ پڑھے،

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ جَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ جَ السَّلَامُ

عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ جَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اس کو تشہد کہتے ہیں جب أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی کو تھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر ادھر ادھر نہ ہلائے اور اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے۔ اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اُٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرض کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْد کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری نہیں اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے،

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ

سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ جَ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ

پھر

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ

الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ مُّجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

یا اور کوئی دعا مانو رہ پڑھے مثلاً یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ

وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

پھر داہنے شانے کی طرف منہ کر کے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہے پھر بائیں شانے کی طرف اسی طرح۔ اب نماز ختم ہو گئی اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا پڑھ لیں مثلاً یہ دعا پڑھ لیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَالْاَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيَّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ
تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

آخر میں منہ پر ہاتھ پھیر لے۔

نماز کا طریقہ جو لکھا گیا امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے۔ لیکن اگر نمازی مقتدی ہو یعنی جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو الحمد اور سورہ نہ پڑھے، چاہے امام زور سے قرأت کرتا ہو یا آہستہ۔ امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت جائز نہیں۔

نماز میں عورتوں کے چند خاص مسائل

عورتوں کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ صرف کندھوں تک ہی ہاتھ اٹھا کر بائیں ہتھیلی سینہ پر رکھ کر اس کی پیٹھ پر داہنی ہتھیلی رکھیں۔ رکوع میں زیادہ نہ جھکیں بلکہ تھوڑا جھکیں یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے۔ اسی طرح عورتیں رکوع میں پیٹھ سیدھی نہ کریں اور گھٹنوں پر زور نہ دیں بلکہ محض گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیں، ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھیں، پاؤں کچھ جھکا ہوا رکھیں، اور مردوں کی طرح خوب سیدھا نہ کر دیں۔ عورتوں کو بالکل سمٹ کر سجدہ کرنا چاہئے۔ یعنی بازو کو کروٹوں سے ملا دیں، پیٹ کو ران سے اور ان کو پنڈلیوں سے، پنڈلیوں کو زمین سے ملا دیں اور قعدہ میں التحیات پڑھتے وقت عورتیں بائیں قدم پر نہ بیٹھیں بلکہ دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دیں اور بائیں سرین پر بیٹھیں نہ کہ مردوں کی طرح بیٹھیں۔ عورتیں بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھیں بہت سی جاہل عورتیں فرض و واجب اور سنت و نفل ساری نمازیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ نفل کے سوا کوئی نماز بھی بلا عذر کے بیٹھ کر پڑھنی جائز نہیں۔ یہ جاہل عورتیں فرض و واجب جتنی نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھ چکی ہوں ان سب کو قضا کریں اور توبہ کریں۔

مسئلہ عورت مردوں کی امامت کرے یہ ناجائز ہے۔ ہرگز عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی اور صرف عورتوں کی جماعت کہ عورت ہی امام ہو اور عورتیں ہی مقتدی ہوں۔ یہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

مسئلہ عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں شیخ وقتہ نمازوں کے لئے بھی عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے۔

افعال نماز کی قسمیں

نماز پڑھنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس میں جن جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں بعض چیزیں فرض ہیں ان کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں۔ بعض واجب ہیں کہ اگر قصد ان کو چھوڑ دیا جائے تو گناہ بھی ہوگا اور نماز کو بھی دہرانا پڑے گا۔ اور اگر بھول کر ان کو چھوڑا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا اور بعض باتیں سنت موکدہ ہیں کہ ان کو چھوڑنے کی عادت گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ ان کو کریں تو ثواب اور اگر نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں۔ اب ہم ان باتوں کی کچھ وضاحت کرتے ہیں۔ ان کو غور سے پڑھ کر اچھی طرح یاد کر لو۔

فرائض نماز

سات چیزیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا، تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ اخیرہ (۷) کوئی کام کر کے مثلاً سلام یا کلام کر کے نماز سے نکلنا۔ تکبیر تحریمہ کا مطلب ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر نماز کو شروع کرنا۔ نماز میں بہت مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ مگر شروع نماز میں پہلی مرتبہ جو اللہ اکبر کہتے ہیں اس کا نام تکبیر تحریمہ ہے۔ یہ فرض ہے اس کو اگر چھوڑ دیا تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

مسئلہ قیام فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے تو اگر کسی مرد یا عورت نے بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ ہاں نفل نماز کو بلا عذر کے بھی بیٹھ کر پڑھے تو یہ جائز ہے۔

مسئلہ رکوع کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اتنا جھکیں کہ ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنے تک پہنچ جائیں اور پورا رکوع یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

مسئلہ سجدہ کی حقیقت یہ ہے کہ ماتھا زمین پر جما ہو اور کم سے کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہو تو اگر کسی نے اس طرح کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی رہے۔ تو نماز نہ ہوگی۔ (در مختار، فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت) ایک انگلی کے پیٹ کا سجدہ میں زمین سے لگنا تو فرض ہے مگر دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین سے لگنا واجب ہے اور دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ سجدہ میں زمین سے لگنا سنت ہے۔

مسئلہ نماز کی رکعتوں کو پوری کر لینے کے بعد پوری التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے اور اسی کا نام قعدہ اخیرہ ہے۔

مسئلہ قعدہ اخیرہ کے بعد اپنے قصد و ارادہ اور کسی عمل سے نماز کو ختم کر دینا خواہ سلام سے ہو یا کسی دوسرے عمل سے یہ بھی نماز کے فرائض میں سے ہے لیکن سلام کے علاوہ اگر کوئی دوسرا کام کر کے نماز کو ختم کیا تو اگرچہ نماز کا فرض تو ادا ہو گیا لیکن اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

نماز کے واجبات

نماز میں یہ چیزیں واجب ہیں۔ (۱) تکبیر تحریرہ میں لفظ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کہنا۔ (۲) الحمد پڑھنا۔ (۳) فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت و نفل اور وتر کی ہر رکعات میں الحمد کے ساتھ کوئی سورۃ یا تین چھوٹی آیتوں کو ملانا۔ (۴) فرض نمازوں میں دو پہلی رکعتوں میں قراءت کرنا۔ (۵) الحمد کا سورہ سے پہلے ہونا۔ (۶) ہر رکعت میں سورہ سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔ (۷) الحمد اور سورہ کے درمیان آمین اور بِسْمِ اللّٰہ کے سوا کچھ اور نہ پڑھنا۔ (۸) قرأت کے بعد فوراً ہی رکوع کرنا۔ (۹) سجدہ میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا۔ (۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان کسی رکن کا فاصلہ نہ ہونا۔ (۱۱) تعدیل یعنی رکوع و سجود اور قومہ جلسہ میں کم سے کم ایک بار **سُبْحَانَ اللّٰہ** کہنے کے برابر ٹھہرنا۔ (۱۲) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ (۱۳) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جانا۔ (۱۴) قعدہ اولیٰ اگرچہ نفل نماز ہو۔ (۱۵) فرض اور وتر اور مؤکدہ سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں التحیات سے زیادہ کچھ نہ پڑھنا۔ (۱۶) ہر قعدہ میں پورا تشہد پڑھنا۔ (۱۷) لفظ السلام دو بار کہنا۔ (۱۸) وتر میں دُعاۓ قنوت پڑھنا۔ (۱۹) وتر میں قنوت کی تکبیر۔ (۲۰) عیدین کی چھ زائد تکبیریں۔ (۲۱) عیدین میں دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر۔ (۲۲) اس تکبیر کے لئے لفظ **اَللّٰہ اَکْبَرُ** ہونا۔ (۲۳) ہر جہری نماز میں امام کا بلند آواز سے قراءت کرنا۔ (۲۴) غیر جہری نمازوں میں آہستہ قراءت کرنا۔ (۲۵) ہر فرض و واجب کا اس کی جگہ پر ادا ہونا۔ (۲۶) ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہونا۔ (۲۷) ہر رکعت میں دو ہی سجدہ ہونا۔ (۲۸) دوسری رکعت پوری ہونے سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ (۲۹) چار رکعت والی نمازوں میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔ (۳۰) آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا۔ (۳۱) سہو ہوا تو سجدہ سہو کرنا۔ (۳۲) دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰہ** کہنے کے برابر وقفہ نہ ہونا۔ (۳۳) امام قرأت کرے تو بلند آواز سے ہو یا آہستہ اس وقت میں مقتدی کا چپ رہنا۔ (۳۴) قراءت کے سوا تمام واجبات میں مقتدی کو امام کی پیروی کرنی۔

نماز کی سنتیں

نماز میں جو چیزیں سنت ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصد نہ چھوڑا جائے اور غلطی سے چھوٹ جائیں تو نہ سجدہ سہو کی ضرورت ہے۔ نہ نماز دہرانے کی۔ لیکن اگر دہرا لے تو اچھا ہے۔ کیوں کہ نماز کی کسی سنت کو چھوڑ دینے سے نماز کے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

نماز کی سنتیں یہ ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا۔ (۲) ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا (یعنی نہ بالکل ملائے نہ کھلی رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے)۔ (۳) بوقت تکبیر سر نہ جھکانا۔ (۴) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔ (۵) تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانا اور اسی طرح قنوت اور عیدین کی تکبیروں میں بھی۔ (۶) کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہنا۔ (۷) عورت کو صرف مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا۔ (۸) امام کا اللّٰهُ اَكْبَرُ، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور سلام بلند آواز سے کہنا۔ (۹) تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکائے بغیر باندھ لینا۔ (۱۰) ثنا و تعوذ و بسم اللہ پڑھنا۔ (۱۱) آمین کہنا۔ (۱۲) ان سب کا آہستہ ہونا۔ (۱۳) پہلے ثناء، پھر تعوذ، پھر بسم اللہ اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھنا۔ (۱۴) رکوع میں تین بار مُبْحَنَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنا۔ (۱۵) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا۔ (۱۶) انگلیوں کو خوب کھلی رکھنا۔ (۱۷) عورت کو گھٹنے پر ہاتھ رکھنا اور انگلیوں کو کشادہ نہ رکھنا۔ (۱۸) حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا۔ (۱۹) رکوع کے لئے اللہ اکبر کہنا۔ (۲۰) رکوع میں پیٹھ خوب نیچھی رکھنا۔ (۲۱) رکوع سے اٹھنے پر ہاتھ لٹکا ہوا چھوڑ دینا۔ (۲۲) رکوع سے اٹھنے میں امام کو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا۔ (۲۳) مقتدی کو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔ (۲۴) اکیلے نماز پڑھنے والوں کو دونوں کہنا۔ (۲۵) سجدہ کے لئے اور سجدہ سے اٹھنے کے لئے اللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔ (۲۶) سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا۔ (۲۷) سجدہ کرنے کے لئے پہلے گھٹنا پھر ہاتھ پھر ناک پھر ماتھا زمین پر رکھنا۔ (۲۸) سجدہ سے اٹھنے کے لئے پہلے ماتھا پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنا زمین سے اٹھانا۔ (۲۹) سجدہ میں بازو کا کروٹوں سے اور پیٹ کو کروٹوں سے الگ رہنا۔ (۳۰) سجدہ کی حالت میں کلائیوں کو زمین پر بچھانا۔ (۳۱) عورت کو سجدہ میں اپنے بازو کو کروٹوں سے پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دینا۔ (۳۲) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا۔ (۳۳) ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔ (۳۴) سجدہ میں ہاتھ کی انگلیوں کا قبلہ رو ہونا اور لمبی ہونا۔ (۳۵) پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا۔ (۳۶) دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔ (۳۷) قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا۔ (۳۸) داہنا قدم کھڑا رکھنا۔ (۳۹) داہنے قدم کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا۔ (۴۰) عورت کو دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔ (۴۱) دایاں ہاتھ داہنی ران پر رکھنا۔ (۴۲) بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا۔ (۴۳) انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا۔ (۴۴) کلمہ شہادت پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔

(۴۵) قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنا۔

نماز کے مستحبات

(۱) حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر کرنا۔ (۲) رکوع میں قدم کی پشت پر دیکھنا۔ (۳) سجدہ میں ناک پر نظر رکھنا۔ (۴) قعدہ میں سینے پر نظر جمانا۔ (۵) سلام میں داہنے شانے کو دیکھنا۔ (۶) دوسرے سلام میں بائیں شانے پر نظر کرنا۔ (۷) جمائی آئے تو منہ بند کیے رہنا اور اس سے جمائی نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور قیام کے علاوہ دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے جمائی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی۔ دل میں یہ خیال آتے ہی جمائی کا آنا بند ہو جائے گا۔ (۸) مرد کے لئے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔ (۹) عورت کے لئے کپڑے کے اندر رہنا بہتر ہے۔ (۱۰) جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو دفع کرنا۔ (۱۱) جب مکبر حَسْبُ عَلَی الْفَلَاحُ کہے تو امام و مقتدی سب کو کھڑا ہو جانا۔ (۱۲) جب مکبر قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہے تو نماز شروع کر سکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہو جانے پر نماز شروع کرے۔ (۱۳) دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ ہونا۔ (۱۴) مقتدی کو امام کیساتھ شروع کرنا۔ (۱۵) سجدہ زمین پر بلا کچھ ہلائے ہوئے کرنا۔

نماز کے بعد ذکر و دعا

نماز کے بعد بہت سے اذکار اور دعاؤں کے پڑھنے کا حدیثوں میں ذکر ہے ان میں سے جس قدر پڑھ سکے پڑھے، لیکن ظہر و مغرب اور عشاء میں تمام وظائف سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں۔ سنت سے پہلے مختصر دعا پر قناعت چاہئے۔ ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ اس کا خیال رہے۔ (ردالمختار)

فائدہ حدیثوں میں جن دعاؤں کے بارے میں جو تعداد مقرر ہے ان سے کم یا زیادہ نہ کرے کیونکہ جو فضائل ان دعاؤں کے ہیں وہ انہیں عددوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کمی بیشی کی مثال یہ ہے کہ کوئی تالا کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے تو اگر اس کنجی کے دندانے کچھ کم یا زیادہ کر دیں تو اس سے وہ تالا نہ کھلے گا۔ ہاں البتہ اگر گنتی شمار کرنے میں شک ہو سکتا ہے تو زیادہ کر سکتا ہے اور یہ زیادہ کرنا گنتی بڑھانے کے لئے نہیں ہے بلکہ گنتی کو یقینی طور پر پوری کرنے کے لئے ہے۔ (ردالمختار)

ایک مسنون وظیفہ

ہر نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار اور ایک مرتبہ آیت الکرسی اور ایک بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ایک بار پڑھ لے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور وہ نامراد نہیں رہے گا۔ (مسلم شریف)

جماعت و امامت کا بیان

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۹۵)

مسئلہ مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور جماعت چھوڑنے کی عادت ڈالنے والا فاسق ہے جس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور بادشاہ اسلام اس کو سخت سزا دے گا۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ (رد المختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)

مسئلہ جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں۔ تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے۔ یعنی محلہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی، تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی برائی جاتی رہی۔ اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے برا کیا۔ رمضان شریف میں وتر کو جماعت سے پڑھنا یہ مستحب ہے سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے۔ (در مختار ۱ صفحہ ۳۷۱)

مسئلہ جن عذروں کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینے میں گناہ نہیں وہ یہ ہیں۔
(۱) ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت اور دشواری ہو۔ (۲) سخت بارش۔ (۳) بہت زیادہ کچھڑ۔ (۴) سخت سردی۔ (۵) سخت اندھیری رات۔ (۶) آندھی۔ (۷) پاخانہ پیشاب کی حاجت۔ (۸) ریح کا بہت زور ہونا۔ (۹) ظالم کا خوف۔ (۱۰) قافلہ چھوٹ جانے کا خوف۔ (۱۱) اندھا ہونا۔ (۱۲) اپانچ ہونا۔ (۱۳) اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو۔ (۱۴) مال و سامان، کھانا یا جان جانے کا ڈر ہو۔ (۱۵) مفلس کو قرض خواہ کا ڈر۔ (۱۶) بیمار کی دیکھ بھال کہ اگر یہ چلا جائے گا تو بیمار کو تکلیف ہوگی یا وہ گھبرائے گا یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۳)

مسئلہ عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری فرض نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ کی ہو یا عیدین کی عورت چاہے جوان ہو یا بڑھیا یوں ہی عورتوں کو ایسے مجموعوں میں جانا بھی ناجائز ہے جہاں عورتوں مردوں کا اجتماع ہو۔ (در مختار جلد ۱)

مسئلہ اکیلا مقتدی چاہے لڑکا ہو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تتریبی ہے دو سے زیادہ کا امام کے بغل میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

(در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۸۳)

مسئلہ امام ہونے کا سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو نماز و طہارت وغیرہ کے احکام سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ پھر وہ شخص جو قرأت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ حق دار ہے جو زیادہ متقی ہو۔ اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا۔ پھر جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ پھر زیادہ تہجد گزار۔ غرض کہ چند آدمی برابر درجے کے ہوں تو ان میں جو شہری حیثیت سے فوقیت رکھتا ہو وہ زیادہ حق دار ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

مسئلہ فاسق ملعن جیسے شرابی، زنا کار، جواری، سودخور، ڈاڑھی منڈانے والا ان لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور نماز کو دہرانا واجب ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۶)

مسئلہ رافضی، خارجی، وہابی اور دوسرے تمام بد مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز و گناہ ہے۔ اگر غلطی سے پڑھ لی تو پھر سے پڑھے اگر دوبارہ نہیں پڑھے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۷)

مسئلہ گنوار، اندھے، حرامی، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برس کی بیماری والا، امردان لوگوں کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے جب کہ جماعت میں اور کوئی ان لوگوں سے بہتر ہو اور اگر یہی امامت کے حقدار ہوں تو کراہت نہیں اور اندھے کی امامت میں خفیف کراہت ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ وغیرہ)

وتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے اگر کسی وجہ سے وتر کی نماز وقت کے اندر نہیں پڑھی تو وتر کی قضا پڑھنی واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

نماز وتر تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورہ پڑھے، پھر دونوں ہاتھ کانوں کی لوتک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھ لے۔ اور دعائے قنوت پڑھے جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے اور باقی نماز پوری کرے دعائے قنوت یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ

وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يُّفْجِرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُوْلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ

نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفٰرِ مُلْحِقٌ

مسئلہ جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اِنَّا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو وہ تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ پڑھ لے اس کی وتر ادا ہو جائے گی۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ دعائے قنوت وتر میں پڑھنا واجب ہے۔ اگر بھول کر دعائے قنوت چھوڑ دے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے اور اگر قصداً چھوڑ دیا تو وتر کو دہرانا پڑے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ دعائے قنوت ہر شخص چاہے امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہمیشہ پڑھے ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا دوسرے دنوں میں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ وتر کے سوا کسی اور نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔ ہاں البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑا حادثہ واقع ہو تو فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۵)

سجدہ سہو کا بیان

جو چیزیں نماز میں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھول سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی پورا کرنے کے لئے سجدہ سہو واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد دوسرے سجود کرے اور پھر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۶)

مسئلہ اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دیا۔ تو سجدہ سہو کافی نہیں۔ بلکہ نماز کو دہرانا واجب ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۶)

مسئلہ جو باتیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ پھر سے اس نماز کو پڑھنا ضروری ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ ایک نماز میں اگر بھول سے کئی واجب چھوٹ گئے۔ تو ایک مرتبہ ہی دو سجدے سہو کے سب کے لئے کافی ہیں۔ چند بار سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۷)

مسئلہ پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے میں اتنی دیر لگا دی کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ پڑھ سکے۔ تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اس لئے دھیان رکھو کہ پہلے قعدہ میں التحیات ختم ہوتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۸)

نماز فاسد کرنے والی چیزیں

نماز میں بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ چاہے جان بوجھ کر بولے یا بھول کر بولے زیادہ بولے یا ایک ہی بات اپنی خوشی سے بولے یا کسی کے مجبور کرنے سے بولے بہر صورت نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح زبان سے کسی کو سلام کرے عہد اہو یا سہو نماز جاتی رہے گی یوں ہی سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ کسی کو چھینک کے جواب میں یَرْحُمُکَ اللہ کہا یا خوشی کی خبر سن کر الحمد للہ کہا یا بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کہا تو ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی لیکن اگر خود نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی تو حکم ہے کہ وہ چپ رہے لیکن اگر اس نے الحمد للہ کہہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر اس نے لقمہ لے لیا تو اس کی نماز جاتی رہے گی۔ اور غلط لقمہ دینے سے لقمہ لینے والے کی نماز جاتی رہتی ہے اللہ اکبر کے الف کو کھینچ کر اللہ اکبر یا اکبر کو اکبار کہنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اسی طرح نَسْتَعِیْنُ کو الف کے ساتھ نَسْتَعِیْنُ پڑھے اور اَنْعَمْتَ کے ت کو پیش یا زیر یعنی اَنْعَمْتُ یا اَنْعَمْتُ پڑھنے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے۔ آہ..... اوہ..... اُف..... تف..... درد یا مصیبت کی وجہ سے کہے۔ یا آواز کے ساتھ روئے اور کچھ حروف پیدا ہوئے تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح چھینک، کھانسی، جمائی اور ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً زبان سے نکل جاتے ہیں معاف ہیں اور ان سے نماز نہیں ٹوٹی دانتوں کے اندر کوئی کھانے کی چیز اٹکی ہوئی تھی۔ نماز پڑھتے ہوئے زبان چلا کر اس کو نکالا اور نگل گیا۔ اگر وہ چیز چنے کی مقدار سے کم ہے تو نماز مکروہ ہو گئی۔ اور اگر چنے کے برابر ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ نماز پڑھتے ہوئے زور سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا تو نماز بھی ٹوٹ گئی اور وضو بھی ٹوٹ گیا۔ پھر سے وضو کر کے نئے سرے سے نماز پڑھے۔ عورت نماز پڑھ رہی تھی۔ بچے نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی۔ نماز میں گرتا یا پاجامہ پہنا، تہبند باندھا، یا دونوں ہاتھ سے کمر بند باندھا، تو نماز ٹوٹ گئی۔ ایک رکن میں تین بار بدن کھلانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تین مرتبہ کھلانے کا یہ مطلب ہے کہ ایک مرتبہ کھلایا، پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر کھلایا یہ تین مرتبہ کیا اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ ہاتھ کو ہلا کر کھلایا مگر ہاتھ نہیں ہٹایا اور بار بار کھلاتا رہا۔ تو ایک ہی مرتبہ کھانا کہا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹۲ وغیرہ)

نمازی کے پیچھے سے گزرنے نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت لیکن نمازی کے آگے سے گزرنے والا سخت گنہگار ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے؟ تو وہ زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا جانتا کہ اس میں کتنا بڑا گناہ ہے تو چالیس سال تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن کہا یا چالیس مہینہ یا چالیس برس۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵)

نماز کے مکروہات

نماز میں جو باتیں مکروہ ہیں وہ یہ ہیں کہ پڑے یا بدن یا داڑھی مونچھ سے کھینا کپڑا سمیٹنا جیسے سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن یا چادر یا تہبند اٹھالینا۔ کپڑا الٹا یعنی سر یا کندھے پر کپڑا چادر وغیرہ اس طرح ڈالنا کہ کنارے لٹکے رہیں۔ کسی ایک آستین کو آدھی کلائی سے چڑھانا دامن سمیٹ کر نماز پڑھنا، پیشاب پاخانہ معلوم ہوتے وقت یا غلبہ ریح کے وقت نماز پڑھنا مرد کا سر کے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا۔ انگلیاں چٹختا نا ادھر ادھر منہ کر کے دیکھنا آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو زمین پر بچھانا، التحیات میں یا دونوں سجدوں کے درمیان دونوں ہاتھوں کو ران پر رکھنے کی بجائے زمین پر رکھ کر بیٹھنا، کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا، چادر میں اس طرح لپٹ کر نماز پڑھنا کہ بدن کا کوئی حصہ یہاں تک کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں پگڑی اس طرح باندھنا کہ نیچے سر پر پگڑی کا کوئی حصہ نہ ہو۔ ناک اور منہ کو چھپا کر نماز پڑھنا بے ضرورت کھٹکھارنا، قصد اجمائی لینا، اگر خود ہی جمائی آجائے تو حرج نہیں جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا، تصویر کا نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہونا یا اوپر لٹکی ہوئی ہونا۔ یادائیں بائیں دیوار میں بنی یا لگی ہونا یا آگے پیچھے تصویر کا ہونا جیب یا تھیلی میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۲۹ اور عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹۹)

سجدہ گاہ سے کنکریاں اٹھانا مگر جب کہ پورے طور پر سجدہ نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹا دینے کی اجازت ہے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہئے، کرتا چادر موجود ہوتے ہوئے صرف پا جامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھنا الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا، نماز میں بلا عذر پالتی مار کر بیٹھنا کپڑے کو حد سے زیادہ دراز کر کے نماز پڑھنا مثلاً عمامہ کا شملہ اتنا لمبا رکھے کہ بیٹھنے میں دب جائے یا آستین اتنی لمبی رکھے کہ انگلیاں چھپ جائیں پا جامہ اور تہبند ٹخنے سے نیچے ہونا نماز میں دائیں بائیں جھومنا، الٹا قرآن مجید پڑھنا، امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجدہ میں جانا یا امام سے پہلے سر اٹھانا۔ یہ تمام باتیں مکروہ تحریمی ہیں اگر نماز میں یہ مکروہات ہو جائیں تو اس نماز کو دہرا لینا چاہئے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۲۹ و عالمگیری صفحہ ۹۹)

مسئلہ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو ایک ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا بہتر ہے اور بار بار گر پڑتی ہو تو نہ اٹھانا اچھا ہے۔
مسئلہ سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ یا گرمی لگتی ہے اس وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز کو حقیر خیال کر کے ننگے سر پڑھے، جیسے یہ خیال کرے کہ نماز کوئی ایسی شاندار چیز نہیں ہے جس کے لئے ٹوپی یا پگڑی کا اہتمام کیا جائے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر خدا کے دربار میں اپنی عاجزی اور انکساری ظاہر کرنے کیلئے ننگے سر نماز پڑھے تو اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نیت پر دار و مدار ہے۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۳۱)

مسئلہ جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

مسئلہ بغیر عذر ہاتھ سے کبھی مجھراڑا ناکروہ ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ نماز میں اٹھتے بیٹھتے آگے پیچھے پاؤں ہٹانا مکروہ ہے۔

نماز توڑ دینے کے اعدار

یعنی کن کن صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے۔

مسئلہ کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا کنویں میں گر پڑے گا۔ تو ان صورتوں میں نمازی پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر ان لوگوں کو بچائے یوں ہی اگر کوئی کسی کو قتل کر رہا ہو اور وہ فریاد کر رہا ہو اور یہ اس کو بچانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر اس کی مدد کے لئے دوڑ پڑے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ پیشاب پاخانہ قابو سے باہر معلوم ہوا یا اپنے کپڑے پر اتنی کم نجاست دیکھی جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے۔ یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا۔ تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ سانپ وغیرہ مارنے کیلئے جب کہ کاٹ لینے کا صحیح ڈر ہو تو نماز توڑ دینا جائز ہے۔ (درمختار صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ اپنے یا کسی اور کے درہم کے نقصان کا ڈر ہو۔ جیسے دودھ ابل جائے گا یا گوشت ترکاری کے جل جانے کا ڈر ہو تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے اسی طرح ایک درہم کی کوئی چیز چور لے بھاگا تو نماز توڑ کر اس کو پکڑنے کی اجازت ہے۔

(درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ نماز پڑھ رہا تھا کہ ریل گاڑی چھوٹ گئی اور سامان ریل گاڑی میں ہے یا ریل گاڑی چھوٹ جانے سے نقصان ہو جائے گا۔ تو نماز توڑ کر ریل گاڑی پر سوار ہو جانا جائز ہے۔

مسئلہ نفل نماز میں ہو اور ماں باپ پکاریں اور ان کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے بعد میں اس کی قضا پڑھ لے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ اگر بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ آئے گا۔ یا ناقابل برداشت درد ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۰۸)

مسئلہ اگر لاشی یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اس صورت میں

اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۰۹)

مسئلہ اگر کچھ دیر کیلئے بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کھڑا ہو کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر

اتنا کہہ لے پھر بیٹھے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ (در مختار صفحہ جلد ۱ صفحہ ۵۰۹)

مسئلہ اگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارہ سے کرے مگر رکوع کے اشارہ سے سجود کے

اشارہ میں سر کو زیادہ جھکائے۔ (در مختار صفحہ ۵۰۹)

مسئلہ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو ایسی صورت میں لیٹ کر نماز پڑھے اس طرح چٹ لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں

کرے۔ مگر پاؤں نہ پھیلانے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر ذرا سر کو اونچا کرے اور رکوع و سجود سر کے اشارہ سے

کرے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۰)

مسئلہ اگر مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہو جاتی ہے پھر اگر نماز کے چھ وقت اسی حالت میں گذر گئے تو

قضا بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۰)

مسافر کی نماز کا بیان

جو شخص تقریباً ۹۶ کلومیٹر کی دوری کے سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا۔ تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔

اب اس پر واجب ہو گیا۔ کہ قصر کرے یعنی ظہر و عشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیوں کہ اس کے حق میں

دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔ (در مختار صفحہ ۵۲۵)

مسئلہ اگر مسافر نے قصداً چار رکعت پڑھی اور دونوں قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گیا اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں مگر گنہگار

ہوا۔ اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)

مسئلہ مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے قصر کرتا رہے گا۔

مسئلہ مسافر اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو چار رکعت پوری پڑھے قصر نہ کرے۔

مسئلہ مقیم اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام مسافر ہونے کی وجہ سے دو ہی رکعت پر سلام پھیر دے گا۔ اب مقیم

مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کریں بلکہ

سورہ فاتحہ پڑھنے کی مقدار چپ چاپ کھڑے رہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)

مسئلہ فجر و مغرب اور وتر میں قصر نہیں۔

مسئلہ سنتوں میں قصر نہیں ہے اگر موقع ہو تو پوری پڑھیں ورنہ معاف ہیں۔ (در مختار صفحہ ۵۳۰)

مسئلہ مسافر اپنی بستی سے باہر نکلتے ہی قصر شروع کر دے گا اور جب تک اپنی بستی میں داخل نہ ہو جائے یا کسی بستی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے برابر قصر ہی کرتا رہے گا۔ (در مختار و عامہ کتب فقہ)

سجدہ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ جن کو پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۳)

مسئلہ سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے بس نہ اس میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا ہے۔ نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۳)

مسئلہ آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی ہے۔ تو فوراً ہی سجدہ کر لینا واجب نہیں ہے۔ ہاں بہتر یہی ہے کہ فوراً ہی کرے اور وضو ہو تو دیر کرنی مکروہ تتریبی ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۷)

مسئلہ اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کرنا واجب ہے۔ اگر تین آیت پڑھنے کی مقدار دیر لگا دی تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھتے ہی فوراً رکوع میں چلا گیا اور رکوع کے بعد نماز کے دونوں سجدوں کو کر لیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ کی ہو مگر سجدہ تلاوت بھی ادا ہو گیا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)

مسئلہ نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے نماز کے باہر یہ سجدہ ادا نہیں ہو سکتا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)

مسئلہ اردو زبان میں اگر آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھ دیا تب بھی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو گیا۔ (عالمگیری ۱ صفحہ ۱۲۳)

مسئلہ ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں دوبارہ اسی آیت کی تلاوت کی تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں اگر بار بار آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر مجلس بدل کر وہی آیت سجدہ پڑھی تو جتنی مجلسوں میں اس آیت کو پڑھے گا اتنے ہی سجدے اس پر واجب ہو جائیں گے۔

مسئلہ مجلس بدلنے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً کبھی تو جگہ بدلنے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ جیسے مدرسہ ایک مجلس ہے اور مسجد ایک مجلس ہے اور کبھی ایک ہی جگہ میں کام بدل جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ جیسے ایک دفعہ بیٹھ کر سبق پڑھایا تو یہ مجلس درس ہوئی پھر اسی جگہ بیٹھے لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو یہ مجلس بدل گئی۔ کہ پہلے مجلس درس تھی اب مجلس طعام ہو گئی ہے کسی گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چلے جانے، کمرے سے صحن میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے کسی بڑے ہال میں ایک

کونے سے دوسرے کونے میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مجلس کے بدل جانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔
(در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۲۰ و عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۲۶)

قرأت کا بیان

قرأت..... قرآن شریف پڑھنے میں اتنی آواز ہونی چاہئے کہ اگر بہرہ نہ ہو تو خود اپنی آواز سن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئی تو قرأت نہیں ہوگی اور نماز نہیں ہوگی۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۵۹)

مسئلہ فجر میں اور مغرب و عشاء کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور رمضان کی وتر میں امام پر جہر کے ساتھ قرأت کرنا واجب ہے اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ظہر و عصر کی سب رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ جہر کے یہ معنی ہیں کہ اتنی زور سے پڑھے کہ کم سے کم پہلی صف میں قریب کے لوگ سن سکیں اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ کم سے کم خود سن سکے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۵۸)

مسئلہ جہری نمازوں میں اکیلے کو اختیار ہے چاہے زور سے پڑھے چاہے آہستہ مگر زور سے پڑھنا افضل ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۵۸)

مسئلہ قرآن شریف الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ اور دوسری رکعت میں تَبَّتْ يَدَا پڑھنا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۶۸)

مسئلہ درمیان میں ایک چھوٹی سورۃ چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسے پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھی اور دوسری رکعت میں قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی اور درمیان میں صرف ایک سورۃ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ چھوڑ دی لیکن ہاں اگر درمیان کی سورۃ پہلے سے بڑی ہو تو درمیان میں ایک سورۃ چھوڑ کر پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے وَالتَّيْنِ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اِذَا جَاءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھنا نہیں چاہئے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۶۸)

مسئلہ جمعہ و عیدین میں پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ منافقون یا پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ سنت ہے۔ (در المختار جلد ۱ صفحہ ۳۶۵)

نماز کے باہر تلاوت کا بیان

مستحب یہ ہے کہ با وضو قبلہ روا چھ کپڑے پہن کر صحیح صحیح حروف ادا کر کے اچھی آواز سے قرآن شریف پڑھے، لیکن گانے کے لہجے میں نہیں کہ گا کر قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں۔ تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنا واجب ہے اور سورہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا سنت ہے درمیان تلاوت میں کوئی دنیاوی کلام یا کام کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ اور بِسْمِ اللّٰہ پھر پڑھ لے۔ (غنیہ الطالبین وغیرہ)

مسئلہ غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ جب قرآن شریف بلند آواز سے پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے۔ جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے۔ اگر چہ اور لوگ اپنے اپنے کام میں ہوں۔ (غنیہ، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

مسئلہ سب لوگ مجمع میں زور سے قرآن شریف پڑھیں یہ ناجائز ہے۔ اکثر عرس و فاتحہ کے موقعوں پر سب لوگ زور زور سے تلاوت کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو سب لوگ آہستہ پڑھیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ بازاروں اور کارخانوں میں جہاں لوگ کام میں لگے ہوں زور سے قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ کیوں کہ لوگ اگر نہ سنیں تو گناہ گار ہوں گے۔ (درالمختار جلد ۱ صفحہ ۳۶۷)

مسئلہ قرآن شریف بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب نمازی یا بیمار یا سونے والے کو تکلیف نہ پہنچے۔

مسئلہ قرآن شریف کو پیٹھ نہ کی جائے۔ نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائیں۔ نہ اس سے اونچی جگہ بیٹھیں۔ نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگرچہ حدیث فقہ کی کتاب ہو۔

مسئلہ قرآن شریف اگر بوسیدہ ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں رہا۔ تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں اور اس کیلئے لحد بنائی جائے تاکہ مٹی اس کے اوپر نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہئے۔ بلکہ دفن کرنا چاہئے۔

(عالمگیری و بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۱۸)

احکام مسجد کا بیان

جب مسجد میں داخل ہو تو درود شریف پڑھ کر اَللّٰهُمَّ فَتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے اور جب مسجد سے نکلے تو درود شریف کے بعد اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ پڑھے۔

مسئلہ مسجد کی چھت کا بھی مسجد ہی کی طرح ادب و احترام لازم ہے۔ بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۱۷۸)

مسئلہ بچے کو اور پاگل کو جن سے گندگی کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے اور اگر نجاست کا ڈرنہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ ڈالے جہاں بے ادبی نہ ہو۔

مسئلہ ناپاک کپڑا پہن کر یا کوئی بھی ناپاک چیز لے کر مسجد میں جانا منع ہے یوں ہی ناپاک تیل مسجد میں جلانا، یا ناپاک گارا مسجد میں لگانا منع ہے۔

مسئلہ وضو کے بعد بدن کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا مسجد میں تھوکنا، یا ناک صاف کرنا ناجائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱

صفحہ ۱۰۳)

مسئلہ مسجد میں ان آداب کا خیال رکھے۔ (۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہوں۔ ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں۔ (۲) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔ (۳) خرید و فروخت نہ کرے۔ (۴) تنگی تلوار مسجد میں نہ لے کر جائے۔ (۵) گئی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔ (۶) ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔ (۷) دنیا کی باتیں نہ کرے۔ (۸) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔ (۹) جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے بلکہ جہاں خالی جگہ پائے وہاں نماز پڑھ لے اور اس طرح نہ بیٹھے کہ جگہ میں دوسروں کے لئے تنگی ہو۔ (۱۰) کسی نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔ (۱۱) مسجد میں تھوک کھنکھار یا کوئی گندی یا گھناؤنی چیز نہ ڈالے۔ (۱۲) انگلیاں نہ چٹخائے۔ (۱۳) نجاست، شرارتی بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے۔ (۱۴) ذکر الہی کثرت سے کرے۔ (ماخوذ از کتب فقہ)

مسئلہ کچا لہسن پیاز یا مولیٰ کھا کر جب تک منہ میں بدبو باقی رہے مسجد میں جانا جائز نہیں۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہے کہ اس سے مسجد کو بچایا جائے اور اس کے بغیر دور کیے ہوئے مسجد میں نہ جایا جائے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۶۸)

مسئلہ مسجد کی صفائی کیلئے چمگا دڑوں اور کبوتروں اور چڑیوں کے گھونسلوں کو نوچتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت کم ہو جامع مسجد سے افضل ہے بلکہ اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہہ کر اکیلے نماز پڑھے۔ یہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے۔ (صغیری وغیرہ)

سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سنت مؤکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ ہے۔

مسئلہ سنت مؤکدہ یہ ہیں۔ دو رکعت فجر کی سنت فرض نماز سے پہلے، چار رکعت ظہر کی سنت فرض نماز سے پہلے اور دو رکعت بعد میں۔ مغرب کے بعد دو رکعت سنت عشاء کے بعد دو رکعت سنت، جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت۔ یہ سب سنتیں مؤکدہ، یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے۔ بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کی تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے۔ ان مؤکدہ سنتوں کو ”سُنَنُ اَلْہُدٰی“ بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ سنت غیر موکدہ یہ ہیں۔ چار رکعت عصر سے پہلے، چار رکعت عشاء سے پہلے، اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنت کے چھ رکعت سنت، مغرب کے بعد چھ رکعت ”صلوة الاوابین“ اور دو رکعت تحیۃ المسجد، دو رکعت تحیۃ الوضوء اگر مکروہ وقت نہ ہو۔ دو رکعت نماز اشراق کم سے کم دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت، کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے آٹھ رکعت نماز تہجد، صلوٰۃ التبیح نماز استحارہ اور نماز حاجت وغیرہ ان سنتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ ان سنتوں کو ”سُنَنُ الزَّوَائِد“ اور کبھی سنت مستحبہ کہتے ہیں۔

مسئلہ قیام کی قدرت ہونے کے باوجود نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ لیکن جب قدرت ہو تو نفل کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور دو گنا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۹)

نماز تحیۃ الوضوء

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت (نماز تحیۃ الوضوء) پڑھے۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۵۸)

نماز اشراق

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر الہی کرتا رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر دو رکعت (نماز اشراق) پڑھے تو اسے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷۶)

نماز چاشت

چاشت کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاشت کی دو رکعتوں کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲، ۶۳)

نماز تہجد

نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد صبح صادق طلوع ہونے کے وقت تک ہے۔ تہجد کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تک ثابت ہے۔ حدیثوں میں اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ (صحاح ستہ)

صلوۃ التسبیح

اس نماز کا بے انتہا ثواب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے میرے چچا! اگر ہو سکے تو صلوۃ التسبیح ہر روز ایک بار پڑھو۔ اگر روزانہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت صلوۃ التسبیح کی نیت باندھے۔ تکبیر تحریمہ اور ثناء کے بعد پندرہ بار یہ کلمہ پڑھے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

اگر اس کے ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بھی پڑھے تو زیادہ بہتر ہے پھر تعوذ، تسمیہ سورۃ فاتحہ کے بعد اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر دس بار یہی کلمہ پڑھے پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کے بعد دس بار پھر رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد دس بار پھر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کے بعد دس بار پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں دس بار پھر دوسرے سجدے میں تسبیح کے بعد دس بار پھر کھڑے ہو کر تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سے پہلے پندرہ بار۔ پھر اسی ترتیب سے چاروں رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں 75 بار اور چاروں رکعتوں میں 300 بار یہ تسبیح پڑھی جائے گی۔ نیز پہلی رکعت میں سورۃ نکاث، دوسری میں سورۃ عصر، تیسری میں سورۃ کافرون اور چوتھی رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۷۱۱)

نماز حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دو یا چار رکعت نماز پڑھتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھے۔ باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، قُلْ هُوَ اللَّهُ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے۔ تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آجائے تو اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر تین مرتبہ اس آیت کو پڑھے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ پھر تین بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھے پھر تین بار کوئی درود شریف پڑھے اور

یہ دعا پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَذَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا
 تَدْعُ لِي ذُنُوبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ
 (ترمذی ورد المختار جلد ۱ صفحہ ۴۶۱)

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ اسی طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب جو نابینا تھے۔
 بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے۔
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر چاہو تو صبر کرو اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور دعا کر دیں تو
 آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ تم خوب اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو!

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ اتِّوَسَّلُ وَآتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ
 بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِيُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے۔ ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا
 ہمارے پاس اکھیاں رکھ کر اس شان سے آئے کہ گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ و مسند امام
 ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ و مستدرک جلد ۱ صفحہ ۵۲۶)

صلوة الاسرار

دعاؤں کی مقبولیت اور حاجتوں کے پوری ہونے کیلئے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار بھی ہے۔ جس کو امام ابو الحسن نور الدین علی بن
 جریر الحمی شطونی نے بختہ الاسرار میں اور ملا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے
 روایت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ اس کی ترتیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ
 الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھے اور گیارہ مرتبہ یہ پڑھے يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
 أَغْنِنِي وَأَمْدُدْنِي فِي قَضَاءِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور
 ہر قدم پر یہ پڑھے يَا غَوْثَ الشَّقَلَيْنِ وَيَا كَرِيمَ الطَّرَفَيْنِ أَغْنِنِي وَأَمْدُدْنِي قَضَاءِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ
 الْحَاجَاتِ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگے۔ (اخبار الاخيار صفحہ ۶۲
 ترہتہ الخاطر صفحہ ۷۸)

نماز استخارہ

احادیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ جس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل هو اللہ پڑھے، پھر یہ دعا پڑھ کر با وضو قبلہ کی طرف منہ کر کے سورہ دعا کے اوّل و آخر سورۃ فاتحہ اور درود شریف بھی پڑھے دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجِلْہِ فَاَقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجِلْہِ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاَقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہِ

دونوں جگہ الامر کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے

جیسے پہلی جگہ **هٰذَا لِسَفَرٍ خَیْرٌ لِّیْ** اور دوسری جگہ میں **هٰذَا لِسَفَرٍ شَرٌّ لِّیْ** (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲ و کتب فقہ)

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ کم سے کم سات مرتبہ استخارہ کرے اور پھر دیکھے جس بات پر دل جے اسی میں بھلائی ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ استخارہ کرنے میں اگر خواب کے اندر سپیدی یا سبزی دیکھے تو اچھا ہے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا

ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۶۱)

تراویح کا بیان

مسئلہ مرد و عورت سب کے لئے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ عورتیں گھروں میں اکیلے اکیلے

تراویح پڑھیں مسجدوں میں نہ جائیں (پردہ کے اہتمام کے ساتھ جانا جائز ہے)۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

مسئلہ تراویح بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھی جائیں۔ یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور ہر چار رکعت پر اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں اور اختیار ہے کہ اتنی دیر چاہے چپ بیٹھا رہے چاہے کلمہ یاد و شریف پڑھتا رہے۔ یا کوئی اور بھی دعا پڑھتا رہے۔ عام طور پر یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ

وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ

وَالرُّوحِ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۳)

مسئلہ مردوں کے لئے تراویح جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ یعنی اگر مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوئی تو محلہ کے سب لوگ گنہگار ہوں گے اور اگر کچھ لوگوں نے مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھ لی تو سب لوگ بری الذمہ ہو گئے۔ (درمختار

جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

مسئلہ پورے مہینہ کی تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دوبارہ ختم کرنا افضل ہے اور تین بار ختم کرنا اس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے بشرطیکہ مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو۔ مگر ایک بار ختم کرنے میں مقتدیوں کی تکلیف کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار ۱ صفحہ ۴۷۵)

مسئلہ جس نے عشاء کی فرض نماز نہیں پڑھی۔ وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر۔ جب تک فرض نہ ادا کرے۔

مسئلہ نے عشاء کی فرض نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت سے تو وہ وتر کو تنہا پڑھے۔ (درمختار و درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

وتر کو جماعت سے وہی پڑھے گا جس نے عشاء کے فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہو۔

مسئلہ جس کی تراویح کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ وتر کی نماز جماعت سے پڑھ لے۔ پھر اس کے بعد تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔ بشرطیکہ عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکا ہو اور اگر چھوٹی ہوئی تراویح کی رکعتوں کو ادا کر کے وتر تنہا پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔ مگر پہلی صورت افضل ہے۔ (عالمگیری و

ردالمختار)

مسئلہ اگر کسی وجہ سے تراویح میں ختم قرآن نہ ہو سکے تو سورتوں سے تراویح پڑھیں اور اس کے لئے بعضوں نے یہ

طریقہ رکھا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے آخر تک دوبار پڑھتے ہیں۔ بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۵)

مسئلہ بلا کسی عذر کے بیٹھ کر تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۵)

ہاں اگر بیمار یا بہت زیادہ بوڑھا اور کمزور ہو تو بیٹھ کر تراویح پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ یہ بیٹھنا عذر کی وجہ سے ہے۔

مسئلہ نابالغ کسی نماز میں امام نہیں بن سکتا۔ اسی طرح نابالغ کے پیچھے بالغوں کی تراویح نہیں ہوگی۔ صاحب ہدایہ و

صاحب فتح القدیر نے اسی قول کو مختار بتایا ہے۔ (بہار شریعت)

نمازوں کی قضا کا بیان

مسئلہ کسی عبادت کو اس کے مقرر وقت پر ادا کرنے کو ادا کہتے ہیں اور وقت گزر جانے کے بعد عمل کرنے کو قضا کہتے ہیں۔

مسئلہ فرض نمازوں کی قضا فرض ہے۔ وتر کی قضا واجب ہے۔ فجر کی سنت اگر فرض کے ساتھ قضا ہو اور زوال سے پہلے

پڑھے تو فرض کے ساتھ سنت بھی پڑھے۔ اگر زوال کے بعد پڑھے تو سنت کی قضا نہیں۔ جمعہ اور ظہر کی سنتیں قضا ہو گئیں اور فرض

پڑھ لیا۔ اگر وقت ختم ہو گیا تو ان سنتوں کی قضا نہیں اور اگر وقت باقی ہے تو ان سنتوں کو پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلے فرض کے بعد

والی سنتوں کو پڑھے۔ پھر ان چھوٹی ہوئی سنتوں کو پڑھے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۸۸)

مسئلہ جس شخص کی پانچ نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں۔ اس کو صاحب ترتیب کہتے ہیں۔ اس پر لازم ہے کہ وقتی نماز

سے پہلے قضا نمازوں کو پڑھ لے اگر وقت میں گنجائش ہوتے ہوئے اور قضا نماز کو یاد رکھتے ہوئے وقتی نماز کو پڑھ لے تو یہ نماز نہیں

ہوگی۔ مزید تفصیل ”بہار شریعت“ میں دیکھنی چاہئے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۸۸)

مسئلہ چھ نمازیں یا اس سے زیادہ نمازیں جس کی قضا ہو گئی ہوں، وہ صاحب ترتیب نہیں۔ اب یہ شخص وقت کی گنجائش

اور یاد ہونے کے باوجود اگر وقتی نماز پڑھ لے گا تو اس کی نماز ہو جائے گی اور چھوٹی ہوئی نمازوں کو پڑھنے کے لئے کوئی وقت مقرر

نہیں ہے۔ عمر بھر میں جب بھی پڑھ لے گا بِرَّی الذَّمَّ ہو جائے گا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۸۹)

مسئلہ جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو جب اس نماز کی قضا پڑھے، تو ضروری ہے کہ اس روز اور اس وقت کی قضا

کی نیت کرے۔ مثلاً جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہو گئی، تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت جمعہ کے دن کی نماز فجر کی

اللہ تعالیٰ کے لئے، منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

مسئلہ اگر مہینے دو مہینے یا چند برسوں کی قضا نمازوں کو پڑھے تو نیت کرنے میں جو نماز پڑھنی ہے۔ اس کا نام لے اور اس

طرح نیت کرے۔ مثلاً نیت کی میں نے دو رکعت نماز فجر کی جو میرے ذمہ باقی ہیں۔ ان میں سے پہلی فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے

منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر اس طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو سمجھ لینا چاہئے۔

مسئلہ جو رکعتیں ادا میں سورہ ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ وہ قضا میں بھی سورہ ملا کر پڑھی جائیں گی اور جو رکعتیں ادا میں بغیر سورہ ملائے پڑھی جاتی ہیں۔ قضا میں بھی بغیر سورہ ملائے پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ حالت سفر میں جب قصر کرتا تھا۔ اس وقت کی چھوٹی ہوئی نمازوں کو اگر وطن میں بھی قضا کرے گا تب بھی دو رکعت پڑھے گا اور جو نمازیں مسافر نہ ہونے کے زمانے میں قضا ہوئی ہیں۔ اگر سفر میں بھی ان کی قضا پڑھے گا تو چار ہی رکعت پڑھے گا۔ (عامہ کتب فقہ)

جمعہ کا بیان

جمعہ فرض ہے اور اس کا فرض ہونا ظہر سے زیادہ مؤکد ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۵)
حدیث شریف میں ہے کہ جس نے تین جمعے برابر چھوڑ دیے۔ اس نے اسلام کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ وہ منافق ہے اور اللہ تعالیٰ سے بے تعلق ہے۔ (ابن خزیمہ و بہار شریعت)

مسئلہ جمعہ فرض ہونے کے لئے مندرجہ ذیل گیارہ شرطیں ہیں۔ (۱) شہر میں مقیم ہونا لہذا مسافر پر جمعہ فرض نہیں (۲) آزاد ہونا لہذا غلام پر جمعہ فرض نہیں (۳) تندرستی یعنی ایسے مریض پر جمعہ فرض نہیں جو جامع مسجد تک نہیں جاسکتا (۴) مرد ہونا یعنی عورت پر جمعہ فرض نہیں (۵) عاقل ہونا یعنی پاگل پر جمعہ فرض نہیں (۶) بالغ ہونا یعنی بچے پر جمعہ فرض نہیں (۷) انگھیا را ہونا لہذا اندھے پر جمعہ فرض نہیں (۸) چلنے کی قدرت رکھنے والا ہو یعنی اپانچ پر جمعہ فرض نہیں (۹) قید میں نہ ہونا لہذا جیل خانہ کے قیدیوں پر جمعہ فرض نہیں (۱۰) حاکم یا ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا (۱۱) بارش کا آمدھی کا اس قدر زیادہ ہونا جس سے نقصان کا قوی اندیشہ ہو۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۵۴۶)

مسئلہ جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں مثلاً مسافر اور اندھے وغیرہ اگر یہ لوگ جمعہ پڑھیں تو ان کی نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ یعنی ظہر کی نماز ان لوگوں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ جمعہ جائز ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔ یعنی ان میں سے ایک بھی اگر نہیں پائی گئی تو جمعہ ادا ہوگا ہی نہیں۔

پہلی شرط جمعہ جائز ہونے کی پہلی شرط شہر یا شہری ضروریات سے تعلق رکھنے والی جگہ ہونا ہے۔ شریعت میں شہر سے مراد وہ آبادی ہے کہ جس میں متعدد سڑکیں، گلیاں اور بازار ہوں اور ضلع یا تحصیل کا شہر یا قصبہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گئے جاتے ہیں۔ اگر ضلع یا تحصیل نہ ہو تو ضلع یا تحصیل جیسی بستی ہو۔ جمعہ جائز ہونے کے لئے ایسی بستی کا ہونا شرط ہے۔ لہذا چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ ان لوگوں کو روزانہ کی طرح ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنی چاہئے۔ لیکن جن گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم ہے جمعہ کو بند نہیں کرنا چاہئے کہ عوام جس طرح بھی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں غنیمت ہے۔ لیکن ان لوگوں کو چار

رکعت ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

دوسری شرط دوسری شرط یہ ہے کہ بادشاہ اسلام یا اس کا نائب جمعہ قائم کرے اور اگر وہاں اسلامی حکومت نہ ہو تو سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم دین اس شہر کا جمعہ قائم کرے کہ بغیر اس کی اجازت کے جمعہ قائم نہیں ہو سکتا اور اگر یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں وہ جمعہ قائم کرے ہر شخص کو یہ حق نہیں کہ جب چاہے جمعہ قائم کر لے۔

تیسری شرط ظہر کا وقت ہونا ہے۔ لہذا وقت سے پہلے یا بعد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔ اگر جمعہ کی نماز پڑھتے پڑھتے عصر کا وقت شروع ہو گیا تو جمعہ باطل ہو گیا۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہو جائے خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے۔ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پورا خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان کو ملانا یہ خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

پانچویں شرط جمعہ جائز ہونے کی پانچویں شرط جماعت ہے۔ جس کے لئے امام کے سوا کم سے کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔

چھٹی شرط اذان عام ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ لہذا بند مکان میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۶ تا ۵۴۶ وغیرہ)

نماز عیدین کا بیان

عید و بقر عید کی نماز واجب ہے۔ مگر سب پر نہیں بلکہ صرف انہیں لوگوں پر جن پر جمعہ فرض ہے بلا وجہ عیدین کی نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۵۵)

مسئلہ عیدین کی نماز واجب ہونے اور جائز ہونے کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ جمعہ کا خطبہ شرط ہے اور عیدین کا خطبہ سنت ہے۔ دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ہے اور عیدین کا خطبہ نماز عیدین کے بعد ہے۔ ایک تیسرا فرق یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لئے اذان و اقامت ہے اور عیدین کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت صرف دوبار اَصْلُوۃ جَامِعَۃ کہہ کر نماز عیدین کے اعلان کی اجازت ہے۔

مسئلہ عیدین کی نماز کا وقت ایک نیزہ سورج بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۵۸)

مسئلہ عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں۔ (۱) حجامت بنوانا (۲) ناخن کٹوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اچھے کپڑے پہننا چاہے نئے ہوں یا پرانے (۶) انگوٹھی پہننا (۷) خوشبو لگانا (۸) صبح کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا (۹) عید گاہ جلد چلے جانا (۱۰) نماز سے پہلے صدقہ فطرا کرنا (۱۱) عید گاہ کو پیدل جانا (۱۲) دوسرے راستے سے واپس آنا

ہاوینا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷)

جلد ۱ صفحہ ۵۶۱)

ہمیں ہوسلی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۶۲)

یعنی تیسرے دن بھی بلا کراہت پڑھی جاسکتی ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۶۲)

مسئلہ نوں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر نماز کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل ہے۔ اس کو تکبیر تشریق کہتے ہیں اور وہ یہ ہے،

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۶۲)

مسئلہ قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی ذوالحجہ سے دسویں ذوالحجہ تک بال یا ناخن نہ کٹائے۔

قربانی کا بیان

مسئلہ ہر مالک نصاب مرد و عورت پر ہر سال قربانی واجب ہے۔ یہ ایک مالی عبادت ہے۔ خاص جانور کو خاص دن میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا اس کا نام قربانی ہے۔

مسئلہ مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونایا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامان تجارت یا روپوں نوٹوں پیسوں کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

مسئلہ قربانی کا جانور مونا تازہ اچھا اور بے عیب ہونا ضروری ہے۔ اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہیں تو قربانی ہوگی ہی نہیں۔

مسئلہ اندھا، لنگڑا، کاٹا، بچد بلاء، تھائی سے زیادہ کان دم، سینگ، تھن وغیرہ کٹا ہوا، پیدائشی بے کان کا بیمار، ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا طریقہ

قربانی کا یہ طریقہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو پھر یہ دعا پڑھیں۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ

وَنُسُکِیْ وَمَحِیَّایْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اور جانور کے پہلو پر اپنا دایہ پاؤں رکھ کر **لِّلّٰہُمَّ لَکَ وَمِنکَ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیں۔

ذبح کرنے کے بعد پھر یہ دعا پڑھیں۔ **اَللّٰہُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰۃُ وَالسَّلَامُ**

وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کرے تو **مِنِّیْ** کے بجائے **مِنْ** کہہ کر اس کا نام لے۔

مسئلہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ صدقہ کر دے۔ ایک حصہ احباب میں تقسیم کر دے اور ایک حصہ اپنے خرچ کے لئے رکھ لے۔

مسئلہ قربانی کا گوشت کافر کو ہرگز نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔

مسئلہ چمڑا، جھول، رسی وغیرہ سب کو صدقہ کر دے۔ چمڑے کو خود اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے۔ مثلاً ڈول، مصلیٰ، جامناز، بچھونا بنا سکتا ہے۔

مسئلہ آج کل لوگ عموماً قربانی کی کھال دینی مدارس میں دیا کرتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے بیچ کر قیمت مدرسہ میں دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

عقیقہ کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ اسے ”عقیقہ“ کہتے ہیں۔

مسئلہ جن جانوروں کو قربانی میں ذبح کیا جاتا ہے۔ انہی جانوروں کو عقیقہ میں بھی ذبح کر سکتے ہیں۔

مسئلہ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر گائے بھینس عقیقہ میں ذبح کرے تو دو حصہ لڑکے کی طرف سے اور ایک حصہ لڑکی کی طرف سے ذبح کرنے کی نیت کرے۔ اگر چاہے تو پوری گائے یا بھینس لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ میں ذبح کر دے۔

مسئلہ گائے بھینس میں قربانی کے وقت کچھ حصہ قربانی کی نیت سے اور کچھ حصہ عقیقہ کی نیت سے رکھ کر ذبح کرے تو ایک ہی جانور میں قربانی اور عقیقہ دونوں ہو جائیں گے اور ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ عقیقہ کے لئے بچے کی پیدائش کا ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کریں سنت ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کھا سکتے ہیں اور جاہلوں میں جو یہ مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت یہ لوگ نہیں کھا سکتے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔

مسئلہ عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت اگر لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ بِنِ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهِ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهِ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهِ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهَا

وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهَا. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِّهُ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

دُعا میں فُلَانِ بِنِ فُلَانِ کی جگہ بچے اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر لڑکی ہو تو یہی دُعا اس طرح پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ عَقِيْقَةُ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهَا وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهَا وَجِلْدُهَا

بِجِلْدِهَا وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِّهَا مِنَ النَّارِ

دعا میں فَلَانِ بِسْمِ فَلَانِ کی جگہ لڑکی اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر دعا یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے دل میں یہ خیال کرے کہ فلاں لڑکے یا فلاں لڑکی کا عقیقہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر ذبح کر دے عقیقہ ہو جائے گا۔ عقیقہ کے لئے دعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔

گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنت موکدہ اور چاند گہن کی نماز جماعت سے مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے۔ اگر جماعت سے پڑھی جائے، تو خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اس کے لیے شرط ہیں وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی جماعت قائم کر سکتا ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا پڑھیں، گھر میں پڑھیں یا مسجد میں۔

مسئلہ گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ پڑھیں پھر اس وقت تک دعا مانگتے رہیں کہ گہن ختم ہو جائے۔

مسئلہ گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قرأت۔ (در مختار ج، ص ۵۶۵)

میّت کے متعلقات

جب موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چپٹ لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کر دیں۔ مگر اس صورت میں سر کو کچھ اونچا کر دیں تاکہ قبلہ کی طرف منہ ہو جائے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے میں اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (در مختار و عالمگیری صفحہ ۱۳۷)

مسئلہ جان کنی کی حالت میں اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس آواز سے کلمہ شہادت پڑھیں۔ مگر اسے پڑھنے کا حکم نہ دیں اور جب وہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کر لی تو پھر تلقین کریں تاکہ اس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ جان کنی کے وقت حاضرین اپنے لئے اور اس کے لئے دعائے خیر کریں اور سورۃ یسین و سورۃ رعد پڑھیں۔ جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبرے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ لگا دیں کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں۔ یہ کام اُس کے گھر والوں میں سے جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو مثلاً باپ یا بیٹا وہ کرے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

مسئلہ کفن دفن میں جلدی کریں کہ حدیثوں میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ (جوہرہ)

میت کے نہلانے کا طریقہ

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگوں نے نہلا دیا تو سب اس ذمہ داری سے بری ہو گئے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

مسئلہ نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین، پانچ یا سات مرتبہ دھوئیں۔ پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی پاک کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر نماز جیسا وضو کرائے۔ مگر میت کے وضو میں پہلے گٹھوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور نھتوں پر پھرا دیں۔ پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو پاک صابن سے دھوئیں، ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک پیری کے پتوں کا جوش دیا ہو پانی بہائیں کہ تخت تک پانی پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائیں۔ اگر پیری کے پتوں کا ابالا ہو پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی سے پیٹ سہلائیں۔ اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں اور غسل کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں۔ پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ کر سکھائیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳۹)

مسئلہ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت اور چھوٹا لڑکا ہو تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی ہو تو مرد بھی اس کو غسل دے سکتا ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳۹)

مسئلہ عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ اسے بلا حائل چھو سکتا ہے۔ ہاں دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۷۵) عوام میں یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ منہ دیکھ سکتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا کپڑا حائل ہونے کے ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں نہلانے کے لئے پانی نہیں ملتا تو میت کو تیمم کرائیں اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔ ہاں اگر دفن سے پہلے پانی مل جائے تو غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۰)

کفن کا بیان

میت کو کفن پہنانا فرض کفایہ ہے۔ کفن کے تین درجے ہیں۔ (۱) کفن ضرورت (۲) کفن کفایت (۳) کفن سنت۔ مرد کے لئے کفن سنت تین کپڑے ہیں۔ چادر، تہبند اور گرتا مگر تہبند سر سے پاؤں تک لمبا ہونا چاہئے اور عورت کے لئے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں۔ چادر، تہبند، گرتا اور ڈھنی سینہ بند۔ کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں۔ چادر تہبند اور عورت کے لئے تین کپڑے چادر تہبند اور ڈھنی یا چادر کرتا اور ڈھنی اور کفن ضرورت عورت مرد دونوں کے لئے یہ ہے کہ جو میسر آ جائے اور کم سے کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (درمختار عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۰)

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کفن کو تین، پانچ یا سات بار دھونی دے کر پہلے چادر کو بچھائیں۔ پھر اس کے اوپر تہبند، گرتا کو بچھائیں۔ پھر میت کو لٹائیں اور گرتا پہنائیں۔ داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو لگائیں اور سجدہ کی جگہوں یعنی ماتھے، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائیں۔ پھر تہبند لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے چادر لپیٹیں۔ پھر اسی طرح پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ اُڑنے اور بکھرنے کا اندیشہ نہ ہو ہے۔ عورت کو کفنی یعنی کرتا پہنانے کے اس کے بال دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب کے ڈال دیں کہ لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک رہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۱)

جنائزہ لے کر چلنے کا بیان

سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنائزہ اٹھائیں اور یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دیں اور ہر بار دس دس قدم چلیں۔ پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سر ہانے کندھا دے۔ پھر داہنی پائینٹی پھر بائیں سر ہانے پائینٹی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنائزہ لے کر چلے۔ اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو جنائزہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرما دے گا۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۲)

مسئلہ جنائزہ لے چلنے میں سر ہاند آگے ہونا چاہئے اور عورتوں کو جنائزہ کے ساتھ جانا ممنوع و ناجائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۲ وغیرہ)

مسئلہ میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی ہو تو اس کے جنائزہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

مسئلہ جنائزہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور ساتھ چلنے والوں کو جنائزہ کے پیچھے چلنا چاہئے، داہنے بائیں اور جنائزہ کے آگے چلنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

مسئلہ جنائزہ کو تیزی کے ساتھ لے کر چلیں، مگر اس طرح کہ میت کو جھٹکانہ لگے۔

مسئلہ ہر مسلمان کی نماز جنائزہ پڑھی جائے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو۔ مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ ان کی نماز جنائزہ نہیں پڑھی جائے گی۔ مثلاً (۱) باغی جو امام برحق پر خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے، (۲) ڈاکو جو ڈاکہ زنی میں مارا گیا،

(۳) ماں باپ کا قاتل، (۴) جس نے کئی شخصوں کا گلا گھونٹ کر مار دیا ہو۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۸۳)

مسئلہ جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر اس کے جنائزہ کی نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جو زنا کاری

کی سزا میں سنگسار کیا گیا یا خون کے قصاص میں پھانسی دیا گیا اسے غسل دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ (عالمگیری جلد

۱ صفحہ ۵۸۳)

مسئلہ جو بچہ مردہ پیدا ہوا، اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (عالمگیری جلد صفحہ ۱۵۲)

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو سب بڑی الذمہ ہو گئے اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو سب گنہگار ہوئے۔ جو نماز جنازہ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۸۱)

مسئلہ نماز جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں۔ ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

مسئلہ نماز جنازہ اس طرح پڑھیں کہ پہلے یوں نیت کرے، نیت کی میں نے نماز جنازہ کی چار تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیلئے اور دعا اس میت کے لئے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف (مقتدی اتنا اور کہے) پیچھے اس امام کے پھر کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے، پھر یہ ثناء پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود ابراہیمی پڑھے۔ جو بوقتہ نمازوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور بالغ کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأَنْشَأْجِ اللَّهُمَّ مِنْ أَحْيَيْتَهُ مِنْ فَاحِيهِ

عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنْ أَوَّلِ الْإِيمَانِ

اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے۔ پھر بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے اور اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے۔ **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا** اور اگر نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔ **اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً**

مسئلہ میت کو ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے۔ جہاں نیک لوگوں کی قبریں ہوں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

مسئلہ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کے پاس سورہ بقرہ کا اول و آخر پڑھیں۔ سرہانے اَلَمْ سے مفلحون تک اور پائنتی امن الرسول سے ختم سورہ تک پڑھیں۔ (جوہرہ)

قبر پر تلقین

مسئلہ دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا، اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔ (جوہرہ)

یہ جو بعض کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے، یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا ہے۔ (شامی)
حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر میت اور اس کی ماں کا نام لے کر یوں کہے یا فلان بن فلانہ وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا۔ پھر کہے یا فلان بن فلانہ وہ کہے گا۔ ہمیں ارشاد کر اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے۔

أَذْكُرُ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا شَهِادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﷺ وَأَنَّكَ رَضِيتَ بِاللَّهِ

رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا

تکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو اس کے پاس بیٹھیں، جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ اگر اسکی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا حوا کی طرف نسبت کر لے۔ (طبرانی فی المعجم و ضیافی الاحکام و ابن شاہین فی ذکر الموت

و فتاویٰ رضویہ جلد ۱ صفحہ ۹۳)

مسئلہ قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل پہلے گا۔ (ردالمختار)

مسئلہ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہئے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو انس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۶۰۶)

مسئلہ قبر پر سونا چلنا بیٹھنا حرام ہے قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے۔ اس سے گزرنا ناجائز ہے۔ خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ (عالمگیری و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۶۰۶)

مسئلہ میت کو دفن کرنے کے بعد سوئم، دسواں، چہلم کرنا یعنی نماز و روزہ اور تلاوت و کلمہ اور صدقہ و خیرات اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا جائز ہے۔ جتنے لوگوں کی روحوں کو ثواب پہنچائے گا سب کی روحوں کو ثواب پہنچے گا اور اس پہنچانے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی امید ہے کہ اس کو پورا پورا ثواب ملے گا یہ نہیں کہ تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے گا۔ بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کو ان سب کے مجموعہ کے برابر ثواب ملے گا۔ (شرح عقائد،

ہدایہ، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت وغیرہ)

زیارت قبور

قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنت ہے۔ ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے اور اس کے لیے سب سے افضل جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے۔ اولیاء کے مزارات پر دور دور سے سفر کر کے جانا یقیناً جائز ہے۔ اولیاء اپنے زیارت کرنے والوں کو اپنے رب کی دی ہوئی طاقتوں سے نفع پہنچاتے ہیں اور اگر مزاروں پر کوئی خلاف شرح بات ہو، جیسے عورتوں کا سامنا یا گانا بجانا وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام چھوڑا نہیں جاتا بلکہ خلاف شرع باتوں کو برا جانے اور ہو سکے تو بری باتوں سے لوگوں کو منع کرے اور بری باتوں کو اپنی طاقت بھرو کے۔ (ردالمختار ج ۱ ص ۶۳۱)

مسئلہ قبروں کی زیارت کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کی پائنتی کی طرف سے جا کر قبلہ کو پشت کر کے میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے کہ **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَإِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ** پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے، تو اتنے فاصلہ پر بیٹھے کہ جتنی دور زندگی میں اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ (درالمختار)

مسئلہ حدیث شریف میں ہے کہ جو گیارہ مرتبہ **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کی روح کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۶۰۵)

مسئلہ وہابی لوگ قبروں کی توہین کرتے ہیں۔ قبروں کی زیارت اور فاتحہ سے منع کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہئے اور ہرگز ان لوگوں سے میل جول نہ رکھنا چاہئے۔ نہ ان کی باتوں کو ماننا چاہئے یہ لوگ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔

مسئلہ علماء اور اولیاء کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے۔ مگر قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔ (درمختار و ردالمختار صفحہ ۶۰۱)

یعنی اندر سے پختہ نہ بنائی جائے اور اگر اندر قبر کچی ہو اور اوپر سے پختہ بنائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لئے کچھ لکھ سکتے ہیں۔ مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو۔ (جوہرہ درمختار صفحہ ۶۰۱)

مسئلہ قبر پر بیٹھنا سونا، چلنا، پھرنا، پیشاب پاخانہ کرنا، قبر پر تھوکرنا حرام ہے کہ اس سے قبر والے کو تکلیف پہنچے گی۔ اسی طرح قبرستان میں جوتا پہن کر نہ چلے۔ ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیاں پہن کر قبرستان میں چلتے دیکھا تو فرمایا کہ اے شخص جو تیاں اتار لے نہ تو قبر والے کو تکلیف دے اور نہ قبر والا تجھ کو تکلیف دے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶، بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

مسئلہ بزرگانِ دین کی قبروں پر صفائی ستھرائی کرتے رہنا وہاں اگر بتی جلا کر عطر لگا کر خوشبو کرنا، مزاروں پر پھول پتیاں ڈالنا، عوام کی نظروں میں صاحبِ مزار کی عزت و عظمت پیدا کرنے کے لئے مزاروں پر غلاف و چادر چڑھانا، مزاروں کے آس پاس روشنی کرنا تاکہ راستہ چلنے والوں کو روشنی ملے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔ تاکہ یہ لوگ وہاں آ کر فاتحہ پڑھیں، یہ سب کام جائز ہیں اور اچھی نیت سے کریں تو مستحب بھی۔ (کشف النور علامہ نابلسی)

مسئلہ بحری جہاز پر کسی کا انتقال ہوا اور کنارہ بہت دور ہے تو چاہئے کہ میت کو غسل کر دے کر اور کفن پہنا کر پورے اعزاز کے ساتھ سمندر میں ڈال دیں۔ (غنیہ الطالبین و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۵۹۹)

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر اور نہ دینے والا فاسق و جہنمی اور ادا کرنے میں دیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۶۰، مصری)

نماز کی طرح اس کے بارے میں بھی بہت سی آیتیں و حدیثیں آئی ہیں۔ جن میں زکوٰۃ ادا کرنے کی سخت تاکید ہے اور نہ ادا کرنے والے پر طرح طرح کے دنیا و آخرت کے عذابوں کی وعیدیں آئی ہیں۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کے مال کا ایک حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی فقیر کو مالک بنادینا شریعت میں اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

مسئلہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۲) بالغ ہونا یعنی نا

بالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۳) عاقل ہونا یعنی دیوانے پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۴) آزاد ہونا یعنی لونڈی یا غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں،

(۵) مالک نصاب ہونا یعنی جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو، اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۶) پورے طور پر مالک ہونا یعنی اس پر

قبضہ بھی ہو تب زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی نے اپنا مال زمین میں دفن کر دیا اور جگہ بھول گیا۔ پھر برسوں کے بعد جگہ یاد آئی

اور مال مل گیا تو جب تک مال نہ ملا تھا، اس زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ نصاب کا مالک تو تھا۔ مگر اس پر قبضہ نہیں

تھا، (۷) نصاب کے قرض سے فارغ نہیں۔ لہذا اس پر زکوٰۃ نہیں، (۸) نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا، حاجتِ اصلیہ

یعنی آدمی کو زندگی بسر کرنے میں جن چیزوں کی ضرورت ہے مثلاً اپنے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں کے کپڑے گھریلو سامان

یعنی کھانے پینے کے برتن، چارپائیاں، کرسیاں، میزیں، چولہے، ٹکھے وغیرہ ان مالوں میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ سب یہ مال و سامان

حاجتِ اصلیہ سے فارغ نہیں ہیں، (۹) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا مال ہونا خواہ حقیقتہً بڑھنے والا مال ہو جیسے مالی تجارت اور

چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور یا حکماً بڑھنے والا مال ہو۔ جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لئے پیدا کیے گئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی

جائیں اور بیچی جائیں تاکہ نفع ہونے سے یہ بڑھتے رہیں لہذا سونا چاندی جس حال میں بھی ہو زیور کی شکل میں ہوں یا دفن ہوں، ہر

مسئلہ اگر سونا چاندی نہ ہونہ مال تجارت ہو، بلکہ صرف نوٹ اور روپے پیسے ہوں کہ کم سے کم اتنے روپے پیسے یا نوٹ ہوں کہ بازار میں ان سے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہے۔ تو وہ شخص صاحب نصاب ہے۔ اس کو نوٹ اور روپے پیسوں کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہے۔

مسئلہ اگر شروع سال میں پورا نصاب تھا اور آخر سال میں بھی نصاب پورا رہا، درمیان میں کچھ دنوں مال گھٹ کر نصاب سے کم رہ گیا۔ تو یہ کمی کچھ اثر نہ کرے گی۔ بلکہ اس کو پورے مال کی زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ (عالمگیری جلد ۱)

عشر کا بیان

زمین سے جو بھی پیداوار ہو گیہوں، جَو، چنا، باجرا، دھان وغیرہ۔ ہر قسم کے اناج، گنا، روئی ہر قسم کی ترکاریاں، پھول، پھل، میوے سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑی پیداوار یا زیادہ۔ (عالمگیر جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

مسئلہ جو پیداوار بارش یا زمین کی نمی سے پیدا ہو۔ اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جو پیداوار چرے، ڈول، پمپنگ مشین یا ٹیوب ویل وغیرہ کے پانی سے یا خریدے ہوئے پانی سے پیدا ہو۔ اس میں بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

مسئلہ کھیتی کے اخراجات نکال کر عشر نہیں ڈالا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ پیداوار ہوئی ہو ان سب کا عشر یا نصف عشر دینا واجب ہے۔ گورنمنٹ کو جو مال گزاری دی جاتی ہے۔ وہ بھی عشر کی رقم سے منہا نہیں کی جائے گی۔ پوری پیداوار کا عشر خدا کی راہ میں نکالنا پڑے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ زمین اگر بٹائی پردے کر کھیتی کرائی ہے تو زمین والے اور کھیتی کرنے والے دونوں کو جتنی جتنی پیداوار ملی ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے حصہ کی پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۵۶)

زکوٰۃ کا مال کن کن لوگوں کو دیا جائے

جن جن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ وہ یہ لوگ ہیں۔ (۱) فقیر یعنی وہ شخص کہ اس کے پاس کچھ مال ہے مگر نصاب کی مقدار سے کم ہے، (۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کھانے کے لئے غلہ اور پہننے کے لئے کپڑا بھی نہ ہو، (۳) قرض دار یعنی وہ شخص کہ جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے فاضل کوئی مال بقدر نصاب نہ ہو، (۴) مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا ہو۔ اس کو بقدر ضرورت زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے، (۵) عامل یعنی جس کو بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو، (۶) مکاتب غلام تاکہ وہ مال دے کر آزاد ہو جائے، (۷) غریب مجاہد تاکہ وہ جہاد کا سامان کرے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷)

کن کن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا منع ہے

جن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۱) مالدار یعنی صاحب نصاب جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے اس کو زکوٰۃ کا مال جائز نہیں، (۲) بنی ہاشم یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۷ و ۷۸) (۳) اپنی اصل و فروع یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ ہم اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ (۴) شوہر اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ یوں ہی صدقہ فطر اور کفارہ بھی ان لوگوں کو نہیں دے سکتے۔ (جوہر جلد ۱ صفحہ ۱۳۲) (۵) مالدار کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اور مالدار کی بالغ اولاد جب کہ وہ نصاب کے مالک نہ ہوں، ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (۶) کسی کافر و مرتد یا بد مذہب کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۷) **مسئلہ** بہو، داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد اور دوسرے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

(ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۶۳)

مسئلہ مالدار کی بیوی اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۷)

مسئلہ تندرست اور طاقت ور آدمی اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ مگر اس کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۷)

مسئلہ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اس کو مالک بنادیں اس لئے اگر زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو بطور دعوت کے کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کیونکہ یہ اباحت ہوئی، تملیک نہیں ہوئی ہاں اگر کھانا پکا کر فقیروں کو کھانا دے دے اور ان کو اس کھانے کا مالک بنادے کہ وہ چاہیں اس کو کھائیں یا کسی کو دے دیں یا بیچ ڈالیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۶۳)

مسئلہ زکوٰۃ کا مال مسجد یا مدرسہ یا مہمان خانہ کی عمارت میں لگانا یا میت کے کفن دفن میں لگانا یا کنواں بنوادینا یا کتابیں خرید کر کسی مدرسہ میں وقف کر دینا اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب تک کسی ایسے آدمی کو مال زکوٰۃ کا مالک نہ بنادیں جو زکوٰۃ لینے کا اہل ہے۔ اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۶)

مسئلہ فقیر زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے اگر مسجد و مدرسہ کی عمارت میں لگا دے یا میت کے کفن دفن میں صرف کر دے تو جائز ہے۔

قابل توجہ تنبیہ آج کل عام طور پر دینی مدارس میں یہ چلن ہے کہ عطیات اور صدقات و خیرات و چرم قربانی اور زکوٰۃ کی سب رقمیں متولی یا ناظم کے پاس جمع کی جاتی ہیں اور ناظم و متولی ان سب رقموں کو ملا کر رکھتے ہیں اور اسی رقم میں سے طلبہ کا مطبخ بھی چلاتے ہیں اور مدرسین و ملازمین کی تنخواہیں بھی دیتے ہیں اور واعظین و محققین کا نذرانہ بھی دیتے ہیں اور مسجد و مدرسہ کی عمارت بھی بنواتے ہیں اور اپنے مصارف میں بھی لاتے ہیں یا درکھو کہ اس طرح نہ تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے نہ ان کاموں میں زکوٰۃ کی رقموں کو لگانا جائز ہے اور یہ متولیوں اور ناظموں کی بہت بڑی خیانت ہے کہ وہ لوگوں کی زکوٰۃ کے مالوں کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے اور گنہگار ہوتے ہیں۔ لہذا علماء کرام پر شرعاً واجب ہے کہ متولیوں اور ناظموں کو یہ مسئلہ بتا دیں کہ مدارس میں جتنی رقمیں زکوٰۃ کی آتی ہیں پہلے ان رقموں کا حیلہ شرعیہ کر لینا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے اور پھر ان رقموں کو مدرسہ کی جس مد میں چاہیں خرچ کر سکیں۔

مسئلہ حیلہ شرعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقموں کو الگ کر کے کسی طالب علم کو جو غریب ہو دے دیں اور ان رقموں کا اس طالب علم کو مالک بنادیا جائے اور پھر وہ طالب علم اپنی طرف سے وہ رقم مدرسہ میں اپنی خوشی سے دیدے، اس طرح کر لینے سے زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور پھر وہ رقم مدرسہ کی ہر مد میں خرچ کی جاسکے گی۔

مسئلہ زکوٰۃ و صدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر اپنے ماموں اور خالاؤں کو پھر ان کی اولاد کو۔ پھر دوسرے رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو۔ پھر اپنے شہر اور گاؤں والوں کو دیں اور علم دین حاصل کرنے والے طالب علموں کو بھی دینا افضل ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۸ و غیرہ)

صدقہ فطر کا بیان

ہر مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ایک ایک صاع صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۷۴)

مسئلہ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیسوں اور گیسوں کا آٹا آدھا صاع اور جو یا جو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ (درمختار جلد صفحہ ۷۶)

مسئلہ اعلیٰ درجے کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن چاندی کے پرانے روپے سے تین سوا کیا ون روپے بھر اور آدھا صاع کا وزن ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھر اوپر ہے (فتاویٰ رضویہ) اور نئے وزن سے ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہوتا ہے اور آدھے صاع کا وزن دو کلو اور تقریباً سینتالیس گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ صدقہ فطر دینے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں لہذا اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر اپنی شرارت سے روزہ نہ رکھا، جب بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۷۴)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں؟

آج کل یہ ایک عام بلا پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے۔ محنت مشقت سے جان چراتے ہیں اور ناجائز طور پر بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے سوال کرنا اور بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہیں کھیتی باڑی بھی ہے مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے۔ ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو ہمارا پیشہ ہے۔ واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں حالاں کہ ایسے لوگوں کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا بالکل حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بغیر حاجت کے سوال کرتا ہے گویا وہ آگ کا انگارہ کھاتا ہے۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۸۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے حالانکہ اس کو نہ فاقہ ہوا ہے نہ اس کے اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر فاقہ نہیں گذرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا۔ ایسی جگہ سے جو اس کے خیال میں بھی نہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ بیہقی)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ گویا آگ کا انگارہ طلب کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۶۲) خلاصہ یہ ہے کہ بغیر شدید ضرورت کے بھیک مانگنا اور لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

صدقہ کرنے کی فضیلت

زکوٰۃ و عشر و صدقہ فطریہ تینوں تو واجب ہیں جو ان تینوں کو نہ ادا کرے گا سخت گنہگار ہوگا۔ مگر ان تینوں کے علاوہ صدقہ دینے اور خدا کی راہ میں خیرات کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے بڑے بڑے فوائد و منافع ہیں۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہم یہاں چند حدیثیں لکھتے ہیں ان کو فور سے پڑھو اور اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقدس فرمانوں پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لو۔

حدیث نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پہاڑوں کے سہارے پر ٹھہرا دیا۔ یہ دیکھ کر فرشتوں کو پہاڑوں کی طاقت پر بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں لوہا۔ تو فرشتوں نے کہا تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں آگ، تو فرشتوں نے پوچھا کہ آگ سے بھی بڑھ کر کوئی طاقت والی چیز تیری مخلوق میں ہے؟ تو خدا نے فرمایا کہ ہاں پانی۔ پھر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیری مخلوق میں پانی سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے،

تو ارشاد ہوا ہاں ہوا۔ یہ سن کر فرشتوں نے دریافت کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر طاقت رکھنے والی کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، ابن آدم اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ مطلب یہ ہے کہ اس قدر چھپا کر صدقہ دے کہ داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ یہ صدقہ پہاڑ، لوہا، آگ، ہوا، پانی تمام چیزوں سے بڑھ کر طاقتور ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۰)

حدیث نمبر ۲ صدقہ اس طرح گناہوں کو بھادیتا ہے۔ جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

حدیث نمبر ۳ ہر مسلمان کو صدقہ کرنا چاہئے تو لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو شخص صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ پائے تو کیا کرے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس کو چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کر کے کچھ کمائے پھر خود بھی اس سے نفع اٹھائے اور صدقہ بھی دے۔ لوگوں نے دوبارہ عرض کیا کہ اگر وہ کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ کسی حاجت مند کی کسی طرح مدد کر دے، اس پر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ برائی کرنے سے رُک جائے، یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

حدیث نمبر ۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ خدا کے غضب کو بھادیتا ہے اور بری موت کو رفع کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)

حدیث نمبر ۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک زنا کار عورت ایک کتے کے پاس سے گذری۔ جو ایک کنوئیں کے پاس پیاس سے زبان نکالے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ پیاس اس کتے کو مار ڈالے گی۔ تو اس عورت نے اپنے چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر اس میں کنوئیں سے پانی بھرا اور اس کتے کو پلا دیا، تو اتنا ہی صدقہ کرنے سے اس کی مغفرت ہو گئی۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)

حدیث نمبر ۶ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کی وفات ہو گئی، تو اس کی طرف سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ”پانی“۔ تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۷ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان ننگے بدن والے کو کپڑا پہنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا ہر لباس پہنائے گا اور جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا شربت خاص پلائے گا۔ جس پر مہر لگی ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا، تو جب تک اس کے بدن پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی رہے گا اس وقت تک کپڑا پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے (یعنی کھیت بوئے اور درخت لگائے) تو اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا اور پرند اس کا دانہ یا پھل کھالیں گے۔ وہ سب اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ یعنی اس کو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۱۰ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے سامنے خوشی سے تمہارا مسکرا دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھا دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ کسی اندھے کی مدد کر دینا یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ سے پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹا دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان سب کاموں پر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

روزہ کا بیان

نماز کی طرح روزہ بھی فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گنہگار اور عذابِ جہنم کا سزا وار ہے۔

مسئلہ شریعت میں روزہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روک رکھنا۔

مسئلہ رمضان کے ادا روزے اور نذر معین اور نفل و سنت و مستحب روزے اور مکروہ روزے ان روزوں کی نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر ضحوة کبریٰ (دوپہر سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے) تک ہے۔ اس درمیان میں جب بھی روزہ کی نیت کرے یہ روزے ہو جائیں گے۔ لیکن رات ہی میں نیت کر لینا بہتر ہے۔ ان چھ روزوں کے علاوہ جتنے روزے ہیں مثلاً رمضان کی قضا کا روزہ، نذر معین کی قضا کا روزہ، کفارہ کا روزہ، حج میں کسی جرم کرنے کا روزہ وغیرہ ان سب روزوں کی نیت کا وقت غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔ اس کے بعد نہیں۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۸۵)

مسئلہ جس طرح اور عبادتوں میں بتایا گیا ہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے۔ زبان سے کہنا کچھ ضروری نہیں اسی طرح روزہ میں بھی نیت سے مراد دل کا پختہ ارادہ ہے لیکن زبان سے کچھ کہہ لینا اچھا ہے۔ اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے کہ **نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ غَدًا لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ** اور اگر دن میں نیت کرے تو یوں کہے کہ **نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ هَذَا**

الْيَوْمَ مِنْ قَرَضِ رَمَضَانَ

مسئلہ قضاے رمضان وغیرہ جن روزوں میں رات سے نیت کر لینی ضروری ہے ان روزوں میں خاص اس روزہ کی نیت بھی ضروری ہے جو روزہ رکھا جائے۔ مثلاً یوں نیت کرے کہ کل میں اپنے پہلے رمضان کے روزے کی قضا رکھوں گا یا میں نے جو ایک دن روزہ رکھنے کی منت مانی تھی کل میں وہ روزہ رکھوں گا۔

مسئلہ عید و بقر عید اور ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ تیرہ تاریخ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور گناہ ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۸۳)

مسئلہ کسی کام کی منت مانی تو کام پورا ہو جانے پر اس روزہ کو رکھنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ اگر نفل کا روزہ رکھ کر اس کو توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

مسئلہ عورت کو نفل کا روزہ بلا شوہر کی اجازت کے رکھنا منع ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۸)

چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ شعبان کی انتیس تاریخ کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو روزہ اگلے دن رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

مطلع نہ صاف ہونے میں یعنی آسمان میں ابر و غبار ہونے کی حالت میں صرف رمضان کے چاند کا ثبوت ایک مسلمان عاقل و بالغ مستور یا عادل کی گواہی یا خبر سے ہو جاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت کا اور رمضان کے سوا تمام مہینوں کا چاند اس وقت ثابت ہوگا جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب پابند شرع ہوں اور یہ کہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا چاند فلاں دن خود دیکھا ہے۔ (ہدایہ و درمختار بہار شریعت)

عادل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو تہذیب و مروت کے خلاف ہو جیسے بازو اوروں میں سڑکوں پر چلتے پھرتے کھانا پینا۔

مستور سے یہ مراد ہے کہ جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہو۔ مگر باطن کا حال معلوم نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ جس عادل شخص نے چاند دیکھا ہے اس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت دے۔ (عالمگیری جلد ۱)

صفحہ ۱۸۵

مسئلہ گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی حاکم یا قاضی نہیں جس کے سامنے گواہی دے۔ تو گاؤں والوں کو جمع کر کے

ان کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دے۔ اگر یہ گواہی دینے والا عادل ہے لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (عالمگیری جلد ۱

صفحہ ۱۸۵)

مطلع اگر صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہ ہوگا (چاہے رمضان کا چاند ہو یا عید کا یا کسی اور مہینے کا) رہا یہ کہ کتنے لوگوں کی گواہی اس صورت میں چاہئے تو یہ قاضی کی رائے پر ہے جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہو جائے اتنے گواہوں کی شہادت سے چاند ہونے کا حکم دے گا لیکن اگر شہر کے باہر کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرے تو ایک مستور کا بھی

قول صرف رمضان کے چاند میں مان لیا جائے گا۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۹۳ و بہار شریعت جلد ۵ صفحہ ۱۰۶)

مسئلہ اگر کچھ لوگ آ کر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ افطار کے لئے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے چاند کے ثبوت کے لئے ناکافی ہیں اور اس قسم کی شہادتوں سے چاند کا ثبوت نہ ہو سکے گا۔ (درمختار و ردالمختار و بہار شریعت)

مسئلہ کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے چند جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے چاند نظر آنے کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کر دیے ہیں تو یہاں والوں کے لئے بھی ثبوت ہو گیا۔ (ردالمختار و بہار شریعت جلد ۵ صفحہ ۱۰۷)

مسئلہ کسی نے اکیلے رمضان یا عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی۔ مگر قاضی نے اس کی گواہی قبول نہیں کی تو خود اس شخص پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ اگر نہ رکھا تو ژڈالا تو قضا لازم۔ (ہدایہ درمختار عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

مسئلہ اگر دن میں چاند دکھائی دیا دوپہر سے پہلے چاہے دوپہر کے بعد بہر حال وہ آنے والی رات کا چاند مانا جائے گا۔ یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا۔ مثلاً تیس رمضان کو دن میں چاند نظر آیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کو دن میں چاند نظر آ گیا تو یہ دن شعبان ہی کا ہے۔ رمضان کا نہیں لہذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۹۵)

مسئلہ تار، ٹیلیفون، ریڈیو سے چاند دیکھنا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر ان خبروں کو ہر طرح سے صحیح مان لیا جائے جب بھی یہ محض یہ ایک خبر ہے یہ شہادت نہیں ہے اور محض ایک خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوتا اور اسی طرح بازاری افواہوں سے اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپنے سے بھی چاند نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ چاند دیکھ کر اس کی جانب انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسروں کو بتانے کے لئے ہو۔ (عالمگیری و

درمختار جلد ۲ صفحہ ۹۷)

روزہ توڑنے والی چیزیں

کھانے پینے سے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جب کہ روزہ دار ہونا یا نہ ہونا اگر روزہ دار ہونا یا نہ رہا اور بھول کر کھالیا یا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (ہدایہ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

مسئلہ حقہ، بیڑی، سگریٹ، سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ دانتوں میں کوئی چیز رکی ہوئی تھی۔ چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی، اسے کھالیا یا چنے سے کم ہی تھی مگر اس کو منہ سے نکال کر پھر کھا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

مسئلہ تھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)

مسئلہ کلی کرنے میں بلا قصد پانی حلق سے نیچے چلا گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا بلا قصد پانی دماغ میں چڑھ گیا۔ تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)

مسئلہ دوسرے کا تھوک نکل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر رکھ کر نکل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)

مسئلہ قصداً منہ بھرتے کی اور روزہ دار ہونا یا نہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے کم کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)

مسئلہ بلا قصد اور بے اختیار قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ تھوڑی قے ہو یا زیادہ، روزہ دار ہونا یا نہ ہو یا نہ ہو بہر حال روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)

مسئلہ منہ میں رنگین دھاگہ یا کوئی چیز رکھی جس پر تھوک رنگین ہو گیا پھر اس رنگین تھوک کو نکل گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کھایا، پیایا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

مسئلہ مکھی یا دھواں یا غبار بے اختیار حلق کے اندر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح سرمہ یا تیل لگایا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں معلوم ہوتا ہو۔ پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، یوں ہی دوا یا مرچ کوئی یا آٹا چھانا اور حلق میں اس کا اثر اور مزہ معلوم ہوا۔ تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)

مسئلہ کلی کی اور پانی بالکل اگل دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھوک کے ساتھ اس کو نکل گیا یا کان میں پانی چلا

گیا یا احتمال ہو گیا یا غیبت کی یا جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارے دن جنابت کی حالت میں رہ گیا اور غسل نہیں کیا تو روزہ نہیں گیا لیکن اتنی دیر تک بلا عذر قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ اور حرام ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب (جس پر غسل فرض ہے) جس گھر میں رہتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (عالمگیری وغیرہ)

روزہ کے مکروہات

جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنے کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ روزہ دار کو بلا وجہ کوئی چیز زبان پر رکھ کر چکھنا یا چبا کر اگل دینا مکروہ ہے۔ اسی طرح عورت کو بوسہ دینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا بھی مکروہ ہے۔ جب کہ یہ ڈر ہو کہ انزال ہو جائے گا۔

مسئلہ روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ روزہ دار کو غسل کرنا یا ٹھنڈا پانی ٹھنڈک کے لئے سر پر ڈالنا یا گیلا کپڑا اوڑھنا یا بار بار ٹھکی کرنا یا مسواک کرنا یا سر اور بدن میں تیل کی مالش کرنا یا سرمہ لگانا یا خوشبو سوگھنا مکروہ نہیں ہے۔ (عالمگیری و درمختار و ردالمختار وغیرہ)

روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ

اگر کسی وجہ سے رمضان کا یا کوئی دوسرا روزہ ٹوٹ گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے۔ لیکن بلا عذر رمضان کا روزہ قصداً کھاپی کر یا جماع کر کے توڑ ڈالنے سے قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہے روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کرے اور نہ ہو سکے تو لگاتار ساٹھ روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے کفارہ میں روزہ رکھنے کی صورت میں لگاتار ساٹھ روزے رکھنا ضروری ہیں۔ اگر درمیان میں ایک دن کا بھی روزہ چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۰۹ وغیرہ)

کب روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے

شرعی سفر، حاملہ عورت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ، دودھ پلانے والی عورت کے دودھ سوکھ جانے کا ڈر، بیماری، بڑھاپا کمزوری کی وجہ سے ہلاک ہو جانے کا خوف یا کسی نے گردن پر تلوار رکھ کر مجبور کر دیا کہ روزہ نہ رکھے ورنہ جان سے مار ڈالے گا۔ یا کوئی عضو کاٹ لے گا۔ یا پاگل ہو جانا، یا جہاد کرنا۔ یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہے تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کو رکھنا فرض ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

مسئلہ شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ رکھ سکے گا تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس کو لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر

روزہ کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیا کرے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

مسئلہ جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے ان کو علانیہ کھانے پینے کی اجازت نہیں ہے وہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کھا پی سکتے ہیں۔

چند نفلی روزوں کی فضیلت

عاشوراء

یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر ہے کہ نویں محرم کو بھی روزہ رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے۔ (بخاری و مسلم و ابو داؤد و مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

اور ارشاد فرمایا کہ عاشوراء کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری شریف و مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزاروں روزوں کے برابر بتاتے تھے۔ مگر حج کرنے والوں کو جو میدان عرفات میں ہوں ان کو اس روزہ سے منع فرمایا۔ (ابو داؤد و نسائی و بیہقی و طبرانی)

شوال کے چھ روزے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ (مسلم و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

شعبان کا روزہ اور شبِ برأت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات (شبِ برأت) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفل پڑھو اور اس دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ میں اس کو بخش دوں کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں؟ کیا ہے کوئی گرفتار ہونے والا کہ میں اس کو رہائی دوں کیا ہے کوئی ایسا۔ کیا ہے کوئی ایسا اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵)

ایام بیض کے روزے

یعنی ہر مہینے کی تیرہ، چودہ پندرہ تاریخوں کے روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے کے تین روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ۔ (بخاری و ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹۵)

اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے ہر مہینے میں تین روزے رکھے، ہر روزہ اس دن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے رکھتے تھے۔ (نسائی و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۰)

دو شنبہ اور جمعرات کا روزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شنبہ اور جمعرات کو اعمال (در بار خداوندی) میں پیش کیے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں اور فرمایا کہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے مگر ایسے دو آدمیوں کی جنہوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیا ہو ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہیں ابھی چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۰)

بدھ و جمعرات و جمعہ کا روزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا مکان بنائے گا جس کے باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا حصہ باہر سے۔ (طبرانی و بہار شریعت جلد ۵ صفحہ ۹۵)

اعتکاف

عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ اول اعتکاف واجب، دوسرے اعتکاف سنت، تیسرے اعتکاف مستحب۔

اعتکاف واجب

جیسے کسی نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا اور اس کا کام ہو گیا تو یہ اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے، بغیر روزہ کے اعتکاف واجب صحیح نہیں۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

اعتکاف سنت مؤکدہ

رمضان کے آخری دس دنوں میں کیا جائے گا یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا اٹھیسویں رمضان کو چاند ہونے کے بعد مسجد سے نکلے یا درکھو کہ اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی اگر محلہ کے سب لوگ چھوڑ دیں تو سب آخرت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور کسی ایک نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

اعتکاف مستحب

اعتکاف مستحب یہ ہے کہ کبھی بھی دن یا رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے۔ جتنی دیر تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیت میں صرف اتنا دل میں خیال کر لینا اور منہ سے یہ کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لئے اعتکاف مستحب کی نیت کی۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۷)

مسئلہ مرد کے لئے ضروری ہے کہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے گی جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی ہو۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

مسئلہ اعتکاف کرنے والے کے لئے بلا عذر مسجد سے نکلنا حرام ہے۔ اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ چاہے قصد نکلا ہو یا بھول کر۔ اسی طرح عورت نے جس مکان میں اعتکاف کیا ہے اس کو اس گھر سے باہر نکلنا حرام ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصد نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

مسئلہ اعتکاف کرنے والا صرف دو عذروں کی وجہ سے باہر نکل سکتا ہے۔ ایک عذر طبعی جیسے پیشاب، پاخانہ اور غسل فرض و وضو کے لئے دوسرے عذر شرعی جیسے نماز جمعہ کے لئے جانا، ان عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے اگرچہ ایک ہی منٹ کے لئے ہو مسجد سے اگر نکلا، تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

مسئلہ اعتکاف کرنے والا دن رات مسجد میں رہے گا وہیں کھائے، پئے، سوئے۔ مگر احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد گندی نہ ہونے پائے۔ معکف کے سوا کسی اور کو مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی آدمی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہے تو اس کو چاہئے کہ اعتکاف مستحب کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو اور نماز پڑھے یا ذکر الہی کرے۔ پھر اس کے لئے کھانے پینے اور سونے کی بھی اجازت ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

مسئلہ اعتکاف کرنے والا بالکل ہی چپ نہ رہے۔ نہ ہی بہت زیادہ لوگوں سے بات چیت کرے۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ نفل نمازیں پڑھے، تلاوت کرے، علم دین کا درس دے، اولیاء و صالحین کے حالات سنے اور دوسروں کو سنائے۔ کثرت سے درود شریف پڑھے اور ذکر الہی کرے اور اکثر با وضو رہے اور دنیا داری کے خیالات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور بکثرت رورو کر اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

حج کا بیان

حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ نماز و زکوٰۃ اور روزہ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔ اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور اس کا ترک کرنے والا فاسق اور عذابِ جہنم کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ یعنی حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

احادیث شریف میں حج و عمرہ کے فضائل اور اجر و ثواب کے بارے میں بڑی بڑی بشارتیں آئی ہیں۔ مگر حج عمر میں ایک بار ہی فرض ہے۔
حدیث ایک حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور حج کے درمیان رفٹ (فحش کلام) اور فسق نہ کیا تو اس طرح وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو کر لوٹا۔ جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۱)

حدیث حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۲)

حج واجب ہونے کی شرطیں

حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں۔ جب تک یہ سب پائی نہ جائیں حج فرض نہیں۔ (۱) مسلمان ہونا یعنی کافر پر حج فرض نہیں، (۲) دار الحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ہے، (۳) بالغ ہونا یعنی نابالغ پر حج فرض نہیں، (۴) عاقل ہونا لہذا مجنون پر حج فرض نہیں، (۵) آزاد ہونا یعنی لونڈی غلام پر حج فرض نہیں، (۶) تندرست ہونا کہ حج کو جاسکے اس کے اعضاء سلامت ہوں انکھیاں ہولہذا اپانچ اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور اس بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں یوں ہی اندھے پر حج فرض نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرا دیں، (۷) سفر خرچ کا مالک ہونا، اور سواری کی قدرت ہونا چاہے سواری کا مالک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ سواری کرائے پر لے سکے، (۸) حج کا وقت یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائی جائیں۔

وجوب ادا کے شرائط

یہاں تک تو وجوب کے شرائط کا بیان ہے اب شرائط ادا کا بیان ہوتا ہے کہ یہ شرطیں اگر پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور اگر یہ شرطیں نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری نہیں۔ بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے۔ یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو۔ ورنہ خود بھی حج کرنا ضروری ہوگا۔ وہ شرطیں یہ ہیں۔ (۱) راستہ میں امن و امان ہونا، یعنی اگر غالب گمان سلامتی کا ہو تو حج کیلئے جانا ضروری ہے اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکہ یا لڑائی کی وجہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو حج کیلئے جانا ضروری نہیں، (۲) عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے۔ خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر اور محرم کے بھی جاسکتی ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ چاہے نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو، جیسے بیٹا، باپ، بھائی وغیرہ چاہے دودھ کے رشتے سے نکاح حرام ہو۔ جیسے رضاعی بھائی، رضائی باپ، رضائی بیٹا وغیرہ یا سرال کے رشتے سے نکاح حرام ہو۔ جیسے خسر یا شوہر کا بیٹا عورت شوہر یا محرم، جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے۔ اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے، (۳) حج کو جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو۔ چاہے وفات کی عدت ہو یا طلاق کی، (۴) قید میں نہ ہو۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵ وغیرہ)

صحت ادا کی شرطیں

صحت ادا کی نو شرطیں ہیں۔ اگر یہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا، (۲) احرام، کہ بغیر احرام کے حج نہیں ہو سکتا، (۳) حج کا وقت یعنی حج کے لئے جو وقت شریعت کی طرف سے معین ہے۔ اس سے قبل حج کے افعال نہیں ہو سکتے، (۴) افعال حج کی جگہوں پر افعال حج کرنا۔ مثلاً طواف کی جگہ مسجد حرام ہے وقوف کی جگہ میدان عرفات و مزدلفہ ہے۔ کنکری مارنے کی جگہ منی ہے۔ اگر یہ کام دوسری جگہ کرے گا تو حج صحیح نہیں ہوگا، (۵) تمیز کرنا اتنا چھوٹا بچہ کہ جس میں کسی چیز کی تمیز ہی نہ ہو، اس کا حج صحیح نہیں، (۶) عقل والا ہونا کہ مجنون اور دیوانے کا حج صحیح نہیں، (۷) حج کے فرائض کو ادا کرنا جس نے حج کا کوئی فرض چھوڑ دیا اس کا حج صحیح نہیں ہوا، (۸) احرام کے بعد اور عرفات میں وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا۔ اگر ہوگا تو حج باطل ہو جائے گا، (۹) جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا۔ اگر اس سال احرام باندھا اور چاہے اسی احرام سے آئندہ سال حج کرے، تو یہ حج صحیح نہیں ہوگا۔ (بہارِ شریعت جلد ۶)

حج کے فرائض

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں۔ (۱) احرام، کہ یہ شرط ہے، (۲) وقوف عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت ”عرفات“ میں ٹھہرنا، (۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔ یہ دونوں چیزیں یعنی عرفہ کا وقوف اور طواف زیارت حج کا رکن ہیں، (۴) نیت، (۵) ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا، پھر عرفہ میں ٹھہرنا پھر طواف زیارت، (۶) ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، (۷) مکان یعنی وقوف عرفہ میدان عرفات کی زمین میں ہونا۔ ”سوا بطن عرفہ“ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (درمختار و ردالمختار)

حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں۔ (۱) میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام باندھے آگے نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے تو جائز ہے، (۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو ”سعی“ کہتے ہیں، (۳) سعی کو ”صفا“ سے شروع کرنا، (۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، (۵) دن میں میدان عرفات کے اندر وقوف کیا ہے، تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا تھا یا بعد میں، غرض غروب آفتاب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں میدان عرفات کے اندر وقوف کیا ہے، تو اس کے لئے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں۔ مگر وہ اس واجب کا تارک ہو کہ دن میں غروب آفتاب تک وقوف کرتا، (۶) وقوف میں رات کا کچھ حصہ آجانا، (۷) عرفات سے واپسی میں امام کی پیروی کرنا یعنی جب تک امام میدان عرفات سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اس کا امام سے پہلے میدان عرفات سے روانہ ہو جانا جائز ہے اور اگر زبردست بھیڑ کی وجہ سے یا کسی دوسری ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد میدان عرفات میں ٹھہرا رہا امام کے ساتھ نہ گیا، تب بھی جائز ہے، (۸) ”مزدلفہ“ میں ٹھہرنا، (۹) مغرب و عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں مزدلفہ پہنچ کر پڑھنا، (۱۰) تینوں جمروں پر دسویں گیارہویں، بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا، یعنی دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں و بارہویں ذوالحجہ کو تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا، (۱۱) جمرۃ العقبہ کی رمی پہلے دن سرمنڈانے سے پہلے ہونا، (۱۲) ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا، (۱۳) احرام کھولنے کے لئے سرمنڈانا یا بال کتر وانا، (۱۴) یہ سرمنڈانا یا بال کتر وانا یا نمحر یعنی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کی تاریخوں کے اندر ہو جانا چاہئے اور سرمنڈانا یا بال کتر وانا منیٰ یعنی حرم کی حدود کے اندر ہونا، (۱۵) قرآن یا تمتع کرنے والے کو قربانی کرنا، (۱۶) اور اس قربانی کا حدود حرم اور ایام نحر میں ہونا، (۱۷) طواف زیارت کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہو جانا عرفات سے واپسی میں جو طواف کیا جاتا ہے۔ اس کا نام ”طواف زیارت“ ہے اور اس طواف کو ”طواف افاضہ“ بھی کہتے ہیں، (۱۸) طواف ”حطیم“ کے باہر ہونا، (۱۹) داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے

کے بائیں جانب ہو، (۲۱) طواف کرنے میں با وضو اور با غسل ہونا۔ اگر بے وضو یا جنابت کی حالت میں طواف کر لیا، تو اس طواف کو دہرائے، (۲۲) طواف کرتے وقت ستر چھپانا، (۲۳) طواف کے بعد دو رکعت نماز تحتیۃ الطواف پڑھنا لیکن اگر نہ پڑھی تو قربانی واجب نہیں، (۲۴) کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے اور طواف زیارت میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں مارے پھر غیر مفرد قربانی کرے، پھر سر منڈائے، پھر طواف زیارت کرے، (۲۵) طواف صدر یعنی میقات کے باہر کے رہنے والوں کے لئے رخصت کا طواف کرنا، (۲۶) وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا، (۲۷) احرام کے ممنوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے اور منہ سر چھپانے سے بچنا۔ (بہار شریعت جلد ۶)

حج کی سنتیں

حج کی سنتیں یہ ہیں۔ (۱) طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا کہ مکہ معظمہ پہنچ کر سب میں پہلا جو طواف کرے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں، (۲) طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا، (۳) طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل کرنا یعنی شانہ ہلا ہلا کر اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اکڑ کر چلنا، (۴) صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز رنگ کے نشانوں کے درمیان دوڑنا، (۵) امام کا مکہ میں ساتویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا، (۶) اسی طرح میدان عرفات میں نویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا، (۷) اسی طرح منیٰ میں گیارہویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا، (۸) آٹھویں ذوالحجہ کو فجر کے بعد مکہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہونا تاکہ منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کی پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں، (۹) ذوالحجہ کی نویں رات منیٰ میں گذرنا، (۱۰) آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا، (۱۱) عرفات میں ٹھہرنے کے بعد غسل کر لینا، (۱۲) عرفات سے واپسی کے بعد مزدلفہ کے اندر رات کو رہنا، (۱۳) اور آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ سے مزدلفہ چلے جانا، (۱۴) دس اور گیارہ کے بعد دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرہویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارہویں کے بعد کی رات بھی منیٰ میں رہے، (۱۵) لبطیع یعنی وادی محصب میں اترنا اگر چہ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو۔ (بہار شریعت)

ضروری تنبیہ

حج کے فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو حج ہوگا ہی نہیں اور حج کے واجبات میں سے اگر کسی واجب کو چھوڑ دیا۔ خواہ قصداً چھوڑا ہو یا سہواً تو اس پر ایک قربانی واجب ہے اور اس کا حج باطل نہیں ہوگا ہاں البتہ بعض واجب ایسے بھی ہیں کہ ان کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں ہوتی مثلاً طواف کے بعد کی دو رکعتیں تحشیۃ الطواف واجب ہیں لیکن اگر کوئی چھوڑ دے تو اس پر قربانی لازم نہیں اور حج کی سنتوں میں سے اگر کوئی سنت چھوڑ دے تو اس سے نہ تو حج باطل ہوگا نہ قربانی لازم ہوگی۔ ہاں البتہ حج کے ثواب میں کچھ کمی آجائے گی۔

سفر حج و زیارت کے آداب

ہر حاجی کو چاہئے کہ روانگی سے پہلے ضروریات سفر پرانے حاجیوں سے معلوم کر کے مہیا کرے اور مندرجہ ذیل آداب و ہدایات کا خاص طور سے خیال رکھے۔

۱۔ سب سے پہلے نیت کو درست کرے کہ اس سفر سے مقصود صرف اللہ و رسول ہوں اس کے سوا ناموری یا شہرت یا سیر و تفریح یا تجارت وغیرہ کا ہرگز دل میں خیال نہ لائے۔

۲۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ جتنی عبادات اس کے ذمہ واجب ہوں سب کو ادا کرے اور توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے اسی طرح اس کے اوپر جن جن لوگوں کا قرض ہو سب کا قرض ادا کرے۔ جن جن لوگوں کی امانتیں ہوں ان کی امانتوں کو ادا کرے۔ جن جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمے ہوں سب سے حقوق معاف کرائے یا ادا کرے۔ جن لوگوں پر کوئی زیادتی کی ہو ان سے معاف کرائے۔ جن جن لوگوں کی اجازت کے بغیر سفر مکروہ ہے۔ جیسے ماں باپ شوہران کو رضا مند کر کے اجازت حاصل کرے۔ ان تمام چیزوں سے فارغ اور سبکدوش ہو کر سفر حج و زیارت کے لئے روانہ ہو۔

۳۔ عورت کے ساتھ جب تک کہ اس کا شوہر یا بالغ محرم قابل اطمینان نہ ہو جس سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اس وقت تک عورت کے لئے سفر حرام ہے عورت اگر بلا شوہر یا بغیر محرم کے حج کرے گی تو اس کا حج ہو جائے گا مگر ہر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (جوہرہ و بہار شریعت جلد ۶)

۴۔ رقم یا توشہ جو کچھ ساتھ لے وہ مال حلال سے لے ورنہ حج مقبول ہونے کی امید نہیں اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا اگر اپنے مال میں کچھ شبہ ہو تو چاہئے کہ کسی سے قرض لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کرے رقم اور توشہ اپنی حاجت سے کچھ زیادہ ہی لے تاکہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں کو صدقہ دیتا چلے کہ یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

۵۔ چونکہ سفر کرنے والے مختلف حیثیتوں کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی ضرورت کے مطابق سفر کا سامان اپنے ساتھ لے جائے تاکہ سفر میں تکلیفوں کا سامنا نہ کرنا پڑے سب حاجیوں کے لئے سامانوں کی یکساں مقدار میسر نہیں کی جاسکتی۔ پھر بھی ایک اوسط درجہ کے حاجی کے لئے سفر حج و زیارت میں مندرجہ ذیل سامانوں کا ساتھ لے لینا آرام و راحت کا باعث ہوگا۔

گرمی اور سردی کے موسموں کے لحاظ سے ایک ہلکا بستر جس میں ایک دری دو چادریں ایک اونی مثال ایک تکیہ ہو ایک بکس جس میں کپڑے اور دوسرے سامان رکھے جاسکیں ایک ٹین یا لکڑی کا صندوق جس میں متفرق سامانوں کو رکھا جاسکے ایک بوری کا تھیلا جس میں سب برتنوں کو رکھا جاسکے برتنوں میں ایک بڑی بالٹی ایک لوٹا ایک گلاس چھوٹی بڑی چار پلیٹیں دو پیالے تام چینی کے، اگالداں، چھوٹی بڑی دیگچیاں، ایک بڑا اور دو تین چھوٹے بڑے چمچے، اگر چند قسم کے کھانوں کا عادی ہو تو اسی انداز سے کھانے

پکانے کے برتن ساتھ لے جائے ایک برتن مٹی کا بھی ضرور رکھ لیں یا مٹی اور پتھر کی کوئی چیز رکھ لے تاکہ اگر جہاز میں بیمار ہو گیا اور تیمم کی ضرورت پڑے تو اس پر تیمم کر سکے۔ پانی پینے کے لئے ٹین کے پیسے بھی ہونے چاہئیں کہ جہاز پر کام دیں گے۔ اور جس منزل یا مکان میں ٹھہرو گے وہاں بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔ اسٹود اور کوئلہ والا چولہا بھی ہونا بہت ضروری ہے۔ پہننے کے کپڑوں میں پانچ گرتے پانچ پا جامے، پانچ بنڈیاں، دو تہ بند دو صدریاں، ایک عمامہ، چار ٹوپیاں، ہاتھ منہ پونچھنے کے دو رومال، دو تولیے، احرام کی چادریں، کفن کا کپڑا ساتھ میں رکھیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ احرام کے دو جوڑے ہوں کہ اگر میلا ہو تو بدل سکیں، ایک بھیڑ کے بالوں کا دیسی کمبل، یا موٹے پلاسٹک کا دو گز لمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا ساتھ ہونا بہت ہی آرام دہ ہے کہ جہاں چاہو بچھا کر لیٹ بیٹھ جاؤ۔ پھر اٹھالو۔ مختلف سامانوں میں نزلہ وز کام اور قبض و پیش اور قے دست و بد ہضمی کی مجرب دوائیں ضرور ساتھ رکھ لو۔ کیونکہ کم ہی حجاج ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر تم کو خود ضرورت نہ پڑی تو کسی ضرورت مند کو تم نے دے دی تو وہ اس کس مہر سی کی حالت میں تمہارے لئے کتنی دعائیں دے گا۔ آئینہ، سرمہ، کنگھا، مسواک ساتھ رکھو کہ یہ سنت ہے ان کے علاوہ ایک چھتری، ایک چاقو، دو ایک بوریاں، تلی، سوآ، سوئی، دھاگہ، حج زیارت وغیرہ کے مسائل کی کچھ کتابیں، چند قلم، پنسل، دوات، سادی کا پیاں، قرآن مجید، چھتری، ٹارچ، کچھ موم بیتاں کچھ دیا سلانیاں بھی ضرور لے لو۔ کچھ پھٹے پرانے کپڑے بھی ساتھ رکھو۔ کہ اس کو پھاڑ پھاڑ کر صافی بنا سکو اور جہاز پر قے وغیرہ صاف کرنے اور استنجا وغیرہ رکھنے میں کام دیں گے، کھانے پینے کی چیزوں کو بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اس معاملہ میں لوگوں کی حالتیں اور ان کی کھانے پینے کی عادتیں اور ذوق مختلف ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی اور ہم کس طرح گزر بسر کر سکتے ہیں اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ گیہوں، چاول، دال، گھی، تیل، مسالے وغیرہ اپنے ذوق اور ضرورت کے مطابق لے لے، اچار، چٹنی، اگر ساتھ ہو یا کاغذی لیموں کچھ لے لے تو جہاز پر ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ چائے اور شکر بھی ضرور لے لے کہ سمندر کی مرطوب ہوا میں چائے کی ضرورت بہت پڑتی ہے۔ سمندری سفر میں منہ کا زائقہ بہت خراب رہتا ہے۔ اور اکثر سونڈھی چیزیں کھانے کو دل چاہتا ہے۔ اسی لئے کچھ پاپڑیاں نمکین دال سیویاں بھنے ہوئے چنے رکھ لو۔ مگر بند بوبوں میں رکھو ورنہ سمندری ہوا سے بد مزہ ہو جائیں گے۔ ضرورت کی تمام چیزیں ساتھ ہوں یہ بہت اچھا ہے لیکن یاد رکھو کہ سفر میں جس قدر سامان کم ہوگا اتنا ہی زیادہ آرام ملے گا۔ سامانوں کی کثرت بعض جگہوں پر بڑی مصیبت بن جاتی ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ اپنے ہر سامان کے بندلوں پر اپنا اور اپنے معلم کا نام ضرور لکھ دو۔ اس سے جدہ میں سامان تلاش کرتے وقت بڑی آسانی ہوتی ہے۔

حاجی گھر سے نکلتے وقت

۱۔ چلتے وقت سب عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کرے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اپنے لئے سب سے دعائیں

کرائے کیوں کہ دوسروں کی دعائیں قبول ہونے کی زیادہ اُمید ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کس کی دعا مقبول ہوگی۔ اس لئے سب سے دُعا کرائے اور لوگ حاجی یا کسی مسافر کو رخصت کرتے یہ دعا پڑھیں **اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ** اور حاجی سب لوگوں کے دین اور جان مال اولاد اور سلامتی و تندرستی کو خدا کے سپرد کر دے۔

۲۔ سفر کا لباس پہن کر گھر میں چار رکعت نفل الحمد اور چاروں قل سے پڑھ کر باہر نکلے یہ چاروں رکعتیں واپس آنے تک اس کی اہل و مال کی نگہبانی کریں گی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنْ وُعْشَاءِ السَّفَرِ وَکَاِبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکُوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ** پھر کچھ صدقہ کرے اور گھر سے نکلتے اور دروازہ سے باہر نکلتے ہی کچھ صدقہ کرے اور گھر سے نکلے اور یہ پڑھے **اَلَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَاْذُکَ اِلٰی مَعَادِ** ان شاء اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ مکان پر واپس آئے گا۔ گھر سے نکلتے وقت خوشی خوشی باہر نکلے۔

۳۔ سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھے، پھر ریل وغیرہ جس سواری پر سوار ہو۔ بم اللہ تین بار پڑھے پھر اللہ اکبر اور الحمد للہ اور سبحان اللہ ہر ایک تین تین بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار پڑھے۔ پھر یہ پڑھے۔ **سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِئِیْنَ ج وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ** سواری کے شر و فساد سے محفوظ رہے گا۔

چند ضروری ہدایات

۱۔ مسافر خانہ میں مختلف صوبوں اور مختلف مزاجوں کے حاجی اور ان کو رخصت کرنے والوں کا مجمع ہوتا ہے۔ اور چوریاں بہت ہوتی ہیں۔ اس لئے اپنے سامانوں خصوصاً رقموں کی حفاظت کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ بکسوں میں ہر وقت تالا بند رکھے اور جب باہر نکلے تو اپنے ساتھیوں کو سامان کی حفاظت سونپ کر نکلے۔

۲۔ ٹکٹ وغیرہ خریدنے کے لئے ہر گز ہر گز کسی کے ہاتھ میں رقم نہ دے بلکہ خود لائن میں کھڑے ہو کر رقم جمع کرائے اور ٹکٹ خریدے۔

۳۔ اپنے قلی کا نمبر ہر وقت یاد رکھنا چاہئے اور جہاز پر سوار ہونے کے لئے بند گاہ کو جاتے ہوئے اپنے قلی کے سوا کسی کو اپنا سامان سپرد نہیں کرنا چاہئے اور رقم اور پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کو بہر حال اپنے پاس رکھنا چاہئے۔

حاجی جہاز پر

ہوائی جہاز کے مسافروں کو چاہئے کہ اسی مقام پر ہی احرام باندھ لیں اور جہاز پر سواری کی دعا پڑھ کر سوار ہوں اور راستہ بھر لَبَّيْكَ کی دعا پڑھتے رہیں چند گھنٹوں میں یہ لوگ جدہ میں زمین پر اتر جائیں گے مگر سمندری جہاز والوں کو ایک ہفتہ سمندر میں ہی رہنا ہے اس لئے ان لوگوں کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ جہاز میں مختلف صوبوں کے رہنے والوں اور مختلف زبان بولنے والوں کا مجمع ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے مزاج داں نہ ہونے سے اکثر جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے خصوصاً میٹھا پانی لینے کے وقت لائن لگانے میں اکثر گالی گلوچ بلکہ مار پیٹ ہو جایا کرتی ہے اس لئے جہاز پر بہت صبر و برداشت کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے حج کے سفر میں جھگڑا اور گالی گلوچ کرنا سخت حرام اور بڑا گناہ ہے۔

۲۔ جہاز پر سوار ہونے کے بعد اپنا سب سامان اپنی سیٹ کے نیچے ترتیب سے رکھ کر جب مطمئن ہو جائیں تو وقت ضائع نہ کریں بلکہ حج میں مختلف جگہ پڑھنے کی دعائیں زبانی یاد کرنے میں مشغول ہو جائیں اور انتہائی کوشش کریں کہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت سمندر میں پوری کر لیں اور نماز باجماعت کی ہر جگہ خاص طور پر پابندی رکھیں اور فضول باتیں خاص کر جھگڑے تکرار سے انتہائی پرہیز رکھیں۔

حاجی جدہ میں

جدہ میں جہاز سے اترتے وقت یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے تمام سامان کو اچھی طرح باندھ کر ایک جگہ اپنی سیٹ کے اوپر رکھ دیں، بکسوں کورسوں سے جکڑ دیں اور سامان کی بوری کو سی دیں تاکہ جہاز سے اتارتے وقت سامانوں کا ٹوٹنے پھوٹنے اور بکھر جانے کا خطرہ نہ رہے۔ پھر صرف پاسپورٹ کی چیکنگ اور معائنہ کے بعد سب سے بڑا اور مشکل کام سامان کے ڈھیر میں سے اپنے سامان کو تلاش کرنا ہے۔ اس سلسلے میں حاجیوں کو بے حد پریشانی ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے سامانوں کی تلاش میں دیوانہ وار دوڑتے اور بھاگتے پھرتے ہیں۔ اس موقع پر نہایت ہی صبر و سکون چاہئے اور سامان کی تلاش میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ تھوڑی دیر سکون کے ساتھ بیٹھ جانا چاہئے۔ جب لوگ اپنے اپنے سامان کو اٹھالیں گے اور سامان تھوڑے رہ جائیں تو اپنے سامان کو تلاش کرنا آسان ہو جائے گا۔ اطمینان رکھیں کہ کوئی دوسرا آپ کے سامان کو نہیں اٹھائے گا۔ آخر تک آپ کا سامان وہیں پڑا رہے گا اور اگر خدا نخواستہ آپ کا سامان وہاں نہ ملے تو بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے معلم کے وکیل کو ہمراہ لے کر مدینۃ الحجاج کی مسجد کے سامنے والے میدان میں اپنے سامان کو تلاش کیجئے وہاں ملے گا۔ وہاں کا دستور ہے کہ وہ حاجیوں کا جو سامان چھوٹ جاتا ہے ٹرک والے اس کو لاد کر مسجد کے میدان میں ڈال دیتے ہیں۔ ہاں اس کا خیال رکھیے کہ آپ کے ہر سامان پر آپ کا اور آپ کے

معلم کا نام ضرور لکھا ہونا چاہئے۔ یہ سعودی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہر حاجی کا چھوٹا ہوا سامان اس کے معلم کے مکان پر پہنچائے۔
 احرام:..... جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے تو جہاز والے سیٹی بجا کر احرام باندھنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ جب وہ جگہ آجائے تو
 غسل کریں اور مسواک کے ساتھ وضو کریں اور ایک نئی یا دھلی چادر کا احرام باندھ لیں اور ایسے ہی ایک چادر اوڑھ لیں اور احرام کی
 نیت سے دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھیں نماز
 سے فارغ ہو کر احرام باندھنے کی دُعا پڑھیں۔

ضروری ہدایت

یاد رکھو کہ احرام تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ خالی حج کرے اس حاجی کو ”مفرد“ کہتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہاں سے فقط عمرہ کی
 نیت کرے اور عمرہ ادا کر کے مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھے اس حاجی کو ”متمتع“ کہتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی یہیں
 سے نیت کرے یہ سب سے افضل ہے۔ اس کو ”قرآن“ کہتے ہیں اور ایسے حاجی کو قارن کہا جاتا ہے۔ مگر ان تینوں قسموں میں تمتع
 زیادہ آسان ہے اور اکثر لوگ یہی احرام باندھتے ہیں۔ اس لئے ہم یہی آسان طریقہ لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز سے
 فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْعُمْرَةَ فَبَسِّرْ هَالِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ نَوِیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی

اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں۔ اس کو تو میرے لئے آسان کر دے اور میری طرف سے قبول فرمالے میں نے عمرہ کی
 نیت کی اور اس کا احرام باندھا خالص اللہ تعالیٰ کے لئے۔

اس کی نیت کی دُعا کے بعد بلند آواز سے بلیک پڑھے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

یعنی میں تیرے پاس حاضر ہوا، اے اللہ میں تیرے حضور حاضر ہوا، میں تیرے حضور حاضر ہوا، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیرے
 حضور حاضر ہوا، بے شک تعریف اور نعمت اور بادشاہی تیرے ہی لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

جہاں جہاں دُعا میں وقف کی علامت (ط) بنی ہے وہاں وقف کرے اور بلیک کی دُعا تین مرتبہ پڑھے، پھر درود شریف
 پڑھے، پھر دل لگا کر اور ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگے اور یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضًاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ

اے اللہ میں تیری رضا اور جنت کا سائل ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

لبیک پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا۔ اب جتنی چیزیں احرام کی حالت میں منع ہیں۔ مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننا، سر چھپانا، خوشبو لگانا، حجامت بنوانا، جوں مارنا وغیرہ۔ ان سب چیزوں سے بچے اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت خاص کر سحر کے وقت لبیک برابر بلند آواز سے پڑھتا رہے۔

طواف کعبہ مکرمہ

جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے اور طواف شروع کرنے سے پہلے مرد اپنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالے کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے اور چادر کے دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر نکال دے۔ اب کعبہ کی طرف منہ کر کے حجرِ اسود کی داہنی طرف رکن یمانی کی جانب حجرِ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کر پورا حجرِ اسود اپنے داہنے ہاتھ کے سامنے رہے۔ پھر طواف کی نیت کرے اور نیت یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَبَسِّرْهُ لَیّ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ

”یعنی اے اللہ! میں تیرے عزت والے گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں لہذا تو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے قبول فرمائے۔“

اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے اپنی داہنی طرف چلو، جب حجرِ اسود بالکل تمہارے منہ کے سامنے ہو (اور یہ بات ایک ذرا حرکت کرنے میں حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ پہلے حجرِ اسود داہنے ہاتھ کے سامنے تھا۔ اب ذرا سا ہٹ جانے سے منہ کے سامنے ہو جائے گا) اب کانوں تک دونوں ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اگر آسانی سے ہو سکے تو حجرِ اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ دے کہ آواز نہ پیدا ہو۔ تین بار ایسا ہی کرو، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے اس طرح بوسہ لینا نصیب نہ ہو تو ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لو۔ اب طواف کے لئے دروازہ کعبہ کی طرف بڑھو جب حجرِ اسود کے سامنے سے گزر جاؤ سیدھے ہو لو خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر کر کے اس طرح چلو کہ کسی کو ایذا مت دو، پہلے تین پھیروں میں مرد کو رمل کرنا چاہئے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا، شانے ہلاتا ہوا بہادروں کی طرح چلے نہ کودتے ہوئے نہ دوڑتے ہوئے اور جب حجرِ اسود کے پاس پہنچے تو بوسہ دے اور اس کی طرف سے اشارہ کر کے ہاتھ کر کے ہاتھ کو چوم لے دعائیں پڑھتے ہوئے طواف کرے۔ معلم دعائیں پڑھاتے ہوئے طواف کراتے ہیں لیکن ان دعاؤں کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں اگر یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو درود شریف پڑھتے ہوئے طواف کے ساتوں چکر پورے کرے جب ساتوں پھیرے پورے ہو جائیں تو پھر حجرِ اسود کو بوسہ دے یا اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر چوم لے۔ حجرِ اسود کو پہلی بار جب چوم اس وقت سے لبیک پڑھنا بند کر دے، طواف کے بعد مقام ابراہیم پر آ کر یہ آیت پڑھو۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّىٰ ۖ يُخْرِجُ الْكُفْرَ ۖ يَكْفُرُونَ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل هو اللہ پڑھو یہ نماز واجب ہے اور اس کا نام ”تحتیہ الطواف“ ہے۔ نماز کے بعد یہ دعا نہایت روتے گڑگڑاتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر پڑھے۔

مقام ابراہیم کی دعا

اے اللہ! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تو میری معذرت قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے تو جانتا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے اے اللہ! میں تجھ سے اس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا ہوں تا کہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لئے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اس پر راضی رہوں اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ
فَاَقْبِلْ مَعْدَرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ
سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ
ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاقِيْ
شِرْقِيْ وَبَقِيَّتِيْ حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ
لَا يُصِيبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا مِّنْ
مَّعِيْشَةٍ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ

نماز اور اس دعا سے فارغ ہو کر ملترم کے پاس جائے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور رخساروں کو دیوار کعبہ سے ملے اور دونوں ہاتھ سر سے اُونچے کر کے دیوار پر پھیلائے یا داہنا ہاتھ دروازہ کعبہ اور بایاں ہاتھ حجر اسود کی طرف پھیلائے اور یہ دعا خوب رو رو کر اور گڑگڑا کر مانگے۔

دعا ملترم

يَا وَاجِدُ يَا مَا جِدُ لَا تَزِلْ عَنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ

اے قدرت والے اے بزرگ تو نے مجھے جو نعمت دی ہے اس کو مجھ سے زائل نہ کر۔

اس کے علاوہ اور دوسری دعائیں بھی یہاں مانگو کہ یہ مقبولیت کی جگہ ہے اور مقبولیت کا وقت بھی ہے اس کے بعد زمزم شریف کے تلوں کے پاس آؤ اور کھڑے ہو کر ادب کے ساتھ کعبہ مکرمہ کی طرف منہ کر کے تین سانس میں خوب پیٹ بھر کر پیو۔ ہر بار بسم اللہ سے شروع کرو اور الحمد للہ پر ختم کرو اور ہر بار نگاہ اٹھا کر کعبہ مکرمہ کو دیکھو بچا ہوا پانی اپنے سر اور بدن پر ڈال لو۔ زمزم شریف پینے کی دعا یہ ہے۔

دعاء زمزم

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَلًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ

اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ روزی اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

پھر حجر اسود کے پاس آ کر اس کو چومو اور اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اور درود شریف پڑھتے رہو۔

صفا و مروہ کی سعی

باب الصفا سے نکل کر صفا پہاڑی کی جانب چلو اور اس پر چڑھتے ہوئے یہ پڑھو۔

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ

شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرٌ فَإِنَّ

اللَّهُ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

اللہ بدلہ دینے والا، جاننے والا ہے۔

پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کندھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اٹھاؤ اور تھوڑی دیر تسبیح و تہلیل و تکبیر اور درود شریف پڑھ کر اپنے لئے اور دوستوں کے لئے دعا مانگو کہ یہاں دعا مقبول ہوتی ہے۔ پھر اس طرح سعی کی نیت کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا

وَالْمَرْوَةِ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي

پھر صفا سے اتر کر مروہ کو چلو اور درود شریف اور دعاؤں کا پڑھنا برابر جاری رکھو! جب سبز رنگ کا نشان آئے تو یہاں سے دوڑنا

شروع کرو یہاں تک کہ دوسرے سبز نشان سے آگے نکل جاؤ اور مردہ تک پہنچو! یہاں بھی تکبیر، تسبیح اور حمد و ثناء اور درود شریف

پڑھو اور دعا مانگو یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر یہاں سے صفا کو چلو اور سبز نشان کے پاس پہنچو تو دوڑو اور دوسرے نشان سے آگے نکل جاؤ۔

اسی طرح سے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک اور مروہ تک آؤ پھر جاؤ۔ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو۔ ہر پھیرے

میں اسی طرح کرو اور دونوں سبز رنگ کے نشانوں کے درمیان ہر پھیرے میں دوڑ کر چلتے رہو۔ طواف کعبہ اور سعی کر لینے سے تمہارا

عمرہ جس کا احرام کر کے سہلے ہوئے کپڑے پہن لو اور بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں مقیم رہو اور روزانہ جس قدر زیادہ سے زیادہ ہو سکے

نفلی طواف کرتے رہو۔

منیٰ کو روانگی

پھر آٹھویں ذوالحجہ کوچ کا احرام باندھو اور ایک نفلی طواف میں رمل اور صفا مروہ کی سعی کر لو اور مسجد حرام میں دو رکعت سنت احرام کی نیت سے پڑھو۔ اس کے بعد حج کی نیت کرو اور لبیک پڑھو اور جب آفتاب نکل آئے تو منیٰ کو چلو اگر ہو سکے تو پیدل جاؤ کہ جب تک مکہ مکرمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ نیکیاں تقریباً اٹھ ہزار کرب چالیس ارب بنتی ہیں۔ راستہ بھر لبیک اور حمد و ثنا و درود شریف پڑھتے رہو۔ جب منیٰ نظر آئے تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ هِدْهُ مِنِّيْ فَاَمُنْ عَلٰی بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ

الہی یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو اولیاء پر تو نے کیا ہے۔

عَلٰی اَوَّلٰیٰتِکَ

منیٰ میں رات بھر ٹھہرو اور ظہر سے نویں ذوالحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں یہاں کی ”مسجد خیف“ میں پڑھو اور بار بار لبیک بلند آواز سے پڑھتے رہو اور جس قدر ہو سکے رو کر دعائیں مانگو۔

میدان عرفات میں

نویں ذوالحجہ کو آفتاب طلوع ہو جانے کے بعد اب میدان عرفات کو چلو دل کو خیال غیر سے پاک صاف کر کے اور یہ سوچتے ہوئے نکلو کہ آج وہ دن ہے کہ بہت سے خوش بختوں کا حج مقبول ہوگا اور بہت سے لوگ ان کے صدقے میں بخشے جائیں گے جو آج کے دن محروم رہا وہ واقعی محروم ہے راستہ بھر لبیک پڑھو اور اپنی دنیاوی و دینی مرادوں اور اپنے حج کی مقبولیت کے لئے دعائیں مانگتے میدان عرفات میں پہنچ کر اپنے معلم کے خیمہ میں اتر کر ٹھہرو۔ دوپہر تک زیادہ وقت رونے گڑ گڑانے میں اور صدقہ و خیرات کرنے میں گزار دو اور لبیک و درود شریف و کلمہ توحید و استغفار پڑھتے رہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن سب سے بہتر وظیفہ میرا اور دوسرے نبیوں کا یہی ہے۔

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

اسی کے لئے بادشاہی ہے اسی کے لئے حمد ہے وہ زندگی اور موت

اَلْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَیُمِیْتُ

دیتا ہے اور وہ زندہ ہے وہ نہیں مرے گا اس کے قبضہ میں سب

وَهُوَ حَیُّ لَا یَمُوْتُ بَیْدِهٖ الْخَیْرُ وَهُوَ

بھلائیوں میں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔“

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

دوپہر ڈھلتے ہی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھو۔ ظہر کے فرض پڑھ کر فوراً تکبیر ہوگی اور عصر کی نماز پڑھو یا درکھو کہ یہ ظہر و عصر ملا کر ظہر کے وقت پڑھنا بھی جائز ہے کہ نماز یا تو سلطان اسلام پڑھائے یا اس کا نائب میدان عرفات میں جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اس کو اس وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہیں بلکہ وہ ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں

پڑھے۔ (بہارِ شریعت)

نماز کے بعد فوراً موقف کو روانہ ہو جائیں۔ موقف وہ جگہ ہے کہ نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکر الہی اور دعا مانگنے کا حکم ہے۔ اگر ہجوم اور اپنی کمزوری کی وجہ سے ”موقف“ میں نہ جاسکو تو اپنے خیمہ میں لبیک پڑھنے اور ذکر و دعا میں آفتاب ہونے تک مشغول رہو اور خبردار اس انمول اور قیمتی وقت کو چائے بیڑی اڑانے اور گپ لڑانے میں برباد نہ کرو بلکہ آنکھیں بند کئے گردن جھکائے دعائیں مانگے ہاتھ آسمان کی طرف سر سے اُٹھا کر پھیلائے تکبیر و تہلیل اور لبیک و دعا اور توبہ و استغفار میں ڈوب جائے اور خوب روئے اور اگر روانہ آئے تو کم سے کم رونے جیسی صورت بنائے اور انتہائی کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسو ٹپک جائے کہ یہ مقبولیت کی نشانی ہے۔

رات بھر مزدلفہ میں

سورج غروب ہو جانے کے بعد میدان عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو جاؤ اور پورے راستے میں لبیک اور ذکر و دعا اور تکبیر کثرت سے بلند آواز سے پڑھتے چلو۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھو، پھر مغرب کے بعد فوراً ہی عشاء پڑھو۔ اس کے بعد ”مشعر الحرام“ کی مقدس پہاڑی یا اس کے قرب میں یا پورے میدان میں ”وادی محسر“ کے سوا جہاں چاہو ٹھہرو اور لبیک اور تکبیر و تہلیل میں خوب رو رو کر مشغول رہو اور صبح صادق کے طلوع ہونے سے اُجالا ہونے تک اس کا وقت بہت ہی خاص وقت ہے اس میں ذکر و دعا سے غافل نہ رہو۔

مزدلفہ ہی سے تینوں جہروں پر مارنے کے لئے ۴۹ کنکریاں بھجور کی گھٹلی کے برابر چن لو اور ان کو تین مرتبہ دھو لو اور طلوع آفتاب میں جب دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے تو مزدلفہ سے مٹی کو روانہ ہو جاؤ اور مٹی پہنچ کر ”جرۃ العقبة“ کو سب سے پہلے جاؤ، اور اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ مٹی داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف ہو اب پانچ ہاتھ کی دوری سے سات کنکریاں جدا جدا چٹکی میں لے کر داہنا ہاتھ خوب اٹھا کر جمرہ کو مارو، اور ہر کنکری کو یہ دعا پڑھ کر پھینکو۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ رِضًا
لِللّٰهِ رَحْمَنِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَبًّا مَبْرُورًا
وَسَعْيًا مَشْكُورًا وَذَنْبًا مَغْفُورًا

اللہ کے نام سے، اللہ بڑا ہے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے اللہ کی رضا کے لئے اے اللہ! اس حج کو مبرور بنا دے اور سعی مشکور کر دے اور گناہوں کو بخش دے۔

کنکری مار کر قربانی کرے۔ مگر خوب سمجھ لو کہ یہ قربانی وہ قربانی نہیں ہے جو بقر عید میں ہوا کرتی ہے۔ بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔ قرآن کرنے والے اور تمتع کرنے والوں پر واجب اور مفرد پر مستحب ہے۔ قربانی کے بعد مرد سر منڈائیں یا بال کتروائیں۔ عورتوں کو بال منڈوانا حرام ہے۔ وہ صرف ایک پورے کے برابر سر کے بال کٹا دیں اور احرام اُتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیں اور افضل

یہ ہے کہ آج دسویں ذوالحجہ ہی کو مکہ جا کر طواف زیارت جو فرض ہے کر لیں۔ مگر دسویں کو یہ طواف نہ کر سکیں تو ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ کو منیٰ میں رہیں اور سورج ڈھلنے کے بعد دونوں روز تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارتے رہیں۔ بارہویں ذوالحجہ کو کنکریاں مار کر غروب آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل کر مکہ کو روانہ ہو جاؤ۔ جب وادی محصب میں جو جنت المعلیٰ کے قریب ہے پہنچو تو سواری سے اترو یا سواری ہی پر کچھ دیر ٹھہر کر دعا کر لو۔ اب مکہ میں جب تک قیام رہے اپنی اور اپنے ماں باپ کی، اپنے اُستادوں، اپنے پیروں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روزانہ عمرے ادا کرتے رہو۔ کچھ عمرہ تنعمیم سے (چھوٹا عمرہ) کرو۔ کچھ عمرہ ہجرانہ سے (بڑا عمرہ) کرو۔

مکہ کی چند زیارت گاہیں

قبرستان جنت المعلیٰ میں خاص طور پر بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و دیگر مزارات کی زیارت اسی طرح مکان ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مکان خدیجۃ الکبریٰ و مکان حضرت علی رضی اللہ عنہ و مسجد الجن و مسجد الرایہ و مسجد الفتح و مسجد جبل البقیع و مزارات شہداء شہیکہ، و جبل ثور و غار حرا و غیرہ مقامات متبرکہ کی زیارتوں سے بھی مشرف ہو۔ کعبہ معظمہ میں داخلہ اور دو رکعت نماز اندر ادا کرنا بھی بڑی سعادت ہے۔ کمال ادب سے آنکھیں جھکائے لرزتے کانپتے بسم اللہ پڑھ کر دایاں قدم پہلے رکھے اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے وہاں دو رکعت نفل پڑھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے پھر حمد الہی اور درود شریف پڑھے اور دعا مانگے اور ستونوں اور دیواروں سے چمٹے اور روتے گڑ گڑاتے آنکھیں نیچی کئے واپس چلا آئے۔

مکہ مکرمہ سے روانگی

جب رخصت کا ارادہ ہو تو طواف واجب ہے مگر اس طواف میں نہ رمل کرے، نہ اضطباع کرے اور اس طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی بھی نہ کرے طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر دعا مانگے پھر زمزم شریف کے پاس آ کر خوب سیراب ہو کر پئے اور کچھ بدن پر ڈالے پھر دروازہ کعبہ کے پاس آ کر چوکھٹ چومے اور قبول حج اور زیارت کی اور بار بار حاضری کی دعائیں مانگے اور یہ دعا پڑھے کہ،

أَسْأَلُ بِسَائِكَ يَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (یا اللہ) تیرے دروازہ پر سائل تیرے فضل و احسان کا

سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا اُمیدوار ہے۔

وَمَعْرُوفِكَ وَيَرْجُو رَحْمَتَكَ

پھر ”ملتزم“ پر آ کر غلاف کعبہ سے چمٹے اور خوب روئے پھر حجر اسود کو بوسہ دے پھر اُلٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کر کے کعبہ مقدسہ کو حسرت سے دیکھتے ہوئے مسجد حرام کے دروازہ سے بائیں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلے اور کلمہ شہادت و حمد الہی اور درود شریف و

دعا کرتے ہوئے روانہ ہوا اور فقرائے مکہ مکرمہ کو حسب توفیق صدقہ و خیرات دیتے ہوئے سرکارِ اعظم دربار طیبہ کے مقدس سفر کے لئے روانہ ہو جائے۔

حاضری دربارِ مدینہ منورہ

مدینہ طیبہ کی حاضری اور اس مقدس سفر میں مندرجہ ہدایات پر خاص طور سے دھیان رکھو۔

- ۱۔ مزارِ اقدس کی زیارت قریب بواجب ہے۔ محدث ابن عدی نے کامل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (بہارِ شریعت)
- ۲۔ حاضری میں خاص قبرِ انور کی زیارت کی نیت کرے یہاں تک کہ امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس میں مسجد نبوی کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ (بہارِ شریعت)

۳۔ راستہ میں اس قدر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہو کہ ذکر درود شریف میں غرق ہو جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے اور زیادہ ذوق شوق بلکہ وجد میں جھوم جھوم کر درود و سلام والہانہ جوش و خروش کے ساتھ پڑھو۔ جب شہر اقدس مدینہ منورہ میں پہنچو تو جلال و جمال محبوب کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازہ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم رکھو اور یہ دعا پڑھو۔

بِسْمِ اللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ رَبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
اللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُولِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ وَانْقِذْ
نِيْ مِنَ النَّارِ وَاعْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مُسْئِلٍ

”میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو اللہ نے چاہا نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ سے اے اللہ! سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کراؤ سچائی کے ساتھ مجھ کو باہر لے جا الہی تو اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو تو نے اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کے لئے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اے بہتر سوال کئے گئے۔“

۵۔ پھر غسل و وضو اور تمام ضروریات سے فارغ ہو کر مسواک کر کے خوشبو لگا کر اور سفید و صاف کپڑے پہن کر آستانہ مقدسہ کی طرف انتہائی عاجزی و خاکساری اور ادب و احترام کے ساتھ متوجہ ہوا اور روتے ہوئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر صلاۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو۔ گویا تم سرکار سے حاضری کی اجازت طلب کر رہے ہو پھر بِسْمِ اللَّهِ پڑھ کر پہلے داہنا پاؤں رکھ کر سر اپنا ادب بن کر داخل ہوا اور محبوب کے خیال و تصور میں ڈوب جاؤ۔

۶۔ یقین رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچی حقیقی جسمانی حیات کے ساتھ ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات سے پہلے تھے۔ ان کی

اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت وعدہ الہی کی تصدیق کے لئے ایک آن کے واسطے تھی۔ ان کا انتقال صرف عوام کی نظروں سے چھپ جانا ہے۔ چنانچہ امام محمد ابن حاج کلمی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اور دوسرے ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ:

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حاجتوں اور نیّتوں کو اور ان کے دلوں کے خیالات کو خوب جانتے پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح روشن ہے کہ قطعاً اس میں کوئی پوشیدگی نہیں“ (بہارِ شریعت بحوالہ مدخل و مواہب)

۷۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصلى پر دو رکعت نماز تحتیۃ المسجد قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰہ سے مختصر پڑھے، پھر سجدہ میں گر کر دربارِ حبیب میں مقبولیت کی دعا مانگے کمالِ ادب میں غرق ہو کر گردن جھکائے لرزتے کانپتے ندامت سے پسینہ پسینہ ہو کر آنسو بہاتے ہوئے مشرق کی طرف سے مواہبِ عالیہ میں حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزارِ انور میں جلوہ افروز ہیں اس طرف سے تم حاضر ہو گے تو حضور کی نگاہ یکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ سعادت تمہارے لئے دونوں جہاں میں کافی ہے۔

۸۔ اب انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار پر انوار کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑا ہو اور نہایت ہی ادب و وقار کے ساتھ باؤں و دردا انگیز آواز سے اس طرح صلاۃ و سلام عرض کرو۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

اے نبی! آپ پر درود و سلام اور اللہ کی رحمتیں اور	اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ
برکتیں، اے اللہ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ کی	اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
مخلوق سے بہتر آپ پر سلام، اے گنہگاروں کی	جِ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ جِ السَّلَامُ
شفاعت کرنے والے آپ پر سلام، آپ پر اور آپ	عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُنِیْنِ السَّلَامُ عَلَیْكَ
کی آل و اصحاب پر اور آپ کی تمام امت پر سلام۔	وَعَلٰی الْاٰلِ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ

ان سلاموں کو بار بار جب تک دل جے بکثرت پڑھتے رہو اور اپنے ماں باپ اور استادوں اور دوستوں اور اپنے تمام عزیزوں کی طرف سے بھی سلام عرض کرو اور سب کے لئے بار بار شفاعت کی بھیک مانگو اور بار بار یہ عرض کرو کہ **اَسْأَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** اور جو میری اس کتاب کو پڑھے۔ اس کو میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھ گنہگار کی طرف سے بھی سلام عرض کر کے شفاعت کی بھیک مانگیں پھر اپنے داہنے ہاتھ کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرہ

کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو کہ:

اے خلیفہ رسول اللہ! آپ پر سلام اے رسول اللہ کے وزیر
اے خلیفہ رسول اللہ! آپ پر سلام اے غار ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
رفیق آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

پھر اتنی ہی دور ہٹ کر حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پر جلال چہرہ کے سامنے عرض کرو کہ۔

اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام اے چالیس کا وعدہ پورا کرنے
والے مسلمان آپ پر سلام، اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت
آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔

پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:

اے رسول اللہ کے دونوں خلیفہ آپ دونوں پر سلام
اے رسول اللہ کے پہلو میں آرام کرنے والے آپ
دونوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں،

آپ دونوں سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، اللہ تعالیٰ ان پر اور
آپ دونوں پر درود اور برکت و سلام نازل فرمائے۔

۹۔ یہ سب حاضریاں مقبولیت دعا کے مقامات ہیں۔ لہذا خوب دعائیں مانگو، پھر منبر شریف کے پاس دعا کرو اور ستون ابولبابہ
و ستون حنّانہ کے پاس دو رکعت پڑھ کر دعاؤں میں مشغول رہو۔ یہاں کی حاضری میں ایک منٹ بھی ضائع نہ کرو۔ تلاوت درود
شریف و سلام اور نوافل میں ہمہ تن مصروف رہو۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں کم از کم ایک ایک روزہ بھی رکھ لو تو تمہاری خوش نصیبی کا
کیا کہنا۔ ہجگا نہ نمازوں کے بعد سلام کیلئے حاضر ہو۔ ہر نماز مسجد نبوی میں ادا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص
میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے۔ اس کے لئے دوزخ اور نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں گی۔ (بہار شریعت)

۱۰۔ قبر منور کو کبھی پیٹھ نہ کرو، نہ روضہ انور کا طواف کرو، نہ سجدہ کرو، نہ ہی اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حقیقی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

۱۱۔ قبرستان جنت البقیع کی زیارت سنت ہے۔ روضہ منورہ کی زیارت کر کے وہاں جائے خصوصاً جمعہ کے دن اس قبرستان میں

دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرام فرما رہے ہیں اور تابعین و تبع تابعین و اولیاء و علماء و صلحا کی گنتی کا کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا۔ جب حاضر ہو تو پہلے تمام مدفونین مسلمین کی زیارت کا قصد کرو اور اس طرح سلام پڑھو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا
سَلَفٌ وَّاَنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِكُمْ
لَا حِقُوْنَ جِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لاهِلِ بَقِیْعِ
الْفَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ

تم پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے
پیشوا ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔
اے اللہ! بقیع غرقہ والوں کی مغفرت فرما۔ اے
اللہ! ہم کو اور انہیں بخش دے۔

۱۲۔ تمام اہل بقیع میں افضل حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے مزار انور پر حاضر ہو کر کمال ادب و احترام کے ساتھ اس طرح سلام عرض کرے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا
صَاحِبَ الْهَجْرَتَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا
مُجَهِّزَ جِیْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعِیْنِ جَزَاكَ
اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهِ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰهُ
عَنْكَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِیْنَ

اے امیر المومنین! آپ پر سلام، اے خلفاء راشدین میں
تیسرے خلیفہ آپ پر سلام اے دو ہجرت کرنے والے
آپ پر سلام اے غزوہ تبوک کی نقد و جنس سے تیاری کرنے
والے آپ پر سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے رسول اور تمام
مسلمانوں کی طرف سے آپ کو بدلہ دے اور آپ سے اور
تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

۱۳۔ ظالم نجدیوں نے تمام قبریں اور قبوں کو توڑ پھوڑ کر میدان کر ڈالا ہے بہت کم قبروں کے نشان باقی ہیں بہر حال جو مقابر ظاہر
ہیں سب جگہ سلام پڑھو اور فاتحہ خوانی کرو اور دعائیں مانگو کہ یہ سب بارش انوار و برکات کی جگہیں اور مقبولیت دعا کے مقامات ہیں۔
۱۴۔ قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مسجد قبا میں نماز عمرہ کے مثل ہے اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سینچہ کو قبا شریف جاتے کبھی سوار
کبھی پیدل اس مقام کی بزرگی کے بارے میں دوسری احادیث بھی ہیں۔

۱۵۔ شہداء اُحد کی بھی زیارت کرو حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء اُحد کی مقدس قبروں
پر تشریف لے جاتے اور یہ فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور اُحد پہاڑ کی بھی زیارت کرو کہ حدیث
شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوہ اُحد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ
جمعرات کے دن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر سلام عرض کرے اور

حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم پر بھی سلام عرض کرے کہ ایک روایت میں یہ دونوں یہیں مدفون ہیں۔

مدینہ طیبہ کے چند کنوئیں

۱۶۔ مدینہ طیبہ کے وہ کنوئیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا، کسی کا پانی نوش فرمایا، کسی میں اپنا لعاب دہن ڈالا، اگر کوئی جاننے والا اور بتانے والا ملے تو ان مبارک کنوئوں کی بھی زیارت کرو، خاص کر مندرجہ ذیل کنوئوں کا خیال رکھو۔

بنیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

یہ کنواں وادی عقیق کے کنارے پر مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک باغ میں ہے۔ اس کنوئیں کو ”بنیر رومہ“ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہی کنواں ہے جس کا مالک ایک یہودی تھا اور مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس درہم پر اس کنوئیں کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

بنیر اریس

یہ کنواں مسجد قبا سے متصل پچھتم جانب ہے۔ اس کو ”بنیر خاتم“ بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مہر نبوت کی انگوٹھی اس کنوئیں میں گر گئی اور بڑی تلاش و جستجو کے باوجود نہیں ملی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں کا پانی پیا اور اس سے وضو فرمایا اور اس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا تھا۔

بنیر غرس

یہ کنواں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پورب اتر کون پر واقع ہے۔ اس کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس کا پانی پیا بھی ہے اور اس میں اپنا لعاب دہن اور شہد بھی ڈالا ہے۔

بنیر بُصّہ

یہ کنواں قبا کے راستہ میں جنت البقیع کے متصل ہے۔ اس کنوئیں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا اس جگہ دو کنوئیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ بڑا کنواں بنیر بُصّہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں سے برکت حاصل کرے۔

بنیر بُصناعہ

یہ کنواں شامی دروازہ سے باہر جمل اللیل باغ کے پاس ہے۔ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈالا، اور برکت کی دعاء فرمائی ہے۔

بنیر حاء

یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے۔ یہ کنواں حضرت ابو طلحہ صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔ جب یہ آیہ مبارکہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ نازل ہوئی تو چونکہ یہ کنواں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ محبوب تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کو خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

بنیر عہن

یہ کنواں مسجد ثمس کے قریب ہے۔ اس کنوئیں کے پانی سے بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا ہے۔ اس کا پانی قدرے کھاری ہے۔ اسکو بیر الیسیر بھی کہا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کی چند مسجدیں

۱۔ مدینہ منورہ کی چند مشہور مسجدوں کی بھی زیارت کرے اور ہر مسجد میں کم سے کم دو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر دعائیں مانگے۔ خصوصیت کے ساتھ ان مسجدوں کی۔

مسجد جمعہ

یہ مسجد قبا کے نئے راستے سے جانب مشرق ہے۔ پہلا جمعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ ادا فرمایا تھا۔

مسجد غمامہ

اس جگہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔ اسی لئے اس کو مسجد مصلیٰ بھی کہتے ہیں۔

مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ

یہ مسجد بالکل مسجد غمامہ کے قریب شمالی جانب ہے۔

مسجد علی رضی اللہ عنہ

یہ مسجد بھی غمامہ کے پاس ہی ہے۔

مسجد بغلہ

یہ مسجد جنت البقیع کے مشرق میں ہے۔ مسجد کے قریب ایک پتھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خجر کے کھر کا نشان ہے۔ اس لئے اس کو مسجد بغلہ کہتے ہیں۔ بغلہ کے معنی خجر ہے۔

مسجد اجابہ

یہ مسجد جنت البقیع کی شمالی جانب ہے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ والوں کے لئے اس جگہ دعائیں مانگیں جو مقبول ہوئیں۔

مسجد اُبی رضی اللہ عنہ

یہ مسجد جنت البقیع کے بالکل قریب ہی ہے۔ اسی جگہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی یہاں رونق افروز ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔

مسجد سفیا

باب غبر یہ کے قریب ریلوے سٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے۔ جس کو قبہ الرؤس کہتے ہیں۔ اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام ”بئیر السقیا“ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں جاتے ہوئے یہاں نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد احزاب

یہ مسجد سُلَیخ پہاڑی کے مغربی کنارے پر ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی لئے بعض لوگ اسے مسجد الفتح بھی کہتے ہیں۔ اس کے قرب میں چار دوسری مسجدیں بھی ہیں ایک کا نام مسجد ابو بکر، دوسری کا نام مسجد عمر، تیسری کا نام مسجد عثمان اور چوتھی کا نام مسجد سلمان ہے۔ ان پانچوں مسجدوں کو مساجد خمسہ کہا جاتا ہے۔ یہ چاروں مقامات درحقیقت جنگ کے مورچے تھے اور یہ چاروں صحابہ کرام ایک ایک مورچہ پر متعین تھے۔ ان حضرات نے ان مورچوں میں نمازیں بھی پڑھیں۔ اس لئے یہ مورچے مسجد بن گئے۔

مسجد بنی حرام

سُلَیخ پہاڑی کی گھاٹی میں مسجد احزاب کو جاتے ہوئے داہنی طرف یہ مسجد واقع ہے۔ اس کی تاریخ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے۔ اس کے قریب ایک غار ہے۔ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ وحی اُتری تھی اور جنگ خندق کے موقع پر رات کو اس غار میں آرام فرماتے تھے۔ اس کی بھی زیارت کرنی چاہئے۔

مسجد ذباب

یہ مسجد وادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے۔ اسی جگہ بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف قبلہ مقرر ہوا۔ اسی لئے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔

مسجد فضیح

عوالی کے مشرقی حصہ میں یہ مسجد ہے اس جگہ بنو نضیر کے یہودیوں کا محاصرہ کرنے کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اس کا دوسرا نام ”مسجد ٹمس“ بھی ہے۔ اس مسجد کو نجدی حکومت نے شہید کر ڈالا ہے۔

مسجد بنو قریظہ

محاصرہ بنی نضیر کے وقت یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ یہ مسجد فصیح سے جانب مشرق تھوڑے فاصلہ پر ہے۔

مسجد ابراہیم رضی اللہ عنہ

یہ مسجد قریظہ سے جانب شمال واقع ہے۔ اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے اور اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی ہے۔

دربار اقدس سے واپسی

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن

جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

جب مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو مسجد نبوی شریف میں جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر یا اس کے قریب جہاں جگہ ملے دو رکعت نفل پڑھیں۔ اس کے بعد سنہری جالی کے سامنے مواجہہ اقدس میں حاضر ہو کر گریہ و زاری میں ڈوب کر درد و غم کے ساتھ صلاۃ و سلام عرض کریں۔ پھر دونوں جہان کی بھلائی، حج و زیارت کی مقبولیت اور حصول شفاعت کی سعادت اور خاتمہ بالخیر کے لئے خوب گڑ گڑا کر اور روتے ہوئے دعائیں مانگیں اور خاص کر یہ بھی دعا کریں کہ حاضری کا یہ آخری موقع نہ ہو۔ بلکہ خداوند قدوس اس مقدس دربار کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ اپنے ساتھ والدین اور رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں اور بزرگوں اور بچوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔ اس کے بعد روضہ منور کی طرف دیکھتے ہوئے اور جدائی کے رنج و غم میں آنسو بہاتے ہوئے مسجد نبوی شریف سے پہلے بایاں پاؤں نکالیں اور جہاں تک گنبد خضرانظر آئے بار بار حسرت بھری نگاہوں سے اس کا دیدار کرتے رہیں اور یہ کہتے ہوئے روانہ ہو جائیں کہ،

مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں

اسی میں عمر دو روزہ تمام ہو جائے

(۶) اسلامیات

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے ہے رحمت پروردگار اپنی!

کھانے کا طریقہ

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہوگی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہ چاہئے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تولیہ یا رومال سے پونچھ لینا چاہئے تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷ و عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۶)

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھیں تاکہ دوسرے لوگ بھی سن لیں اور بسم اللہ پڑھیں اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہو تو جب یاد آ جائے تو یہ دُعا پڑھے **بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ** (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷)
روٹی کے اوپر کوئی چیز نہ رکھی جائے اور ہاتھ کو روٹی سے نہ پونچھیں کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھائیں، بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۶۱۳)

مسئلہ کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں بچھا دے یا داہنا پاؤں کھڑا رکھے، یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے اور اگر بھاری بدن یا کمزور ہونے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو پالتی مار کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ کھانا کھانے کے درمیان میں کچھ باتیں بھی کرتا رہے بالکل چپ رہنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ مگر کوئی بے ہودہ یا پھوہڑ بات ہرگز نہ بولے بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتا رہے۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے اور برتن کو بھی انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے، کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک پر ہی ختم کریں کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفاء ہے۔ کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھیں **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ** کھانے کے بعد صابن لگا کر ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔ کھانے سے قبل عوام اور جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد علماء و مشائخ اور بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ کھانا کھالینے کے بعد دسترخوان پر صاحب خانہ اور حاضرین کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگنی بھی سنت ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ وغیرہ)

مسئلہ پاؤں پھیلا کر اور لیٹ کر اور چلتے پھرتے کچھ کھانا پینا خلاف ادب اور طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں اسلامی طریقوں کی پابندی اور آداب سنت کی تابعداری کرنی چاہئے۔

مسئلہ چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں۔ جیسے سونے چاندی کا چھچھ استعمال کرنا یا ان کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا، اسی طرح چاندی سونے کے بنے ہوئے گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا یا خاصدان میں پان رکھنا یا چاندی کی سلائی سے سُرمد لگانا یا چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل لگانا یہ سب حرام ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۱۷)

آداب

کسی کے یہاں دعوت میں جاؤ تو کھانے کے لئے بہت بے صبری نہ کرو کہ ایسا کرنے میں تم لوگوں کی نظروں میں ہلکے ہو جاؤ گے۔ کھانا سامنے آئے تو اطمینان کے ساتھ کھاؤ، بہت جلدی جلدی مت کھاؤ، دوسروں کی طرف مت دیکھو اور دوسروں کے برتنوں کی جانب نگاہ مت ڈالو۔ خبردار کسی کھانے میں عیب نہ نکالو کہ اس سے گھر والوں کی دل شکنی ہوگی اور سنت کی مخالفت بھی ہوگی۔ کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ یہی تھا کہ کبھی آپ نے کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا بلکہ دسترخوان پر جو کھانا آپ کو مرغوب ہوتا اس کو تناول فرماتے اور جو نا پسند ہوتا اس کو نہ کھاتے۔ بعض مردوں اور عورتوں کی عادت ہے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحب خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارا کرتے ہیں۔ کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں اور کبھی منتظمین کو کوکھنے دیتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں۔ لہذا ان بُری باتوں کو چھوڑ دو بلکہ یہ طریقہ اختیار کرو کہ اگر دعوتوں میں تمہارے مزاج کے خلاف بھی کوئی بات ہو تو اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو اور صاحب خانہ کی دلجوئی کے لئے چند تعریف کے کلمات کہہ کر اس کا حوصلہ بڑھا دو۔ ایسا کرنے سے صاحب خانہ کے دل میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

مسئلہ ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے تو اس کو اٹھا کر کھا لو شیخی مت بگھا رو کہ اس کو ضائع کر دینا اسراف ہے۔ جو گناہ ہے۔ بہت زیادہ گرم کھانا مت کھاؤ، نہ کھانے کو سونگھو، نہ کھانے پر پھونک مار مار کر اس کو ٹھنڈا کرو کہ یہ سب باتیں خلاف ادب بھی ہیں اور مضرب بھی۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)

پینے کا طریقہ

کچھ بھی پیو بِسْمِ اللہ پڑھ کر دہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے پینا شیطان کا طریقہ ہے۔ جو چیز بھی بیوتین سانس میں پیو اور ہر مرتبہ برتن سے منہ ہٹا کر سانس لو، چاہئے کہ پہلی مرتبہ ایک گھونٹ پیے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی لے، کھڑے ہو کر ہر گز کوئی چیز نہ پیے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے۔ پانی چوس چوس کر پینا چاہئے۔ غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیے۔ جب پی چکے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے۔ پینے کے بعد گلاس یا کٹورے کا بچا ہوا پانی پھینکنا اسراف و گناہ ہے۔ صراحی اور مشک کو منہ لگا کر پانی پینا منع ہے۔ اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے بھی پانی پینے کی ممانعت ہے لیکن اگر پانی اُنڈیلنے کے لئے کوئی برتن نہ ہو تو ٹونٹی وغیرہ

میں دیکھ بھال کر پانی پی لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۹ وغیرہ)

مسئلہ وضو کا بچا ہوا پانی اور زم زم شریف کا پانی کھڑے ہو کر پیا جائے۔ ان دو کے علاوہ ہر پانی بیٹھ کر پینا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہرگز تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر کچھ نہ پئے اور اگر بھول کر پی لے تو اس کو چاہئے کہ قے کر دے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۷۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا کہ جب بھول کر پی لینے میں یہ حکم ہے کہ قے کر دے، تو قصد آپینے میں تو بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔ (اشتہ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۲۲)

مسئلہ سبیل کا پانی مالدار بھی پی سکتا ہے۔ ہاں البتہ وہاں سے پانی کوئی اپنے گھر نہیں لے جاسکتا۔ کیونکہ وہاں پینے کے لئے رکھا گیا ہے۔ نہ کہ گھر لے جانے کے لئے لیکن اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو گھر لے جاسکتا ہے۔

(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۹)

مسئلہ جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے حمام میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو غسل کریں۔ وہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ گھر لے جانے کی اجازت نہیں۔ اس طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جاسکتے۔ بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ جائز نہیں۔ (بہار شریعت جلد

۱۶ صفحہ ۲۷)

سونے کے آداب

مستحب ہے کہ با وضو سوائے اور بِسْمِ اللہ پڑھ کر کچھ دیر داہنی کروٹ پر اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاُحْیٰ پڑھ کر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوائے۔ پھر اس کے بعد کروٹ پر سوائے۔ پیٹ کے بل نہ لیٹے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹنا منع ہے۔ جب کہ تہبند پہنے ہوئے ہو کیوں کہ اس صورت میں ستر کھل جانے کا اندیشہ ہے۔ ایسی چھت پر سونا منع ہے جس پر گرنے سے کوئی روک نہ ہو لڑکا جب دس برس کا ہو جائے تو اپنی ماں یا بہن وغیرہ کے ساتھ نہ سلا یا جائے بلکہ اتنی عمر کا لڑکا لڑکوں اور مردوں کے ساتھ بھی نہ سوائے۔ (ابن ماجہ و ترمذی وغیرہ)

مسئلہ دن کے ابتدائی حصہ اور مغرب و عشاء کے درمیان اور عصر کے بعد سونا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ

۳۲۷ و بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۶۹)

مسئلہ شمال کی طرف پاؤں پھیلا کر بلاشبہ سونا جائز ہے۔ اس کو ناجائز سمجھنا غلطی ہے۔ ہاں البتہ مغرب کی طرف پاؤں کر کے سونا یقیناً ناجائز ہے کہ اس میں قبلہ کی بے ادبی ہے۔

مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے تو بچوں کو گھروں میں سمیٹ لو کہ اس وقت میں شیاطین ادھر ادھر نکل پڑتے ہیں۔ پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر دروازوں کو بند کر لو اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر مشکوں کے منہ باندھ دو اور برتنوں کو ڈھانک دو اور سوتے وقت چراغوں کو بجھا دو اور سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو کیونکہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے اور جب سویا کرو تو اس کو بجھا دیا کرو۔

(بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ)

مسئلہ رات میں جب کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے بولنے کی آوازیں سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھو۔ (شرح السنہ)

مسئلہ اگر رات میں کوئی ڈراؤنا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھوکنا چاہئے اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر اور کروٹ بدل کر سو رہنا چاہئے اور کسی سے بھی اس خواب کا ذکر نہ کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس خواب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۴)

مسئلہ اپنی طرف سے جھوٹا خواب گھر کر لوگوں سے بیان کرنا حرام ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۲)

مسئلہ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا سنت ہے۔ جب سو کر اٹھو تو یہ دعا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاَنَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اَلَيْهِ النُّشُوْر اور بستر سے اٹھ جائے۔ (عالمگیری)

لباس کا پہننا

اتنا لباس پہننا ضروری ہے کہ جس سے ستر عورت ہو جائے۔ عورتیں بہت باریک اور اتنا چست لباس ہرگز نہ پہنیں کہ جس سے بدن کے اعضاء ظاہر ہوں کہ عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے۔ مرد بھی پاجامہ اور تہبند اتنے باریک اور ہلکے کپڑے کا نہ پہنیں کہ جس سے بدن کی رنگت جھلکے اور ستر پوشی نہ ہو کہ مردوں کو بھی ایسا تہبند اور پاجامہ پہننا جائز نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو دھوتی نہیں پہننی چاہئے کہ دھوتی پہننا ہندوؤں کا لباس ہے اور اس سے ستر پوشی بھی نہیں ہوتی کہ چلنے اور اٹھنے بیٹھنے میں اکثر ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ لباس جو یہود و نصاریٰ یا دوسرے کفار کا قومی یا مذہبی لباس ہے۔ مسلمانوں کو ہرگز نہیں پہننا چاہئے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۴)

اور ایسا تنگ لباس بھی ناجائز ہے کہ جس سے رکوع و سجود نہ ہو سکے۔ نیکر اور جاگلہ بھی نہ پہنیں، کہ گھٹنوں اور ران کا بھی کھلنا حرام ہے۔ ہاں تہبند کے نیچے اگر نیکر اور جاگلہ پہنیں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ مردوں کو ریشمی لباس پہننا یا لٹکوں کو پہننا حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے۔ لیکن اگر ریشمی کپڑے کا بانا سوت کا ہو اور تاناریشم کا ہو تو یہ کپڑا مردوں کے لیے بھی جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۱)

مسئلہ عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ کسی غیر محرم کے سامنے بدن کا کوئی حصہ کھولنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۸)

مسئلہ بالغ عورت کو غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا یا سر کے کچھ حصے سے دوپٹہ ہٹا دینا جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ نئی دہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبہ والے اور رشتے دار لوگ آکر منہ دیکھتے ہیں اور کچھ رقم منہ دیکھائی میں دہن کو دیتے ہیں۔ غیر محرم لوگوں کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں۔

مسئلہ مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا بھی منع ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

مسئلہ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف ہے اور سیاہ رنگ کے کپڑے بھی بہتر ہیں۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب فاتحانہ حیثیت سے مکہ معظمہ تشریف لائے۔ تو سراقہ پر کالے رنگ کا عمامہ تھا، کسم وزعفران میں رنگا ہوا اور سرخ رنگ کا کپڑا عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے منع ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۲۸)

مسئلہ علماء و فقہاء کو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ وہ پہنچانے جائیں۔ تاکہ لوگوں کو ان سے علمی فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم کی عزت و وقعت بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (ردالمختار و بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۲)

مسئلہ عورتوں کو چوڑی دار تنگ پا جامہ نہیں پہننا چاہئے کہ اس سے ان کی پنڈلیوں اور رانوں کی بناوٹ اور شکل ظاہر ہوتی ہے۔ عورتوں کے لیے یہ بھی بہتر ہے کہ ان کے پا جامے یا غرارے ڈھیلے ڈھالے اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں۔ ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ سے زیادہ حصہ چھپ جائے یہ بہت ہی اچھا ہے۔

مسئلہ مردوں کا پا جامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچا ہونا سخت منع ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہے۔

مسئلہ اُون اور بالوں کے کپڑے حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں اور بہت سے اولیاء کاملین اور بزرگان دین نے اپنی زندگی بھر ان کپڑوں کو پہنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اُون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳)

مسئلہ کپڑا داہنی طرف سے پہننا مثلاً پہلے داہنی آستین داہنا پائینچے پہننا یہ سنت ہے۔ نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا
وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ وَلَا قُوَّةٍ

یعنی اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور
مجھے رزق دیا بغیر میری طاقت و قوت کے۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، مجتہبی)

زینت کا بیان

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ مرد چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ والی جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہن سکتے ہیں۔ مرد چند انگوٹھی یا ایک انگوٹھی کئی رنگ والی یا چھلے نہیں پہن سکتے کہ یہ سب مردوں کیلئے ناجائز ہیں۔ عورتیں سونے چاندی کی ہر قسم کی انگوٹھیاں چھلے اور ہر قسم کے زیورات پہن سکتی ہیں۔ لیکن سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں مثلاً لوہا، تانبہ، پیتل، رولڈ گولڈ وغیرہ کے زیورات یا انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کیلئے ناجائز ہیں۔ بجنے والے زیورات بھی عورتوں کیلئے منع ہیں۔ نابالغ لڑکوں کو بھی زیورات پہننا حرام ہے اور پہنانے والے گنہگار ہوں گے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۰ و عالمگیری

جلد ۵ صفحہ ۲۹۵)

مسئلہ شریعت میں اجازت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے تو اچھا لباس اور قیمتی کپڑوں کا استعمال عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے جائز ہے۔ بشرطیکہ فخر اور گھمنڈ کے لئے نہ ہو بلکہ نعمت خداوندی کے اظہار کے لئے ہو۔

مسئلہ انسان کے بالوں کو عورت چوٹی بنا کر اپنے بالوں میں گوندھے تاکہ اس کے بال زیادہ اور خوبصورت معلوم ہوں یہ حرام ہے اور اگر اُون یا کالے دھاگے کو چوٹی بنا کر بالوں میں گوندھے تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۳)

مسئلہ دانتوں کو ریتی سے ریت کر خوب صورت بنانے والی یا مومچنے سے بھوؤں کے بالوں کو نوچ کر بھوؤں کو باریک اور خوبصورت بنانے والی سب عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۰)

لڑکیوں کے ناک کان چھیدنا جائز ہے۔ بعض جاہل مرد اور عورتیں لڑکوں کے بھی کان چھیدواتے ہیں اور مندری پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یعنی لڑکوں کے کان چھیدوانا بھی ناجائز اور ان کے کان میں زیور پہننا بھی حرام ہے۔ عورتیں اپنی چوٹی میں سونے چاندی کے دانے، پھول، کلپ لگا سکتی ہیں۔

مسئلہ عورتوں کو کاجل اور کالا سرمہ زینت کے لئے لگانا جائز ہے۔ مردوں کو کالا سرمہ محض زینت کے لئے لگانا ناجائز ہے۔ ہاں اگر کالا سرمہ آنکھوں کے علاج کے لئے لگائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۴)

- ۱۔ جو امیر عورتیں بہت ہی قیمتی اور زرق برق لباس اور شاندار زیورات پہنتی ہیں۔ ان کے پاس بہت کم اٹھو بیٹھو، کہ ان کے ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر تم کو اپنی مفلسی اور غریبی پر افسوس ہوگا اور تم خداوند کریم کی ناشکری کرنے لگو گی اور خواہ مخواہ دنیا کی ہوس بڑھے گی۔
- ۲۔ ہر ہفتہ نہادھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہمی، زیادہ سے زیادہ چالیس دن، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کیے تو گناہ ہوا۔ عورتوں کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ عورتوں کی گندگی اور پھو ہڑ پن سے شوہروں کو اپنی بیویوں سے نفرت ہو جایا کرتی ہے۔ پھر میاں بیوی کے تعلقات ہمیشہ کے لیے خراب ہو جایا کرتے ہیں۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۱)
- ۳۔ موٹے کپڑے پہننا اور پرانے کپڑوں میں پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳)
- حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کپڑے میں پیوند لگا کر نہ پہن لو۔ اس وقت تک کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔ اس لیے خبردار خبردار کبھی ہرگز بھی پیوند لگا کر کپڑوں کو پہننے میں نہ شرم کرو اور نہ اس کو حقیر سمجھو نہ اس پر کسی کو طعنہ مارو۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۴)
- ۴۔ ناک منہ صاف کرنے کے لیے یا وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے یا پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا عورتوں اور مردوں کے لیے جائز ہے۔ اس لیے رومال رکھنا چاہئے۔ دامن یا آستین سے منہ پونچھنا یا ناک صاف کرنا خلاف ادب اور گھناؤنی بات ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳)

متفرق مسائل

مسئلہ مردوں کو عمامہ باندھنا سنت ہے۔ خصوصاً نماز میں، کیونکہ جو نماز عمامہ باندھ کر پڑھی جاتی ہے۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ عمامہ باندھے تو اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے اور شملہ زیادہ سے زیادہ اتنا بڑا ہونا چاہئے کہ بیٹھے میں نہ دے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۱)

بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے۔ یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر عمامہ میں گھرس لیتے ہیں، یہ بھی نہیں چاہئے۔ خصوصاً نماز کی حالت میں تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۵)

مسئلہ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اس کو اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اسی طرح ادھیڑنا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۱)

مسئلہ ٹوپی پہننا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم میں اور مشرکین میں یہ فرق ہے کہ ہم عماموں کے نیچے ٹوپی رکھتے ہیں اور وہ صرف پگڑی باندھتے ہیں اور اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ ہندوستان کے کفار و مشرکین بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۴)

مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ لہذا اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھنا چاہئے۔ بارہ ہاتھ سے زیادہ بڑا عمامہ باندھنا سنت کے خلاف ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۶)

مسئلہ اولیاء و صالحین کے مزاروں پر غلاف و چادر ڈالنا جائز ہے۔ جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کو عظمت و رفعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو اور عوام ان اللہ والوں کا ادب کریں اور ان سے فیوض و برکات حاصل کریں اور وہاں باادب حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کریں۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

وہابی اور بدعتیہ لوگ جن کے دلوں میں اولیاء اور بزرگانِ دین کی محبت و عقیدت نہیں ہے۔ اس کو ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ ان لوگوں کی بات ہرگز نہیں ماننی چاہئے۔ ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔

مسئلہ گلے میں تعویذ پہننا یا بازو پر تعویذ باندھنا اسی طرح بعض دُعاؤں یا آیتوں کو کاغذ پر یا رکابی پر لکھ کر شفا کی نیت سے دھو کر پلانا بھی جائز ہے۔ یاد رکھو کہ بعض حدیثوں میں جو گلے میں تعویذ لٹکانے کی ممانعت آئی ہے۔ اس سے مراد زمانہ جاہلیت کے وہ تعویذات ہیں جو مشرکانہ منتروں سے بنائے جاتے تھے۔ ایسے جنتروں کا پہننا آج کل بھی حرام ہے لیکن قرآن کی

آیتوں اور حدیثوں کے تعویذات ہمیشہ اور ہر زمانے میں جائز ہیں اور اب بھی جائز ہیں۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

مسئلہ بچھونے یا مصلیٰ یا دسترخوان یا تکیوں یا مسندوں یا رومال پر اگر کچھ لکھا ہوا ہو تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ یہ لکھاؤں خواہ کپڑوں میں بنی ہوئی ہو یا کاڑھی ہوئی ہو، یا روشنائی سے لکھی ہوئی ہو۔ الفاظ ہوں یا حروف ہوں، ہر صورت میں ممانعت ہے۔ کیوں کہ لکھے ہوئے الفاظ اور حروف کا ادب و احترام لازم ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

مسئلہ نظر سے بچنے کے لئے ماتھے یا ٹھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ لگا دینا یا کھیتوں میں کسی لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر گاڑ دینا، تاکہ دیکھنے والی کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ ایسا کرنا منع نہیں ہے۔ کیوں کہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ يَا أَرَدُوں میں یہ کہہ دے کہ اللہ برکت دے۔ اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۳)

مسئلہ جس کے ہاں میت ہوئی ہے اسے اظہارِ غم کے لئے کالے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳)

اسی طرح اظہارِ غم کے لئے کالے بلے لگانا بھی جائز نہیں ہے۔ اولاً تو یہ سوگ کی صورت ہے۔ دوم یہ کہ یہ نهرانیوں کا طریقہ ہے۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں پہلی محرم سے بارہویں محرم تک تین قسم کے رنگوں کے کپڑے نہ پہنے جائیں۔ کالا کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ سبز کہ یہ بدعتیوں یعنی تعزیر داروں کا طریقہ ہے اور سرخ یہ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لئے سرخ لباس پہنتے ہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۳)

مسئلہ علماء و فقہاء کو ایسا لباس پہننا چاہئے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے مسائل پوچھنے اور دینی معلومات حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم دین کی عزت و وقت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (بہارِ شریعت جلد ۵ صفحہ ۵۲ بحوالہ ردالمختار)

مسئلہ عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے، جس نے اس کا الٹ کیا وہ ایسے مرض کے اندر مبتلا ہوگا، جس کی دوائی نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ بحوالہ ضیاء القلوب فی لباس المحبوب)

مسئلہ پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۸)

چلنے کے آداب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (پارہ ۲۱، سورۃ لقمن، رکوع ۱۹)

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (پارہ ۱۵ رکوع ۴)

تیسری آیت میں فرمایا کہ،

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا (پارہ ۱۹ رکوع ۴)

یعنی رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

مسئلہ چلنے میں اتر اتر کر چلنا یا اکر اکر چلنا یا دائیں بائیں ہلتے اور جھومتے ہوئے چلنا، یا زمین پر پاؤں پٹک پٹک کر چلنا، یا بلا ضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلنا، یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے شریعت میں اس قسم کے چال چلنا منع اور ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اتر اتر کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔ (بخاری شریف و مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰۴)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ چلنے میں جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو تم ان کے درمیان میں سے مت گزرو۔ دابنہ یا بائیں کا راستہ لے لو۔ (شعب الایمان بیہقی)

مسئلہ راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں ہاں اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے۔ مگر جب زمین کا مالک منع کرے تو اب نہیں چل سکتا۔ یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جب بہت سے لوگ ہوں تو جب تک زمین کا مالک راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہئے لیکن اگر راستہ میں پانی ہے اور اس کے کنارے کسی کی زمین ہے۔ ایسی صورت میں اس زمین پر چل سکتا ہے۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۷۱ بحوالہ عالمگیری)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشت کار کے نقصان کا سبب ہے۔ ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہئے۔ بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارے پر کانٹے رکھ دیتے ہیں۔ یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے۔ اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۷۱)

آداب مجلس کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دے دو اللہ تعالیٰ تم کو جگہ دیگا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرمائے گا۔ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلہ، رکوع ۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ مجلس سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے بلکہ آنے والوں کے لئے ہٹ جائے اور جگہ کشادہ کر دے۔ (بخاری وغیرہ)

- ۱۔ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۶)
- ۲۔ کوئی مجلس سے اٹھ کر کسی کام کو گیا اور یہ معلوم ہے کہ وہ ابھی آئے گا تو ایسی صورت میں اس جگہ کسی اور کو بیٹھنا نہیں چاہئے۔ وہ جگہ اسی کا حق ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۸)
- ۳۔ اگر دو شخص مجلس میں پاس پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ جا کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ ہاں البتہ وہ دونوں اپنی خوشی سے تمہیں اپنے درمیان میں بٹھائیں، تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)
- ۴۔ جو تم سے ملاقات کے لئے آئے تو تم خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لئے ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ، جس سے وہ یہ جانے کہ میری عزت و قدر کی جارہی ہے۔
- ۵۔ مجلس میں سردار بن کر نہ بیٹھو۔ بلکہ جہاں بھی جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ گھمنڈ اور غرور اللہ تعالیٰ کو بے حد ناپسند ہے اور تواضع اور انکساری اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔
- ۶۔ مجلس میں چھینک آئے تو اپنے منہ پر اپنا ہاتھ یا کوئی کپڑا رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو اور بلند آواز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو اور بلند آواز سے حاضرین محفل جواب میں یُرْحَمُکَ اللّٰہ کہیں۔

- ۷۔ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو، اگر پھر بھی نہ رُکے تو ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانک لو۔
- ۸۔ بہت زور سے قہقہہ لگا کر نہ ہنسو کہ اس طرح سے ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔
- ۹۔ مجلسوں میں لوگوں کے سامنے تیوری چڑھا کر اور ماتھے پر بل ڈال کر، ناک منہ چڑھا کر مت دیکھو کہ گھمنڈی لوگوں اور متکبروں کا طریقہ ہے بلکہ نہایت عاجزانہ انداز سے غریبوں کی طرح بیٹھو کوئی بات موقع کی ہو تو لوگوں سے بول چال بھی لو، لیکن ہر گز ہرگز کسی کی بات مت کاٹو، نہ کسی کی دل آزاری کرو۔ نہ کوئی گناہ کی بات بولو۔
- ۱۰۔ مجلس میں خبردار خبردار کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ یہ بالکل ہی خلاف آداب ہے۔

مجلس سے اُٹھتے وقت کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجلس سے اُٹھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر پر مہر کر دے گا۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۹ مجتبیٰ)

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

اے اللہ ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے دربار میں توبہ کرتا ہوں۔

زبان کی حفاظت کا بیان

- بات چیت میں ہمیشہ اس کا دھیان رکھو کہ تمہاری زبان سے کوئی گناہ کی بات نہ نکل جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بہت سے لوگوں کو ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی باتیں جہنم میں لے جائیں گی۔ اس لئے خاص طور پر بات چیت کرنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔
- ۱۔ بے سوچے سمجھے ہرگز کوئی بات مت کہو، جب سوچ کر تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں۔ تب بولو ورنہ بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔
- ۲۔ کسی کو بے ایمان کہنا، یا یہ کہنا کہ فلاں پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کی لعنت، خدا کا غضب پڑے، فلاں کو دوزخ نصیب ہو۔ اس طرح سے بولنا گناہ کی بات ہے۔ جس کو ایسا کہا ہے۔ اگر واقعی وہ ایسا نہ ہو تو یہ ساری لعنت اور پھٹکار لوٹ کر کہنے والے پر پڑے گی۔
- ۳۔ اگر تم کو کسی نے دکھ دینے والی بات کہہ دی ہے تو تم صبر کرو اور معاف کر دو تمہیں بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور اگر تم اس کا جواب دینا چاہو تو تم بس اتنا ہی کہہ سکتے ہو جتنا اس نے تم کو کہا ہے۔ اگر اس سے زیادہ کہو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے۔
- ۴۔ دوغلی بات ہرگز ہرگز مت کہو کہ اس کے منہ پر اس کی سی بات کرو اور دوسرے کے منہ پر اس کی سی بات کرو کہ یہ دونوں

جہان میں رسوائی کا سامان ہے۔

- ۵۔ نہ کسی کی چغلی سنو، کہ یہ بڑے بڑے فسادوں کی جڑ اور گناہ کبیرہ ہے۔
- ۶۔ جھوٹ کبھی ہرگز نہ بولو کہ یہ بہت ہی سخت گناہ کبیرہ ہے۔
- ۷۔ خوشامد کے طور پر کسی کے منہ پر اس کی تعریف نہ کرو، نہ پیٹھ کے پیچھے حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرو۔
- ۸۔ نہ کسی کی غیبت کرو، نہ کسی کی غیبت سنو۔ غیبت گناہ کبیرہ ہے اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ کے پیچھے اس کی ایسی کوئی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو۔ اگرچہ وہ بات سچی ہی ہو اور اگر وہ بات غلط ہو تو اس کو کہنا یہ بہتان ہے۔ اس میں غیبت سے بھی زیادہ گناہ ہے۔
- ۹۔ جس شخص کی غیبت کی ہے۔ اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس کے لئے مغفرت کی دُعائیں کیا کرو۔ اُمید ہے کہ قیامت میں وہ معاف کر دے۔
- ۱۰۔ کبھی ہرگز کسی سے جھوٹا وعدہ نہ کرو۔
- ۱۱۔ محض اپنی بات کو اُنچی رکھنے کے لئے کسی سے بحث نہ کرو۔
- ۱۲۔ کبھی ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔
- ۱۳۔ سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق کئے مت کہا کرو کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔
- ۱۴۔ کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت کرو۔
- ۱۵۔ ہمیشہ اچھی باتیں لوگوں کو بتاتے رہو اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔

مکان میں جانے کے لئے اجازت لینا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر مت جاؤ۔ جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اور اللہ اس کو جانتا ہے۔ اس پر تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا ہی نہیں ہے اور ان میں تمہارا سامان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ان تمام باتوں کو جن کو تم ظاہر کرتے اور جن کو تم چھپاتے ہو۔ (قرآن مجید)

مسئلہ: کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اور اس نے اندر سے کہا ”کون؟“ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ ”میں“ جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ ”میں“ کہہ کر جواب دیتے ہیں۔ اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا

نام ذکر کرے کیونکہ ”میں“ کا لفظ تو ہر شخص اپنے آپ کو کہہ سکتا ہے۔ پھر یہ جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے۔ پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے۔ پھر اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس شخص کے پاس گیا ہے۔ وہ مکان سے باہر ہی مل گیا تو اب اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں سلام کرے پھر کلام شروع کر دے۔ (بخاریہ)

مسئلہ اگر تم نے کسی کے مکان پر جا کر اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی اور گھر والے نے اجازت نہ دی تو ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ خوشی خوشی وہاں سے واپس چلے آؤ، ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت کسی ضروری کام میں مشغول ہو اور اس کو تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو۔

مسئلہ اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو کہ السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۷ و ردالمختار)

یا اس طرح کہے کہ السلام عليك ايها النبي كيون کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہوا کرتی ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۸۴)

سلام کے مسائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

”اور جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ میں جواب دو یا وہی لفظ تم بھی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔“

وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (بارہ ۵ رکوع ۸)

مسئلہ سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ سلام کرنے والے کے لئے چاہئے کہ سلام کرنے اور جواب دینے کا اسلامی طریقہ یہی ہے کہ السلام عليكم کہے اور جواب میں وعليكم السلام کہے۔ اس کے سوا دوسرے سب طریقے غیر اسلامی ہیں۔

مسئلہ اگر دوسرے کا سلام لائے تو جواب میں عليكم وعليهم السلام کہنا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ اور السلام عليكم جواب میں وعليكم السلام کہنا کافی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سلام کرنے والا اسلام عليكم ورحمة الله وبركاته کہے اور جواب دینے والا بھی یہی کہے کہ سلام میں اس سے زیادہ الفاظ کہنے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ کا لفظ بھی سلام ہے۔ مگر چونکہ یہ لفظ شیعوں میں مذہبی نشان کے طور پر رائج ہو گیا ہے کہ اس لفظ کے سنتے ہی فوراً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ شخص شیعہ مذہب کا ہے۔ لہذا سنیوں کو سلام میں اس لفظ سے بچنا ضروری ہے۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۸۹)

مسئلہ سلام کا جواب فوراً ہی دینا واجب ہے۔ بلا عذر تاخیر کی تو گتہنگار ہوا اور یہ گناہ سلام کا جواب دے دینے سے دفع نہیں ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور ان میں سے کسی ایک نے بھی سلام نہ کیا تو سب سنت چھوڑنے کے الزام میں گرفتار ہوئے اور اگر ان میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو سب بڑی ہو گئے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوں ہی اگر جماعت میں سے کسی نے بھی سلام کا جواب نہ دیا تو واجب چھوڑنے کی وجہ سے سب گتہنگار ہوئے اور اگر ایک شخص نے بھی سلام کا جواب دے دیا۔ تو پوری جماعت الزام سے بڑی ہو گئی مگر افضل یہی ہے کہ سب سلام کا جواب دیں۔

(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ ایک شخص شہر سے آ رہا ہے اور دوسرا شخص دیہات سے آ رہا ہے دونوں میں سے کون کس کو سلام کرے۔ بعض نے کہا کہ شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض کا قول ہے کہ دیہاتی شہری کو سلام کرے اور اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے چھوٹا بڑے کو سلام کرے سوار پیدل کو سلام کرے، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ کافر کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے۔ مگر جواب میں صرف علیکم کہے اور ایسی جگہ گزرتا ہو جس جگہ مسلمان اور کفار دونوں جمع ہوں تو اَلْسَلَامُ عَلَیْكُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کرنے کی نیت کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے ملے جلے مجمع کو اَلْسَلَامُ عَلَیْ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی کہہ کر سلام کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ اذان و اقامت اور جمعہ و عیدین کے خطبہ کے وقت سلام نہیں کرنا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ: علانیہ فسق و فجور کرنے والوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہوں اور یہ اگر ان سے سختی برتا ہے تو وہ اس کو پریشان کرتے ہوں اور ایزادیتے ہوں اور اگر یہ ان سے سلام و کلام جاری رکھتا ہے تو وہ اس کو ایزاد پہنچانے سے باز رہتے ہوں تو ایسی صورت میں ظاہری طور پر ان فساق کے ساتھ سلام و کلام کے ساتھ میل جول رکھنے میں یہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اور اس نے سلام پہنچانے کا وعدہ کر لیا تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے

اور اگر سلام پہنچانے کا وعدہ نہیں کیا تھا تو سلام پہنچانا اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کو پڑھتے ہی زبان سے علیکم السلام کہہ لے تحریری سلام کا جواب ہو گیا اعلیٰ حضرت

مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی طریقہ ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا منع ہے حدیث شریف میں ہے کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کر کے سلام کرنا یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے۔

مسئلہ بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض تو فقط آنکھوں کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا کرتے ہیں یوں سلام کا جواب نہیں ہوا۔ زبان سے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ چھوٹے بڑوں کو سلام کرتے ہیں تو بڑا جواب میں کہتا ہے کہ ”جیتے رہو“ اسی طرح بڑھیا عورتیں بچوں کے سلام کا جواب اس طرح دیا کرتی ہیں ”خوش رہو“ ”سہاگن بنی رہو“ ”دودھ پوت والی رہو“ ان سب سے سلام کا جواب نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اور ہر مرد و عورت کو سلام کے جواب میں علیکم السلام کہنا چاہئے۔

مسئلہ اس زمانے میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں جن میں سب سے برے الفاظ ”نمستے“ اور ”بندگی عرض“ ہیں، مسلمانوں کو کبھی ہرگز ہرگز یہ نہیں کہنا چاہئے۔ بعض لوگ ”آداب عرض“ کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ اتنی برائی نہیں مگر یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو میں ہے تو اس کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح اذان و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت بھی سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی بات چیت کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں تو آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ جو شخص پیشاب پاخانہ کر رہا ہو یا کبوتر اڑا رہا ہو یا گانا گار رہا ہو یا ننگا نہار رہا ہو یا پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا کر رہا ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ جو اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر کسی اجنبی عورت نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ (خانیہ)

مسئلہ بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک جاتے ہیں اگر یہ جھکنا رکوع کے برابر ہو جائے تو حرام ہے اور اگر رکوع کی حد

سے کم ہو تو مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۲)

مسئلہ کسی کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“ کہنا یہ حضراتِ انبیاء اور ملائکہ کے ساتھ خاص ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی اور فرشتے کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۳)

مسئلہ سلام محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم! کہ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم مومن بن جاؤ، اور تم لوگ مومن نہیں بنو گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ لہذا تم لوگوں کو ایک ایسے کام کی رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم وہ کام کرنے لگو گے تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے وہ کام یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کا چرچا کرو۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۵۹، مجتہائی)

مسئلہ سلام خیر و برکت کا سبب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے پیارے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہوا کرے تو گھر والوں کو سلام کر، کیونکہ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کیلئے برکت کا سبب ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

مسئلہ سوار پیدل چلنے والوں کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

مسئلہ ہر مسلمان کے ہر مسلمان کے اوپر چھ حقوق ہیں، (۱) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے، (۲) جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ پر حاضر ہو، (۳) جب دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرے، (۴) جب وہ ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے، (۵) جب وہ چھینکے تو یوحکم اللہ کہہ کر اس کی چھینک کا جواب دے، (۶) اس کی غیر حاضری اور موجودگی دونوں صورتوں میں اس کی خیر خواہی کرے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام

حدیث شریف میں ہے کہ جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ (ابوداؤد جلد ثانی صفحہ ۳۶۱ مجتہائی)

مسئلہ مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت متواتر حدیثوں سے ہے اور احادیث میں اس کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو ہلایا تو اس کے تمام گناہ گرجائیں گے۔ جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ مطلقاً مصافحہ کا جائز ہونا یہ بتانا ہے کہ نماز فجر و نماز عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور فقہ کی جو بعض کتابوں میں اس کو بدعت کہا گیا ہے۔ اس سے مراد بدعت حسنہ ہے اور ہر بدعت حسنہ جائز ہی ہوا کرتی ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸ بحوالہ درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۳)

اور جس طرح نماز فجر و عصر کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہی رہے گا۔ جب تک کہ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت ثابت نہ ہو جائے اور ظاہر ہے کہ پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی ممانعت شریعت کی طرف سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸ بحوالہ ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۳)

مسئلہ مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔ یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہانے بیان کیا ہے اور اس کو بھی حدیث سے ثابت بتاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے ہاتھ سے اور بائیں ہاتھ سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸)

مسئلہ وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا ناجائز اور خلاف سنت بتاتے ہیں اور صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف تحریر فرمایا ہے کہ: ”ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہئے“ (اشعة اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۲۰)

مسئلہ معانقہ کرنا بھی سنت ہے کیوں کہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ فرمایا ہے۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

مسئلہ بعد نمازِ عیدین مسلمانوں میں معافقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہارِ خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معافقہ بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوف اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ مثلاً خوبصورت مرد لڑکوں سے معافقہ کرنا کہ یہ فتنہ کا محل ہے۔ لہذا اس سے بچنا چاہئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸)

مسئلہ کسی مرد کے رخسار یا پیشانی یا تھوڑی کو بوسہ دینا اگر شہوت کے ساتھ ہو تو ناجائز ہے اور اگر اکرام و تعظیم کے لئے ہو تو جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ وغیرہ)

مسئلہ عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ ان لوگوں کے قدم کو چومنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر کسی عالم دین سے لوگ یہ خواہش ظاہر کریں کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں بوسہ دوں تو لوگوں کی خواہش کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لئے لوگوں کی طرف بڑھا سکتا ہے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۵)

مسئلہ بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۹ بحوالہ زیلعی و درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۵)

بوسہ کی چھ قسمیں

یاد رکھو کہ بوسہ کی چھ قسمیں ہیں۔

- | | |
|----------------|---|
| (۱) بوسہ رحمت | جیسے ماں باپ کا اپنی اولاد کو بوسہ دینا |
| (۲) بوسہ شفقت | جیسے اولاد کا اپنے والدین کو بوسہ دینا |
| (۳) بوسہ محبت | جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے |
| (۴) بوسہ تحیت | جیسے بوقت ملاقات ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بوسہ دے |
| (۵) بوسہ شہوت | جیسے مرد عورت کو بوسہ دے |
| (۶) بوسہ دیانت | جیسے حجر اسود کا بوسہ |

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۹ بحوالہ زیلعی)

مسئلہ قرآن شریف کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ صبح کو قرآن مجید کو چومتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید کو بوسہ دیتے تھے اور اپنے چہرے سے لگاتے تھے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

مسئلہ سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت تعظیم کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

مسئلہ آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا جائز بلکہ مستحب ہے۔ خصوصاً جب کہ ایسے شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جو تعظیم کا مستحق ہے۔ مثلاً عالم دین کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

مسئلہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوں اس کی یہ خواہش مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔ (ردالمختار) بعض حدیثوں میں جو قیام کی مذمت آئی ہے اس سے مراد ایسے ہی شخص کے لئے قیام ہے یا اس قیام کو منع کیا گیا ہے جو عجم بادشاہوں میں رائج ہے کہ سلاطین اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں آنے والے کے لئے قیام کرنا اس قیام میں داخل نہیں۔

چھینک اور جمائی کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جمائی ناپسند ہے۔ جب کوئی چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر حق ہے کہ يَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے کیونکہ جب کوئی آدمی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ جمائی کسل اور غفلت کی دلیل ہے۔ ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۳۸)

مسئلہ جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دینا واجب ہے اور جس سلام کا جواب فوراً ہی دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سُن لے واجب ہے بالکل اسی طرح چھینک کا جواب بھی فوراً ہی اور بلند آواز سے دینا واجب ہے۔

(درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۶۶۶)

مسئلہ جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے کیوں کہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں ہے کہ جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۵)

جمائی روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہونٹ کو دانتوں سے دبا لے اور جمائی روکنے کا ایک مجرب عمل یہ ہے کہ جب جمائی آنے لگے تو دل میں خیال کرے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی۔ یہ خیال دل میں لاتے ہی ہرگز جمائی نہیں آئے گی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۳۲۲)

مسئلہ جس کو چھینک آئے وہ بلند آواز سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہے۔ اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے يَرْحَمُكَ اللّٰہ پھر چھینکنے والا يَغْفِرُ اللّٰہ لَنَا وَلَكُمْ کہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ اگر ایک مجلس میں کسی کو کئی مرتبہ چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے۔ اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو سننے والے پر اس کو جواب دینا واجب ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ چھینکنے والے کو چاہئے کہ سر جھکا کر پست آواز سے منہ کو چھپا کر چھینکے بہت زیادہ بلند آواز میں چھینکنا حماقت ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ بعض جاہل لوگ چھینک کو بدشگونہ سمجھتے ہیں۔ اگر کسی کام کے لئے جاتے وقت خود کو یا کسی دوسرے کو چھینک آگئی تو لوگ یہ بدفالی لیتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے اور بے عقلی کی دلیل ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور یہ بھی ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بات کرتے ہوئے چھینک آجائے تو یہ چھینک اس بات پر ”شاید عدل ہے“ تو بھلا چھینک منحوس اور بدشگونہ کا سامان کیسے بن سکتی ہے؟ اس لئے لوگوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہئے کہ چھینک منحوس اور بدفالی کی چیز ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو اتباع سنت اور پابندی شریعت کی توفیق بخشے۔ آمین

(بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۳)

مسئلہ کافر کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو جواب میں يَهْدِيكَ اللّٰہ کہنا چاہئے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے دوبارہ چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دوبارہ جواب دینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ و بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۶)

خرید و فروخت کے چند مسائل

خریدنے اور بیچنے کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اس کتاب میں بھلا اس کی گنجائش کہاں؟ جو مفصل طور پر خرید و فروخت کے مسائل کو جاننا ہو وہ بہارِ شریعت حصہ یازدہم کا بغور مطالعہ کرے۔ یہ اس بارے میں بہت ہی جامع اور معتبر کتاب ہے۔ ہم یہاں صرف چند ضروری مسائل کا ذکر لکھتے ہیں۔ جن سے اکثر و بیشتر واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ ان کو غور سے پڑھ کر یاد کر لو۔

مسئلہ جب تک خرید و فروخت کے ضروری مسائل نہ معلوم ہوں کہ کوئی بیع جائز ہے اور کوئی ناجائز۔ اس وقت تک مسلمان کو چاہئے کہ وہ تجارت نہ کرے بلکہ تجارت کرنے سے پہلے ان مسئلوں کو جان لینا چاہئے تاکہ تجارت میں حرام کمائی سے بچا رہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۷)

مسئلہ تاجر کو اپنی تجارت میں اس قدر مشغول نہ ہو جانا چاہئے کہ فرائض فوت ہو جائیں۔ بلکہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو لازم ہے کہ تجارت کو چھوڑ کر نماز پڑھنے چلا جائے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۸)

مسئلہ بیچنے اور خریدنے میں یہ ضروری ہے کہ سودے اور قیمت دونوں کو اچھی طرح صاف صاف طے کر لیں کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھیں جس سے بعد میں جھگڑے بکھیرے پڑیں۔ اگر ان دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز ہے اور اپنے کسی کام میں لانا بھی درست نہیں۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ خنزیر کے بال اس کی کھال وغیرہ اس کے کسی جزو کا بیچنا اور خریدنا حرام اور اس کی بیع باطل ہے۔ اسی طرح مردار کے چمڑے کی بیع بھی باطل اور ناجائز ہے، جب کہ پکایا نہ ہو اور اگر دباغت کر لی ہو تو اس کی بیع درست اور اس کو کام میں لانا جائز ہے۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ تیل ناپاک ہو گیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اس کو دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۱۳)

مگر یہ ضروری ہے کہ بیچنے والا خریدار کو تیل کے ناپاک ہونے کی اطلاع دے دے۔ تاکہ خریدار اس کو کھانے کے کام میں نہ لائے اور اس وجہ سے بھی خریدار کو مطلع کرنا ضروری ہے کہ تیل کا ناپاک ہونا عیب ہے اور بیچنے والے پر لازم ہے کہ خریدار کو سودے کے عیب پر مطلع کر دے، ناپاک تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں، گھر میں جلا سکتا ہے۔ ناپاک تیل کا چراغ جلا کر استعمال کرنا اگرچہ جائز ہے۔ مگر بدن یا کپڑے پر جہاں بھی لگ جائے گا ناپاک ہو جائے گا اور بدن یا کپڑے کو پاک کرنا پڑے گا۔ بعض دوائیں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں۔ مثلاً جانور کا پتہ یا خون یا حرام جانوروں کی چربی یا شراب وغیرہ۔ یہ

دوائیں اگر بدن یا کپڑے میں لگ گئیں تو ان کا پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ مردار کے بال، ہڈی، سینگ، کھر، پر، چونچ، ناخن ان سب کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں ان کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔ اسی طرح ہاتھی کے دانت اور ہڈی اور اس کی بنی ہوئی چیزوں کو بھی خریدنا اور بیچنا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ کتا، بلی، ہاتھی، چیتا، باز، شکر، ان سب کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں یا بغیر سکھائے ہوئے، ان کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ سکھائے جانے کے قابل ہوں۔ کٹکھنا کتا دشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ اس کو خریدنا بیچنا جائز نہیں۔ (ردالمختار جلد ۳ صفحہ ۱۱۱)

مسئلہ جانور یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لئے یا شکار کے لئے کتا پالنا جائز ہے اور ان مقاصد کے لئے نہ ہوں تو کتا پالنا جائز نہیں اور جن صورتوں میں کتا پالنا جائز ہے ان صورتوں میں بھی مکان کے اندر کتوں کو نہ رکھے لیکن اگر چور یا دشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ (فتح القدیر و مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹)

مسئلہ مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور، مینڈک، کھجوا، کیڑا وغیرہ اور حشرات الارض مثلاً چوہا، سانپ، گرگٹ، گوہ، بچھو، چیونٹی وغیرہ کو خریدنا اور بیچنا جائز نہیں۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)

بندر کو کھیل اور مذاق کے لئے خریدنا منع ہے اور اس کو نچانا اور اس کے ساتھ کھیل کرنا حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ گےہوں وغیرہ اناجوں میں دھول اور کنکری وغیرہ ملا کر بیچنا ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۶)

مسئلہ تالاب کے اندر کی مچھلیوں کو بیچنے کا جو دستور ہے یہ بیع ناجائز ہے۔ تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک وہ شکار کر کے پکڑ نہ لی جائیں تب تک ان کا کوئی مالک نہیں شکار کر کے جو ان مچھلیوں کو پکڑ لے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب سمجھو کہ جس شخص کا تالاب ہے جب وہ ان مچھلیوں کا مالک ہی نہیں تو اس کا ان مچھلیوں کو بیچنا کیسے درست ہوگا؟ ہاں البتہ اگر تالاب کا مالک خود ان مچھلیوں کو پکڑ کر بیچا کرے تو یہ درست ہے۔ اگر کسی دوسرے شخص سے پکڑوائے گا تو پکڑنے والا ان مچھلیوں کا مالک ہو جائے گا۔ تالاب کے مالک کا ان مچھلیوں میں کوئی حق نہیں ہوگا۔ تالاب کے مالک کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرے۔ (درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۰۶)

مسئلہ کسی کی زمین میں خود بخود گھاس اُگی نہ اس نے لگایا نہ اس نے پانی دے کر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی مالک کی نہیں ہے جو چاہے کاٹ لے جائے۔ زمین کے مالک کے لئے نہ اس گھاس کو بیچنا جائز ہے نہ کسی کو منع کرنا درست ہے۔ ہاں البتہ اگر زمین کے مالک نے پانی دے کر سینچا ہو اور محنت کی ہو اور حفاظت و رکھوالی کی ہو تو اس صورت میں وہ گھاس زمین کے مالک کی ہو جائے گی۔ اب اس کو بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو اس گھاس کاٹنے سے منع کرنا بھی درست ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

مسئلہ کافر نے اگر قرآن مجید خرید لیا تو قاضی کو چاہئے کہ اس کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دے۔ (تنویر)

مسئلہ تاڑی، سیندھی، شراب کی تجارت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کو نچوڑنے والے پر اور اس کو چھاننے والے پر اور اس کو اٹھانے والے پر اور یہ جس پر لادی گئی ہو لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ مجتہبی)

مسئلہ لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد اور عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ اس کا بیچنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

اسی طرح انیون وغیرہ کا کھانا جائز نہیں۔ اُن لوگوں کے ہاتھ بیچنا جو ان کو نشہ کے طور پر کھاتے ہیں ناجائز ہے۔ کیوں کہ یہ گناہ پر اعانت ہے۔

مسئلہ جس سودے کے متعلق یہ معلوم ہے کہ یہ چوری یا غصب کا مال ہے۔ اس کو خریدنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۸)

مسئلہ رنڈیوں کو حرام کاری یا گانے نچانے کی اجرت میں جو سامان ملا ہے۔ وہ بھی مال خبیث اور حرام ہے۔ اس کو بھی خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع جائز ہے۔ لیکن جب اس سامان کو دیکھے تو اس کو اختیار ہے۔ پسند ہو تو رکھے اور اگر ناپسند ہو تو پھیر دے۔ اگرچہ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ اس کو شریعت میں ”خیار رویت“ کہتے ہیں۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۵)

مسئلہ جب کوئی سودا بیچے تو واجب ہے کہ اس میں اگر کچھ عیب و خرابی ہو تو خریدار کو بتا دے، عیب کو چھپا کر اور خریدار کو دھوکہ دے کر بیچنا حرام ہے۔

مسئلہ کوئی چیز خریدی اور خریدنے کے بعد دیکھا کہ اس میں عیب ہے۔ مثلاً تھان کو اندر سے چوہوں نے کتر ڈالا ہے یا اندر سے کٹا ہوا ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے واپس کر دے۔ اس کو شریعت میں ”خیار عیب“ کہتے ہیں۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہے۔ دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔ پہلے دودھ دھو لے تب بیچے، اسی طرح بھیڑ دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے اس کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔ (درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

مسئلہ گوبر کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ لیکن آدمی کے پاخانہ کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ اگر آدمی کے پاخانہ میں راکھ اور مٹی اس قدر مل جائے کہ مٹی اور راکھ غالب ہو جائے اور پاخانہ کھاد بن جائے تو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶ و بہار شریعت)

مسئلہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) ممنوع ہے۔ احتکار کے معنی یہ ہیں کہ کھانے کی چیزوں کو اس لئے چھپا کر رکھ لینا کہ جب اس کا بھار زیادہ گراں ہو جائے تو بیچے گا، ایسا کرنے سے گرانی بڑھ جاتی ہے اور قحط کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے اور مخلوق خدا کو ضرر اور نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے شریعت نے اس سے منع کیا ہے اور اس کے بارے میں بہت سی وعید کی حدیثیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو چالیس دن تک احتکار (ذخیرہ اندوزی) کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جدام (کوڑھ) اور مفلسی میں مبتلا کرے گا اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی نفلی عبادتوں کو قبول فرمائے گا نہ فرض عبادتوں کو۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۵۱)

مسئلہ احتکار وہیں کہلائے گا جب کہ غلہ کا روکنا وہاں والوں کے لئے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس کے روکنے سے قحط کا اندیشہ ہے۔ دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۴۵۴)

اور اگر کسی نے فصل پر غلہ اس نیت سے خرید کر رکھ لیا کہ جب غلہ کا بھار کم گراں ہوگا تو بیچ کر کچھ نفع اٹھاؤں گا تو یہ نہ احتکار ہے نہ ممنوع ہے۔

مسئلہ احتکار کرنے والوں کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے۔ اگر وہ لوگ قاضی کے حکم کے خلاف کریں یعنی زائد غلہ نہ بیچیں تو قاضی ان لوگوں کو مناسب سزا دے گا اور ان لوگوں کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہوگا۔ قاضی خود اس کو فروخت کر دے گا۔ کیونکہ لوگوں کو پریشانی اور ضرر عام سے بچانے کی یہی صورت ہے۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۶)

مسئلہ بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ذخیرہ اندوزی کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کر دے۔ پھر جب ان لوگوں کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے واپس دے دیں۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۵۶)

مسئلہ تاجروں نے اگر چیزوں کی قیمت بہت زیادہ بڑھا دی ہے اور بغیر کنٹرول کے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو حاکم چیزوں کی قیمتیں مقرر کر کے بھاؤ پر کنٹرول کر سکتا ہے اور کنٹرول کی ہوئی قیمت پر جو بیع ہوگی وہ جائز و درست ہوگی۔ (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۶)

نشہ والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ہر قسم کی شراب حرام اور نجس ہے۔ تاڑی کا بھی یہی حکم ہے۔ دوا کے لئے بھی اس کا پینا درست نہیں بلکہ جن دواؤں میں تاڑی یا شراب پڑی ہو اس کا کھانا اور بدن میں لگانا جائز نہیں۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ وغیرہ)

مسئلہ تاڑی شراب کے علاوہ جتنی نشہ لانے والی چیزیں ہیں۔ جیسے افیون، بھنگ، جائفیل، چرس اور ہیروئن وغیرہ۔ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لئے اتنی مقدار میں ان کا کھالینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا بدن میں لگانا بھی جائز ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں لیکن ان کو اتنی مقدار میں کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے۔

مسئلہ بعض جاہل عورتیں بچوں کو افیون پلا کر سلا دیتی ہیں کہ وہ نشہ میں پڑے سوتے رہیں روئیں دھوئیں نہیں یہ حرام ہے اور اس کا گناہ عورتوں کے سر پر ہے۔

بلا اجازت کسی کی کوئی چیز لے لینا

کسی کی کوئی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی اجازت کے بغیر لے لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ بعض عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی رشتہ دار کی چیز بلا ضرورت لے لیتی ہیں۔ اسی طرح بعض مرد اپنے دوستوں اور ساتھیوں یا اپنی عورتوں کی چیزیں بلا اجازت لے لیا کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ جائز و درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز بلا اجازت لے لی ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ اس چیز کو واپس کر دینا ضروری ہے اور اگر خرچ یا ہلاک ہو گئی تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسی چیز ہے کہ اس کی مثل بازار میں مل سکتی ہے تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی خرید کر دے دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی ہے کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا واجب ہے۔ یا یہ کہ جس کی چیز تھی اس سے معاف کرا لے اور وہ معاف کر دے تب چھٹکارا مل سکتا ہے۔ (عالمہ کتب فقہ)

تصویروں کا بیان

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے (رحمت کے) جس گھر میں کتاب یا تصویر ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۵ اصح المطابق)

اور دوسری حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ سب سے زیادہ عتاب اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۵) ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ تصویر بنانے والے پر خدا کی لعنت ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۱)

مسئلہ جاندار چیزوں کی تصویر بنانا، بنوانا، اس کا رکھنا، اس کا بیچنا اور خریدنا حرام ہے۔ ہاں البتہ غیر جاندار چیزوں جیسے درختوں، مکانوں وغیرہ کی تصویر بنانے اور ان کے رکھنے، ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اوپر کی حدیثوں میں جن تصویروں کی ممانعت ہے۔ ان سے مراد جاندار کی تصویریں ہیں۔

مسئلہ کچھ لوگ مکانوں میں زمینت کے لئے انسانوں اور جانوروں کی تصویریں یا مورتیاں رکھتے ہیں یہ حرام ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ مٹی یا پلاسٹک یا دھاتوں کی مورتیاں بچوں کے کھیلنے کے لئے خریدتے ہیں۔ یہ سب حرام و ممنوع ہیں۔ اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہئے اور ایسے کھلونوں اور گڑیوں کو توڑ پھوڑ دینا یا جلادینا چاہئے۔

مسئلہ جانوروں، کھیتی اور مکان کی حفاظت اور شکار کے لئے کتابالنا جائز ہے۔ ان مقاصد کے علاوہ کتابالنا جائز نہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹) بعض بچے کتوں کو شوقیہ پالتے ہیں اور گھروں میں لاتے ہیں۔ ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو اس سے روکیں اور اگر وہ نہ مانیں تو سختی کریں۔ حدیث میں جن کتوں کے گھر میں رہنے سے رحمت کے فرشتوں کے نہ آنے کا ذکر ہے۔ ان کتوں سے مراد وہی کتے ہیں جن کو پالنا جائز نہیں ہے۔

اسلامی مسائل وخصائل کا خزانہ

جنتی زیورات



تالیف

پیشانیہ اسلامیہ

مفت رشید احمد علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مہجدادی

پتہ: ریلوے سٹیشن، لاہور۔ فون: 91-90-4921389
پتہ: گولڈن ٹمپل، لاہور۔ فون: 2203311-2314045-2201479
Email : maktaba@dawateislami.net
Website : www.dawateislami.net

مکتبہ المدینہ

جنتی زیورات حصہ سوم

بیوہ عورتوں کا نکاح

مسلمانوں میں ہندوؤں کے میل جول سے جہاں بہت سی بیہودہ رسموں کا رواج اور چلن ہو گیا ہے ان میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کا برا اور عار سمجھتے ہیں اور خاص کر اپنے کو شریف کہلانے والے مسلمان اس بلا میں بہت زیادہ گرفتار ہیں۔ حالانکہ شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا۔ ان دونوں میں فرق سمجھنا انتہائی حماقت اور بے وقوفی بلکہ شرمناک جہالت ہے۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود دوسرا نکاح کرنا یا دوسروں کو اس کی رغبت دلانا تو درکنار۔ اگر کوئی اللہ کی بندی اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر آنکھوں پر لے کر دوسرا نکاح کر لیتی ہے تو وہ عمر بھر حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور عورتیں بات بات پر اس کو طعنہ دے کر ذلیل کرتی ہیں یا درکھو کہ دوسرا نکاح کرنے والی عورتوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور نکاح ثانی کو برا جاننا یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیوں کہ شریعت کے کسی حکم کو عیب سمجھنا اور اس کے کرنے والے کو ذلیل جاننا کفر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی پیبیاں تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی کنواری نہ تھیں۔ ایک ایک دو دو نکاح ان کے پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ کوئی ان اُمت کی ماؤں کو ذلیل یا برا کہہ سکتا ہے؟ (توبہ نعوذ باللہ)

بہر حال یاد رکھو کہ بیوہ عورتوں سے نکاح یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسی چھوڑی ہوئی اور مردہ سنت کو زندہ اور جاری کرے اس کو سوشہیدوں کا ثواب ملے گا۔ لہذا مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس بیہودہ رسم کو دنیا سے مٹا دیں اور اللہ و رسول کی خوشنودی کے لئے بیوہ عورتوں کا نکاح ضرور کر دیں اور ان بیچاری دکھیاری اللہ کی بندیوں کو نیکی اور تباہی و بربادی سے بچا کر ایک سوشہیدوں کا ثواب حاصل کریں اور بیوہ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے بغیر کسی شرم اور عار کے خوشی خوشی دوسرا نکاح کر لیں اور سوشہیدوں کے ثواب کی حق دار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّا بَكُمْ

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ،

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فُسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ ص ۱۳۰ المطابع)

یعنی میری اُمت میں فساد پھیل جانے کے وقت جو شخص مضبوطی کے ساتھ میری سنت پر عمل کرے اس کو ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی ”کتاب الزہد“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

بیماری اور علاج کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لئے شفاء بھی اتاری۔ (بخاری و مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہر بیماری کے لئے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔ (مسلم و مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷)

ابوداؤد ترمذی وابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دواؤں سے ممانعت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر انداز سے جھاڑ پھونک کرنے کی اجازت دی ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۸)

بیمار پرسی

بیمار کا حال پوچھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لئے صبح کو جائے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۸۶)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے تو آسمان سے ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور جنت کی ایک منزل پر تو نے اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

مسئلہ مریض کی بیمار پرسی کے لئے جانا سنت اور ثواب ہے لیکن اگر معلوم ہو کہ بیمار پرسی کو جائے گا تو مریض پر گراں گزرے گا تو ایسی حالت میں بیمار پرسی کو نہ جائے۔

مسئلہ دوا علاج کرنا جائز ہے۔ جب کہ یہ اعتقاد ہو کہ درحقیقت شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے دواؤں کو مرض کے زائل کرنے کا سبب بنا دیا ہے۔ اگر کوئی دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہے تو اس اعتقاد کے ساتھ دوا علاج کرنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

مسئلہ حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔ انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ، الکوحل اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے۔ ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (مشکوٰۃ جلد صفحہ ۲۸۸)

مسئلہ شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے جیسے زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کے زخم پر شراب کا پھایا رکھایا شراب ملے ہوئے مرہم یا لپ کو بدن پر لگایا یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال کیا۔ ان سب صورتوں میں وہ گنہگار ہوا۔ جس نے شراب کو استعمال کیا یا کرایا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۱)

مسئلہ کوئی شخص بیمار ہوا اور دوا علاج نہیں کیا اور مر گیا تو گنہگار نہیں ہوا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

مطلب یہ ہے کہ دوا علاج کرنا فرض یا واجب نہیں ہے کہ اگر دوا نہ کرے اور مر جائے تو گنہگار ہو یا البتہ بھوک پیاس کا غلبہ ہو اور کھانا پانی موجود ہوتے ہوئے کچھ کھایا ہی نہیں اور بھوک پیاس سے مر گیا تو ضرور گنہگار ہوگا۔ کیونکہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے اس کی بھوک پیاس چلی جاتی اور بھوک پیاس کی وجہ سے اس کی موت نہ ہوتی۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

مسئلہ حقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں کوئی حرج نہیں۔ جب کہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب۔ (ہدایہ جلد

مسئلہ بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی کو کاٹا یا جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹانگے لگائے جائیں۔ اس ضرورت سے دواؤں کے ذریعہ مریض کو بیہوش کرنا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۷)

مسئلہ حقنہ لگانے یا پیشاب اُتارنے کے لئے سلائی چڑھانے میں اس جگہ کی طرف دیکھنے اور چھونے کی نوبت آئی ہے بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۷)

مسئلہ اسقاطِ حمل کے لئے دوا استعمال کرنا یا دوائی سے حمل گروانا منع ہے۔ چاہے بچہ کی صورت بن گئی ہو یا نہ بنی ہو۔ دونوں صورتوں میں حمل گرانا ممنوع ہے لیکن ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً بچہ پیدا ہونے میں عورت کی جان کا خطرہ ہو یا عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور کوئی دودھ پلانے والی عورت مل نہیں سکتی اور باپ کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ وہ بچہ کے لئے دودھ کا انتظام کر سکے اور بچہ کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں مجبوری کی وجہ سے حمل گرایا جاسکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہو اور بچے کے اعضاء بن چکے ہوں تو ایسی صورت میں حمل گرانے کی اجازت نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۱۲، و بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۸)

مسئلہ بیماری میں نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز کرنا سنت ہے۔ بد پرہیزی نہیں کرنی چاہئے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۸۳)

مسئلہ مریض کو کھلانے پلانے میں زبردستی نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مریض کو کھانے پر مجبور نہ کرو۔ کیوں کہ مریضوں کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۸)

اور یہ بھی فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو۔ (ابن ماجہ)

یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانا مریض کو مضر نہ ہو اور کھلانے کی اشتہاء صادق ہو۔

قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل اور اجر و ثواب بہت زیادہ ہیں۔ اس کے متعلق چند حدیثوں کو پڑھ لو اور ان پر عمل کر کے اجر و ثواب کی دولتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں وہ بہترین شخص ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۲)

حدیث ضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ ”کراماً کا تبین“ کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ الفاظ ادا ہوتے ہیں اس کے لئے دو گنا ثواب ہے۔ (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۲)

حدیث حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہیں ہے وہ ویرانہ اور اجاڑ مکان کے مثل ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک ایسی نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ الہم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے مطلب یہ ہے کہ جس نے صرف الہم پڑھ لیا تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

حدیث جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اس نے قرآن کے حلال کئے ہوئے کو حلال سمجھا اور حرام کیے ہوئے کو حرام جانا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کی شفاعت کرے گا جن کے لئے جہنم واجب ہو چکا تھا۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ نماز میں تو نے کون سی سورۃ پڑھی انہوں نے سورۃ فاتحہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھ کر سنائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے کہ نہ اس کے مثل تو رات میں کوئی سورۃ اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں یہ سورۃ سبع مثانی ہے اور قرآن مجید ہے جو مجھے خدا کے طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)

حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دو چمک دار سورتیں سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران کو پڑھو کیوں کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو آبر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صاف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں وہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھکڑا کریں گی یعنی شفاعت کریں گی سورۃ بقرہ کو پڑھا کرو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل اس سورۃ کی تاب نہیں لاسکتے۔ (مسلم و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

حدیث جو شخص سورۃ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اُس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

حدیث جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سورۃ یٰسّ پڑھے گا۔ اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسّ ہے جس نے سورۃ یٰسّ پڑھی۔ دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۷)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں تیس آیتوں کی سورۃ ہے۔ وہ آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ سورۃ ملک ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَهَائِي قرآن کے برابر اور قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔** (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت بچھونے پر دہنی کروٹ لیٹ کر سورۃ سورۃ **قُلْ هُوَ اللَّهُ** پڑھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! اپنی جانب جنت میں چلا جا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا اور قیمتی غلاف چڑھانا جائز ہے کہ اس سے عوام کی نظروں میں قرآن مجید کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۴)

مسئلہ قرآن مجید بہت چھوٹے سائز کا چھپوانا جیسے لوگ تعویزی قرآن چھپواتے ہیں۔ مکروہ ہے کہ اس قرآن مجید کی عظمت لوگوں کی نظروں میں کم ہوتی ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۴)

مسئلہ قرآن مجید بہت پرانا اور بوسیدہ ہو گیا اور اس قابل نہیں رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق بکھر جائیں گے تو چاہئے کہ اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کرنے کے بعد اس پر تختہ لگا کر دفن کر دیں تا کہ قرآن مجید پر مٹی نہ پڑے قرآن پرانا بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۵)

مسئلہ قرآن مجید پر اگر توہین کے ارادہ سے کسی نے پاؤں رکھ دیا تو کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۴)

اور اگر بے اختیار غلطی سے پاؤں پڑ گیا تو قرآن مجید کو ادب سے اٹھا کر بوسہ دے تو بہ کرے۔

مسئلہ کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھا ہے اور اس میں تلاوت نہیں کرتا تو کچھ گناہ نہیں۔ بلکہ اس کی یہ نیت باعثِ ثواب ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۴)

مسئلہ لغت اور نحو و صرف کی کتابوں کو نیچے رکھے اور ان کے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ کی کتابیں اور حدیث کی کتابیں رکھی جائیں اور ان کے اوپر تفسیر کی کتابوں کو رکھیں اور سب کتابوں کے اوپر قرآن مجید کو رکھیں اور قرآن مجید کے اوپر کوئی چیز نہ رکھیں بلکہ قرآن مجید جس بکس یا الماری میں ہو اس بکس اور الماری کے اوپر بھی کوئی چیز نہ رکھیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۵)

مسئلہ جس گھر میں قرآن مجید ہو اس میں بیوی سے صحبت کرنے کی اجازت ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔
قرآن مجید کی طرف پیٹھ کرنا پاؤں پھیلا کر قرآن سے اونچی جگہ بیٹھنا سخت خلافِ ادب اور ممنوع ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۳)

مسجد اور قبلہ کے آداب

مسئلہ مسجد کو چومنے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے اور سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار بنانا درست ہے جب کہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مسجد کے وقف کے مال سے متولی کو ایسے نقش و نگار بنوانے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن بعض مشائخ کرام دیوارِ قبلہ میں نقش و نگار بنوانے کو مکروہ بتاتے ہیں کہ نمازی کا دل ادھر متوجہ ہوگا اور دھیان بٹے گا۔ (درمختار و عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۱)

مسئلہ مسجد میں کھانا، سونا، معتکف کے لیے جائز ہے۔ غیر معتکف کے لیے کھانا سونا مکروہ ہے اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور کچھ ذکر الہی کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد مسجد میں کھائے اور سوئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

ہندوستان میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ لوگ مسجد کے اندر روزہ افطار کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اگر خارج مسجد کوئی ایسی جگہ ہو جب تو مسجد میں نہ افطار کریں ورنہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیں۔ اب افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ مسجد کے فرش اور چٹائیوں کو کھانے پانی سے آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ مسجد کو راستہ بنانا، مسجد میں کوئی سامان یا تعویذ وغیرہ بیچنا یا خریدنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

مسئلہ مسجد کے سائل کو دینا یا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا منع ہیں مسجد میں دنیاوی بات چیت نیکوئوں کو اس طرح کھالیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا ڈالتی ہے یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کے گناہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ (مختار و ردالمختار)

مسئلہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۳)

ہاں اگر نمازیوں کی کثرت اور مسجد میں تنگی ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔

مسئلہ عظمت اور احترام کے لحاظ سے سب سے بڑا درجہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ کی مسجد کا ہے پھر مسجد نبوی کا پھر مسجد بیت المقدس کا۔ پھر جامع مسجد کا، پھر محلہ کی مسجد کا، پھر سڑکوں کی مسجدوں کا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

مسئلہ مسجدوں کی صفائی کے لیے ابا بیلوں اور چمگا دڑوں وغیرہ کے گھونسلوں کو نوچ کر پھینک دینا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

مسئلہ مسجدوں میں جوتا پہن کر داخل ہونا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

یہ اس وقت ہے جب کہ جوتوں میں کوئی نجاست نہ لگی ہو تو ان نا پاک جوتوں کو پہن کر مسجد میں داخل ہونا سخت حرام ہے۔

مسئلہ مسجد میں ان آداب کا خاص طور پر خیال رکھیں (۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے۔ بشرطیکہ وہاں لوگ

ذکر الہی اور درس یا نماز میں مشغول نہ ہوں اور اگر مسجد میں کوئی موجود نہ ہو یا جو لوگ موجود ہوں وہ عبادتوں میں مشغول ہوں تو السلام

علیکم کہنے کی بجائے یوں کہے۔ اَلْسَلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ (۲) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد

ادا کر لے، (۳) خرید و فروخت نہ کرے، (۴) ننگی تلوار لے کر مسجد میں نہ جائے، (۵) گمی ہوئی چیز چلا کر نہ ڈھونڈھے،

(۶) ذکر الہی کے سوا آواز بلند نہ کرے، (۷) دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے، (۸) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے، (۹) جگہ کے

لیے لوگوں سے جھگڑا نہ کرے۔ (۱۰) اس طرح نہ بیٹھے کہ لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہو جائے، (۱۱) نمازی کے آگے سے نہ گزرے،

(۱۲) مسجد میں تھوک اور کھنکار نہ ڈالے، (۱۳) انگلیاں نہ چٹخائے، (۱۴) نجاست اور بچوں پاگلوں سے مسجد کو بچائے، (۱۵) ذکر

الہی کی کثرت کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۳)

مسئلہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح قبلہ کی طرف نشا نہ بنا کر اس پر تیر چلانا یا

گولی مارنا یعنی چاند ماری کرنا مکروہ ہے قبلہ کی طرف تھوکرنا بھی خلاف ادب ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۳)

لہو و لعب کا بیان

مسئلہ گنجفہ چوسر، شطرنج، تاش کھیلنا ناجائز ہے۔ احادیث میں شطرنج کھیلنے کی بہت زیادہ ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ”نرد شیر“ کھیلا گویا سور کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ (ابوداؤد جلد ۲

صفحہ ۳۲)

پھر یہ بھی وجہ ہے کہ ان کھیلوں میں آدمی اس قدر محو اور غافل ہو جاتا ہے کہ نماز وغیرہ دین کے بہت سے کاموں میں خلل پڑ جاتا ہے

تو جو کام ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے دینی کاموں میں خلل پڑتا ہو وہ کیوں نہ برا ہوگا۔ یہی حال پتنگ کے اڑانے کا بھی ہے۔ کہ یہی

سب خرابیاں اس میں بھی ہیں۔ بلکہ بہت سے لڑکے پتنگ کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے۔ اس لیے پتنگ اڑانا بھی منع ہے غرض

لہو و لعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے۔ (۱) بیوی کے ساتھ کھیلنا،

(۲) گھوڑے کی سواری کرنے میں مقابلہ، (۳) تیر اندازی کا مقابلہ۔

مسئلہ ناچنا، تالی بجانا، ستار، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے تمام باجے سب ناجائز ہیں۔

(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۸)

مسئلہ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے جب کہ ان دفوں میں جھانج نہ لگے ہوں اور موسیقی کے قواعد پر نہ بجائے جائیں بلکہ محض ڈھب ڈھب کی بے سری آواز سے فقط نکاح کا اعلان مقصود ہو۔ (ردالمختار و عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۸)

مسئلہ رمضان شریف میں سحری کھانے اور افطاری کے وقت بعض شہروں میں نقارے یا گھنٹے بجتے ہیں یا سیٹیاں بجتی ہیں۔ جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ بیدار ہو کر سحری کھائیں یا انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ سحری کا وقت باقی ہے۔ اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے۔ اور افطار کا وقت ہو گیا۔ یہ سب جائز ہیں کیوں کہ یہ لہو و لعب کے طور پر نہیں ہیں بلکہ ان سے اعلان کرنا مقصود ہوتا ہے اسی طرح مملوں اور کارخانوں میں کام شروع اور کام ختم ہونے کے وقت سیٹیاں بجائی جاتی ہیں۔ یہ بھی جائز ہیں کیوں کہ اس سے لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لئے یہ سیٹیاں بجائی جاتی ہیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۰)

مسئلہ کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لئے پالا ہے تو ناجائز ہے کیونکہ کبوتر بازی بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لئے چھت پر چڑھتا ہو جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہو تو اس کو سختی کے ساتھ منع کیا جائے اور وہ اس پر بھی نہ مانے تو اسلامی حکومت کی طرف سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کو دے دیے جائیں گے تا کہ اڑانے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۱۳۱)

مسئلہ جانوروں کو لڑانا جیسے لوگ مرغ، بئیر، تیز مینڈھوں کو لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور ان کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۱)

مسئلہ اکھاڑوں میں کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس سے مقصود اپنی جسمانی طاقت کو بڑھانا ہو تو جائز ہے مگر شرط ہے کہ ستر پوشی کے ساتھ آج کل لنگوٹ اور جاتیکہ پہن کر جو کشتی لڑتے ہیں جس میں ران وغیرہ کھلی رہتی ہیں یہ ناجائز ہے اور ایسی کشتیوں کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے کیوں کہ کسی کے ستر کو دیکھنا حرام ہے۔ ہمارے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ پہلوان سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ اس کو پچھاڑا کیوں کہ رکانہ پہلوان نے کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ چنانچہ رکانہ مسلمان ہو گئے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۵۹)

مسئلہ اگر لوگ اس طرح آپس میں ہنسی مذاق کریں نہ گالی گلوچ ہو نہ کسی کی ایذا رسانی ہو بلکہ محض پر لطف اور دل خوش کرنے والی باتیں ہوں جن سے اہل محفل کو ہنسی آجائے اور تفریح ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسی تفریح اور مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت ہے۔ (دیکھو ہماری کتاب روحانی حکایات اول و دوم)

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب کے فضیلت کا کیا کہنا؟ اس علم سے آدمی کی دنیا آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علم دین جاننے والوں کی بزرگی اور فضیلت کو بیان فرمایا کہ:

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم

ذَرَجَتٍ (پارہ ۲۸ رکوع ۲)

ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں علم دین کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور علم دین پڑھنے اور پڑھانے والوں کی بزرگیوں اور ان کے مراتب و درجات کی عظمتوں کا بیان فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا:

حدیث عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان وزمین والے، یہاں تک چیونٹی اپنے سوراخ میں، اور یہاں تک کہ مچھلی سب اس کی بھلائی چاہنے والے ہیں۔ جو عالم کے لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۴)

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۷)

حدیث عالموں کی دو باتوں کی روشنائی قیامت کے دن شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔ (خطیب)

حدیث علماء کی مثال یہ ہے کہ جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر میں راستہ کا پتہ چلتا ہے اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔ (احمد)

حدیث ایک عالم ایک ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۴)

پیادے بھائیو! اور عزیز بھائیو! آج کل مسلمان مردوں اور عورتوں میں علم دین سیکھنے سکھانے اور دین کی باتوں کے جاننے کا جذبہ اور ذوق تقریباً مٹ چکا ہے۔ اس لئے ہر طرف بے دینی اور لامدہبیت کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے ہزاروں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دین و مذہب سے آزاد، اور خدا و رسول سے بیزار ہو کر جانوروں کی طرح بے لگام ہو رہے ہیں، بلکہ بہت سے تو خدا ہی کا انکار کر بیٹھے ہیں اور مانتے ہی نہیں کہ خدا موجود ہے اس بے دینی کے طوفان کا ایک سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے خود بھی دین کا علم پڑھنا چھوڑ دیا اور اپنے بچوں کو بھی علم دین نہیں پڑھایا اس لئے بے حد ضروری ہے کہ مسلمان مرد و عورت خود بھی فرصت نکال کر دین کی ضروری باتوں کا علم حاصل کریں۔ اور اپنے بچے اور بچیوں کو ضروری باتیں بچپن ہی سے بتاتے اور سکھاتے رہیں اگر اپنے بچوں

کو علم دین پڑھا کر عالم نہیں بنا سکتے تو کم از کم ان کو دین کا اتنا علم تو سکھادیں کہ وہ مسلمان باقی رہ جائیں۔

حلال روزی کمانے کا بیان

اتنا کمانا ہر مسلمان پر فرض ہے جو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزارہ کے لئے اور جن لوگوں کا خرچہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کا خرچ چلانے کے لئے اور اپنے قرضوں کو ادا کرنے کیلئے کافی ہو۔ اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنی ہی کمائی پر بس کرے یا اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ پس ماندہ مال رکھنے کی بھی کوشش کرے کسی کے ماں باپ اگر محتاج و تنگ دست ہوں تو لڑکوں پر فرض ہے کہ کم کر انہیں اتنا دیں کہ ان کے لئے کافی ہو جائے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۵)

مسئلہ سب سے افضل کمائی جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہو۔ جہاد کے بعد افضل کمائی تجارت ہے پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۶)

مسئلہ جو لوگ مسجدوں اور بزرگوں کی خانقاہوں اور درگاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسراوقات کے لئے کوئی کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نظریں ہر وقت لوگوں کی جیبوں پر لگی رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے ان لوگوں نے اس کو اپنی کمائی کا پیشہ بنا لیا ہے اور یہ لوگ طرح طرح کے مکر و فریب سے کام لے کر لوگوں سے رقمیں کھسوتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ طریقہ ناجائز ہے ہرگز ہرگز یہ لوگ متوکل نہیں بلکہ مفت خور اور چور ہیں اس سے لاکھوں درجے یہ اچھا ہے کہ یہ لوگ بسر اوقات کے لئے کچھ کام کرتے اور رزق حلال کھا کر خدا کے فرائض کو ادا کرتے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۶)

مسئلہ اپنی ضرورتوں سے بہت زیادہ مال و دولت کمانا اگر اس نیت سے ہو، کہ فقراء و مساکین اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کریں گے تو یہ مستحب بلکہ نفلی عبادتوں سے افضل ہے اور اگر اس نیت سے ہو کہ میرے وقار و عزت میں اضافہ ہوگا تو یہ بھی مباح ہے لیکن اگر مال کی کثرت اور فخر و تکبر کی نیت سے زیادہ مال کمائے تو یہ ممنوع ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۵)

ضروری تنبیہ

یاد رکھو کہ مال کمانے کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض صورتیں ناجائز ہیں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جائز طریقوں پر عمل کرے اور ناجائز طریقوں سے دور بھاگے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

یعنی آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق مت کھاؤ۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے فرمایا،

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو روزی دی ہے اس میں سے حلال و طیب

اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ

مال کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

ان آیتوں کے علاوہ اس بارے میں چند حدیثیں بھی سن لو۔

حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور وہ پاک ہی کو پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا چنانچہ اس نے اپنے رسولوں سے فرمایا کہ،

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا

یعنی اے رسولو! حلال چیزوں کو کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

اور مومنین سے فرمایا کہ،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

یعنی اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا اس میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ۔

اس کے بعد پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک شخص لمبے لمبے سفر کرتا ہے جس کے بال پراگندہ اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعائے مانگے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یا رب یا رب کہتا ہے۔ (دعا مانگتا ہے) مگر اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور غذا حرام ہے۔ پھر اس کی دعا کیوں کر مقبول ہو یعنی اگر دعا مقبول ہونے کی خواہش ہو تو حلال روزی اختیار کرو کہ بغیر اس کے دعا قبول ہونے کے تمام اسباب بیکار رہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۱)

(صفحہ ۲۴۱)

حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد فریضہ ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱)

حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس مال کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے؟ (بخاری و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱)

حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بندہ حرام مال حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو قبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ کر مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب ہی ہیں)۔ (امام احمد)

حدیث چوری، ڈاکہ، غصب، خیانت، رشوت، شراب، سینما، ہوا، ناچ گانا، سٹہ، جھوٹ فریب، دھوکا بازی، کم ناپ تول، بغیر کام کیے مزدوری اور تنخواہ لینا، سود وغیرہ یہ ساری کمائیاں حرام و ناجائز ہیں۔ (قرآن و حدیث و کتب فقہ)

حدیث شخص نے حرام طریقوں سے مال جمع کیا اور مر گیا تو اس کے وارثوں پر یہ لازم ہے کہ اگر انہیں معلوم ہو کہ یہ فلاں فلاں کے اموال ہیں تو ان کو واپس کر دیں اور نہ معلوم ہو تو کل مالوں کو صدقہ کر دیں کہ جان بوجھ کر حرام مال کو لینا جائز نہیں۔

(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۶ وغیرہ)

خلاصہ کلام یہ کہ مسلمان کو لازم ہے کہ ہمیشہ مال حرام سے بچتا رہے حدیث شریف میں ہے کہ مال حرام جب حلال مال میں مل جاتا ہے تو مال حرام مال حلال کو بھی برباد کر دیتا ہے اس زمانے میں لوگ حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے لیکن بہر حال ایک مسلمان کے لئے حلال و حرام میں فرق کرنا فرض ہے اور تم یہ حدیث پڑھ چکے ہو کہ خدا کے فرائض کے بعد رزق حلال تلاش کرنا بھی مسلمان کے لئے ایک فریضہ ہے۔

پیری مریدی کے لئے ہدایات

۱۔ مرید کو چاہئے کہ اپنے پیر کا ظاہر و باطن میں، سامنے اور پیٹھ پیچھے انتہائی ادب و احترام رکھے، پیر جو وظیفہ بتائے اس کو پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے اور اپنے پیر کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ جس قدر ظاہری اور باطنی فیض مجھے اپنے پیر سے مل سکتا ہے اتنا اس زمانے کے کسی بزرگ سے نہیں مل سکتا۔

۲۔ اگر پیر نے اپنے مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہ سنوارا ہو اور پیر کا وصال ہو جائے تو مرید کو چاہئے کہ کسی دوسرے پیر کا مل سے جس میں پیری کی سب شرائط پائی جاتی ہوں اس سے مرید ہو کر فیض حاصل کرے اور پہلے کے لئے ہمیشہ فاتحہ دلاتا اور ایصال ثواب کرتا رہے۔

۳۔ بغیر اپنے پیر سے پوچھے ہوئے کوئی وظیفہ یا فقیری کا کوئی عمل نہ کرے اور جو کچھ دل میں برے یا اچھے خیالات پیدا ہوں یا نئے کام کا ارادہ کرے تو پیر سے پوچھ لیا کرے۔

۴۔ عورت کو چاہئے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پردہ نہ ہو اور مرید ہوتے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مرید نہ ہو بلکہ پیر کا رومال پکڑ کر مرید بنے۔

۵۔ اگر غلطی سے کسی خلاف شرع پیر کا مرید بن گیا یا پہلے وہ پیر شریعت کا پابند تھا اب بگڑ گیا تو مرید کو لازم ہے کہ اس کی بیعت توڑ دے اور کسی دوسرے پابند شریعت پیر سے مرید ہو جائے لیکن اگر پیر میں کوئی ہلکی سی خلاف شریعت بات دیکھ لے تو فوراً اعتقاد خراب نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ پیر بھی آدمی ہے کوئی فرشتہ تو ہے نہیں اس لئے اگر اس سے اتفاقہ کوئی معمولی سی خلاف شرع بات ہو گئی ہے جو توبہ کر لینے سے معاف ہو سکتی ہے تو ایسی بات پر بدن ہو کر پیر کو نہ چھوڑے ہاں البتہ بدعتیہ اور فاسق معین کو اپنا پیر بنانا حرام ہے۔

۶۔ آج کل کے مکار فقیر کہا کرتے ہیں کہ شریعت کا راستہ اور ہے فقیری کا راستہ اور ہے ایسا کہنے والے فقیر خواہ کتنا ہی شعبہ دکھائیں مگر ان کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا فرض ہے یہ گمراہ اور جھوٹے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ ایسے فقیروں سے مرید ہونا بہت بڑا گناہ ہے اور وہ جو کچھ تعجب خیز چیزیں دکھلا رہے ہیں وہ ہرگز ہرگز کرامت نہیں۔ بلکہ جادو یا نظر بندی کا عمل یا شیطان کا دھوکا ہے۔

(دیکھو ہماری کتاب معمولات الابرار)

۷۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفوں سے دل میں کچھ روشنی یا اچھی حالت پیدا یا اچھے خواب نظر آئیں یا خواب و بیداری میں بزرگوں کا دیدار اور ان کی زیارت ہونے لگے یا نماز اور وظیفوں میں کوئی چمک پیدا ہو یا کوئی خاص کیفیت یا لذت محسوس ہو تو خبردار ان باتوں کا اپنے پیر کے سوا کسی دوسرے سے ذکر نہ کرے۔ نہ اپنے وظیفوں اور عبادتوں کا پیر کے علاوہ کسی کے سامنے اظہار کرے۔ کیونکہ ظاہر کر دینے سے یہ ملی ہوئی روحانی دولت چلی جاتی ہے اور پھر مرید عمر بھر ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔

۸۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کا کچھ مدت تک کوئی اثر یا کیفیت نہ ظاہر ہو تو تنگ دل اور پیر سے بدن نہ ہو۔ اور اس کو اپنی خامی یا کوتاہی سمجھے اور یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ مجھے اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو رہی ہے۔ ہر مرید میں پیدا ہونے والی خامی پر الگ الگ صلاحیت ہوا کرتی ہے ایک ہی وظیفہ اور ایک ہی ذکر سے کسی میں کوئی اثر پیدا ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے کسی میں جلد اثر ظاہر ہوتا ہے کسی میں بہت دیر کے بعد اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس میں جیسی اور حقیقی صلاحیت ہوتی ہے اسی لحاظ سے وظیفوں اور ذکر کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر مرید کا حال یکساں ہی ہو بہر حال اگر وظیفہ و ذکر سے کچھ کیفیات پیدا ہوں تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ اثرات نہ ہوں یا کم ہوں یا اثرات ہو کر کم ہو جائیں یا بالکل اثرات و کیفیات زائل ہو جائیں تو ہرگز ہرگز پیر سے بد اعتقاد ہو کر ذکر اور وظیفہ کو نہ چھوڑے بلکہ برابر پڑھتا رہے اور پیر کا ادب و احترام بدستور رکھے۔ اور ذرا بھی تنگ دل نہ ہو اور یہ سوچ سوچ کر صبر کرے اور اپنے دل کو تسلی دیتا رہے کہ ۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی؟ اگر تو کسی قابل ہوتا

۹۔ ہر مرید کو لازم ہے کہ دوسرے بزرگوں یا دوسرے سلسلہ کی شان میں ہرگز ہرگز کبھی کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ کرے، نہ کسی دوسرے پیر کے مریدوں کے سامنے کبھی کہے کہ میرا پیر تمہارے پیر سے اچھا ہے یا ہمارا سلسلہ تمہارے سلسلہ سے بہتر ہے۔ نہ یہ کہے کہ ہمارے پیر کے مرید تمہارے پیر سے زیادہ ہیں یا ہمارے پیر کا خاندان تمہارے پیر کے خاندان سے بڑھ چڑھ کر ہے کیونکہ اس قسم کی فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور فخر و غرور کا شیطان سر پر سوار ہو کر مرید کو جہنم کے گڑھے میں گرا دیتا ہے اور پیروں و مریدوں کے درمیان نفاق و شقاق، پارٹی بندی اور قسم قسم کے جھگڑوں کا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

مرید کو کس طرح رہنا چاہئے؟

- ۱۔ ضرورت کے مطابق دین کا علم حاصل کرتا رہے۔ خواہ کتنا ہیں پڑھ پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر۔
- ۲۔ سب گناہوں سے بچتا رہے۔
- ۳۔ اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً دل میں شرمندہ ہو کر خدا سے توبہ کرے۔
- ۴۔ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہ دے نہ کسی کا کوئی حق مارے۔
- ۵۔ مال کی محبت اور عزت و شہرت کی تمنا دل میں نہ رکھے نہ اچھے کھانے اور اچھے کپڑے کی فکر کرے بلکہ وقت پر جو کچھ مل جائے اس پر صبر و شکر کرے۔
- ۶۔ اگر کسی خطا پر کوئی ٹوٹے تو اپنی بات کو بچ کر کے اس پر اڑانہ رہے بلکہ فوراً ہی خوشی دلی سے اپنی غلطی کو تسلیم کرے اور توبہ کرے۔
- ۷۔ بغیر سخت ضرورت کے سفر نہ کرے کیوں کہ سفر میں بہت سی بے احتیاطی ہوتی ہے، اور بہت سے دینی کاموں اور وظیفوں یہاں تک کہ نمازوں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔
- ۸۔ کسی سے جھگڑا نہ کرے۔
- ۹۔ بہت زیادہ اور قہقہہ لگا کر نہ ہنسنے۔
- ۱۰۔ ہر بات ہر کام میں شریعت اور سنت کی پابندی کا خیال رکھے۔
- ۱۱۔ زیادہ وقت تنہائی میں رہے اگر لوگوں سے ملنا جلنا پڑے، تو لوگوں سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملے۔ سب کی خدمت کرے اور ہرگز ہرگز اپنے کسی قول و فعل سے اپنی بڑائی نہ جتائے۔
- ۱۲۔ امیروں کی صحبت میں بہت کم بیٹھے۔
- ۱۳۔ بد دینیوں اور بد فعلوں سے بہت دور بھاگے۔

- ۱۴۔ دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے بلکہ اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور اپنی اصلاح کی کوشش میں لگا رہے۔
- ۱۵۔ نمازوں کو اچھی طرح اچھے وقت میں پابندی کے ساتھ دل لگا کر پڑھے۔
- ۱۶۔ جو کچھ نقصان یا رنج و غم پیش آئے اس کو اللہ کی طرف سے جانے اور اس پر صبر کرے اور یہ سمجھے کہ اس پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا۔ اور اگر کوئی فائدہ حاصل ہو یا کوئی خوشی حاصل ہو تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے اور یہ دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ اس نفع اور خوشی کو میرے حق میں بہتر بنائے۔
- ۱۷۔ دل یا زبان سے ہر وقت خدا کا ذکر کرتا رہے کسی وقت غافل نہ رہے کم سے کم یہ خیال رکھے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔
- ۱۸۔ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو دین یا دنیا کا فائدہ پہنچاتا رہے۔ اور ہرگز کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے۔
- ۱۹۔ خوراک میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔
- ۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور آدمی سے کوئی امید اور آس نہ لگائے اور ہرگز یہ خیال نہ رکھے کہ فلاں جگہ سے یا فلاں آدمی سے مجھے کوئی فائدہ مل جائے گا۔ بس اللہ تعالیٰ سے آس لگائے رکھے، اور اس عقیدہ پر جما رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو سب میرے کام آئیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہے گا تو کوئی میرے کام نہیں آ سکتا۔
- ۲۱۔ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے عیوب کو چھپائے۔
- ۲۲۔ مہمانوں، مسافروں اور عالموں درویشوں کی خدمت کرے اور غریبوں محتاجوں کی اپنی طاقت بھر مدد کرے۔
- ۲۳۔ اپنی موت کو یاد رکھے۔
- ۲۴۔ روزانہ رات کو سوتے وقت دن بھر کے کاموں کو سوچے کہ آج دن بھر میں مجھ سے کتنی نیکیاں ہوئیں اور کتنے گناہ ہوئے، نیکیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور گناہوں سے توبہ کرے۔
- ۲۵۔ جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، فضول بکواس سے ہمیشہ بچتا رہے۔
- ۲۶۔ جو محفل خلاف شریعت ہو وہاں ہرگز قدم نہ رکھے اور اس معاملہ میں عزیز و اقرباء کی ناراضگی کی بھی کوئی پرواہ نہ کرے۔
- ۲۷۔ اپنی صورت و سیرت، اپنے علم و فن، اپنی مال و دولت اور دوسری خوبیوں پر ہرگز کبھی مغرور نہ ہو۔
- ۲۸۔ نیکوں کی صحبت میں بیٹھے۔
- ۲۹۔ غصہ نہ کرے ہمیشہ بردباری اور برداشت کرنے کی عادت بنائے۔
- ۳۰۔ ہر شخص سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرے۔
- ۳۱۔ اپنے پیر کے بتائے ذکر اور وظیفوں کی پابندی کرے، اور اس کی نصیحتوں کو ہر دم پیش نظر رکھے۔

خیر و برکت والی مجلسیں

مسلمانوں کی وہ مجلسیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان مجلسوں میں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے ان مبارک مجلسوں میں سے چند یہ ہیں جن میں مسلمانوں کا حاضر ہونا سعادت اور باعث خیر و برکت اور اجر و ثواب کی دولت سے مالا مال ہونے کا ذریعہ ہے۔

۱۔ میلاد شریف

اس مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا بیان اور اسی کے ضمن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و معجزات اور آپ کی سیرت مبارکہ اور آپ کی مقدس زندگی کے حالات کا ذکر جمیل ہوتا ہے۔ ان چیزوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اور حدیثوں میں بھی بکثرت ان باتوں کا ذکر ہے اگر مسلمان اپنی محفل میں ان مقدس مضامین کو بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لئے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی بھلا کون سی وجہ ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ یقیناً یہ مجلس جائز بلکہ مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے اس مجلس کے لئے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا یقیناً ایک خیر کی طرف بلانا ہے جو ثواب کا کام ہے جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں اور تاریخ مقرر کر کے اشتہار چھاپے جاتے ہیں اور اعلان کر کے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور ان باتوں کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح میلاد شریف کے لئے بلا وادینے سے اس مجلس کو ناجائز اور بدعت نہیں کہا جاسکتا!

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے۔ مٹھائی بانٹنا مسلمانوں کے ساتھ ایک نیک سلوک اور احسان کرنا ہے جب میلاد شریف کی محفل جائز ہے تو مٹھائی بانٹنا جو ایک جائز اور نیک کام ہے اس محفل کو ناجائز نہیں کر دے گا۔ میلاد شریف کی محفل میں ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کے صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں عرب و عجم کے بڑے بڑے علماء کرام اور مفتیان عظام نے اس قیام اور صلاۃ و سلام کو مستحب فرمایا ہے اس لئے کھڑے ہو کے سلام پڑھنا یقیناً جائز اور ثواب کا کام ہے بعض اکابر اولیاء کو میلاد شریف کی مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہی اس مجلس میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں لیکن اگر وہ اپنے کسی امتی پر اپنا خاص کرم فرمائیں اور تشریف لائیں تو یہ کوئی محال بات بھی نہیں۔ بہت سے غلاموں کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا ہے اور اپنے دیدار انور سے مشرف فرمایا ہے۔ اور مشرف فرماتے رہتے ہیں اور قیامت تک فرماتے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حیات جاودانی عطا فرمائی ہے اور ان کو بڑی بڑی طاقتوں کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنایا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى حَبِيبِكَ سُلْطَانِ الْعَالَمِينَ وَاللَّهُ وَأَصْحَابِهِ الْمُكْرَمِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

۲۔ رجبی شریف

۲۶ تا ۲۷ رجب کو معراج شریف کا بیان کرنے کے لئے جو جلسہ کیا جاتا ہے اس کو رجبی شریف کی مجلس کہتے ہیں۔ میلاد کی طرح یہ بھی بہت ہی مبارک جلسہ ہے اس کو کرنے والے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات اور ان کے معجزات میں سے ایک بہت ہی عظیم معجزہ یعنی معراج جسمانی کا ذکر جمیل کس قدر خداوند جلیل کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہوگا؟ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اور بڑے سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس مجلس خیر و برکت کو منعقد کریں اور ذکر معراج سننے کے لئے کثیر تعداد میں حاضر ہو کر انوار برکات کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔ اور اس مقدس رات میں نوافل پڑھ کر اور صدقات خیرات کر کے ثواب دارین کی دولتوں سے مالا مال ہوں۔

۳۔ گیارہویں شریف

۱۱ تا ۱۲ ربیع الآخر کو حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب اور آپ کی کرامات کو بیان کرنے کے لئے یہ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوا کرتا ہے لہذا یہ جلسے بھی جائز اور بہت ہی با برکت ہیں اور بلاشبہ ثواب کے کام ہیں۔

۴۔ سیرت پاک کے اجلاس

ان جلسوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی مقدس سیرت اور اتباع سنت و شریعت اور محبت رسول کا بیان ہوا کرتا ہے میلاد شریف کی طرح یہ جلسے بھی بہت مبارک اور خیر و برکت والے ہیں اور اہل جلسہ و حاضرین سب ثواب پاتے ہیں۔

۵۔ حلقہء ذکر

صوفیاء کرام اہل طریقت جمع ہو کر اور حلقہ بنا کر کلمہ طیبہ پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر شجرہ شریفہ پڑھ کر ان کبار کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ ان حلقوں کی فضیلت اور عظمت کا کیا کہنا؟ ان ذکر کے حلقوں کو حدیث میں ”جنت کا باغ“ کہا گیا۔ اسی طرح دوسرے صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے تذکروں کی مجلسیں منعقد کرنا بھی جائز ہے مگر یہ ضروری ہے کہ ان سب جلسوں میں روایات صحیحہ بیان کی جائیں غیر ذمہ دار لوگوں سے نہ وعظ کہلایا جائے نہ غلط روایتوں کو بیان کیا جائے ورنہ ثواب کی جگہ عذاب کے سوا اور کچھ نہ ملے گا۔

عرس بزرگان دین

بزرگان دین و علماء صالحین کے وصال کی تاریخوں میں ان کے مزاروں پر حاضرین کا اجتماع جس میں قرآن مجید کی تلاوت اور میلاد شریف، نعت خوانی اور وعظ ہوتا ہے۔ اور ان بزرگ کے حالات زندگی بیان کیے جاتے ہیں پھر فاتحہ و ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے یہ جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر سال کے اول یا آخر میں شہداء احد کے مزاروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ عرسوں کو زمانہ حال کے خرافات و لغویات کی چیزوں سے پاک رکھا جائے جاہلوں کو ناجائز کاموں سے منع کیا جائے منع کرنے سے بھی اگر وہ باز نہ آئیں تو ان ناجائز کاموں کا گناہ ان کے سر پر ہوگا ان لغویات کی وجہ سے عرس کو حرام نہیں کہا جاسکتا ناک پر کبھی بیٹھ جائے تو کبھی کواڑا دینا چاہیے ناک کاٹ کر نہیں پھینک دی جائے گی۔

ایصالِ ثواب

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفلی نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اور اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائدِ نسفیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہو گیا ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کیلئے ہے، (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے)۔ (مشکوٰۃ جلد صفحہ ۱۶۹)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی۔ میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی۔ تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۲۳)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا،

”اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔“ (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۲۳)

اس کے علاوہ ان حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل بھی نہایت ہی واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ میت کے ایصالِ ثواب کے لئے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں کھدوا کر یا نل لگوا کر، یا سبیل لگا کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے۔

۲۔ میت کو کسی کارِ خیر کا ثواب بخشنا بہتر اور اچھا کام ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ ۴ صفحہ ۱۱۳ پر ہے کہ:

”مردہ ایک ڈوبنے والے کی طرح کسی فریادرس کے انتظار میں رہتا ہے ایسے وقت میں صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس کے بہت کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً موت کے بعد ایک چلہ تک میت کو اس قسم کی امداد پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں“

۳۔ ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

۴۔ کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ہندہ لام سعد یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے یعنی اے اللہ! اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

۵۔ غریب مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی فاتحہ کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ثواب بخش دیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا اسی طرح اگرچہ غریب مسکین کو کھانا دینے کے بعد ثواب ملے گا، لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

۶۔ کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوثِ پاک کا بکرا یا غازی میاں کا مرغہ کہنے سے بکرا یا مرغہ حرام نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ حضرت سعد صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک نبیرام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور دورِ صحابہ سے آج تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہے ہیں اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ ام سعد کا نام بول دینے سے کنوئیں کا پانی حرام ہو گیا۔ بہر حال اس بات پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ایصالِ ثواب یعنی زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے۔ اب رہیں تخصیصات کہ تیسرے دن ثواب پہنچانا، چالیسویں دن ثواب پہنچانا، تو یہ تخصیصات اور دنوں کی خصوصیات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں نہ کوئی بھی ان کو شرعی سمجھتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسی دن ثواب پہنچے گا، بلکہ یہ تخصیصات عرفی اور رواجی بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے مقرر کر رکھی ہے ورنہ سب جانتے ہیں کہ انتقال کے بعد ہی سے تلاوت قرآن مجید اور صدقات و خیرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اکثر لوگوں کے یہاں بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سنی لوگ تیسرے دن اور چالیسویں دن کے سوا دوسرے دنوں میں ایصالِ ثواب کو ناجائز مانتے ہیں یہ بہت بڑا افتراء اور شرمناک تہمت ہے جو مخالفین کی طرف ہم سنی

مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور خواہ مخواہ تیجہ اور چالیسواں کو حرام کہہ کر مردوں کو ثواب سے محروم کیا جا رہا ہے۔ بہر حال جب ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر چکے ہیں کہ ایصال ثواب اور فاتحہ جائز ہے تو تمام جزئیات کے احکام اسی قاعدہ کلیہ سے معلوم ہو گئے مثلاً۔

تیجہ کی فاتحہ

مرنے سے تیسرے دن قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور کچھ بتائے یا اپنے یا مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے چونکہ یہ ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے اس لئے جائز اور بہتر ہے لہذا اس کو کرنا چاہئے۔

چالیسواں اور برسی کی فاتحہ

مرنے کے چالیسویں دن بعد بھی کچھ کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے اور قرآن خوانی بھی کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اسی طرح ایک برس پورا ہو جانے کے بعد بھی کھانوں اور تلاوت وغیرہ کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں لہذا ان کو کرتے رہنا چاہئے۔

شب برأت کی فاتحہ

شب برأت میں حلوہ پکایا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوہ پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا یہ ایصال ثواب میں داخل ہے، لہذا یہ بھی جائز ہے۔

کونڈوں کی فاتحہ

رجب کے مہینے میں چاول یا کھیر پکا کر کونڈوں میں رکھتے ہیں، اور حضرت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ اسی طرح ماہ رجب میں حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو ایصال ثواب کرنے کیلئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں مگر کونڈوں کی فاتحہ میں جاہلوں کا یہ فعل مذموم اور نری جہالت ہے کہ جہاں کونڈوں کے فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹے نہیں دیتے یہ پابندی غلط اور بے جا ہے۔ مگر یہ جاہلوں کا طریقہ عمل ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ کے وقت ایک کتاب ”داستان عجیب“ لوگ پڑھتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ثبوت نہیں۔ لہذا اس کو نہیں پڑھنا چاہئے مگر فاتحہ دلانا چاہئے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔

اسی طرح حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تمام بزرگان دین کی فاتحہ دلانا جائز ہے اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ان بزرگوں کی فاتحہ سے منع کرتے ہیں وہ درحقیقت ان بزرگوں کے دشمن ہیں لہذا ان کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔ نہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا

چاہئے بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اپنے مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہنا چاہئے کہ یہی مذہب حق پر ہے اور اس کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب صراطِ مستقیم سے بہکے اور بھٹکے ہوئے ہیں خداوند کریم سب کو اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی مذہب پر خاتمہ بالخیر فرمائے آمین!

یا رب العالمین بحرمتہ النبی الامین و آلہ واصحابہ اجمعین

فاتحہ کا طریقہ

پہلے تین بار درود شریف پڑھے پھر کم سے کم چاروں قُلْ، سورۃ فاتحہ اور اَلَمْ سے مُفْلِحُونَ تک پڑھے اس کے بعد پڑھے۔
وَاللّٰهُمَّ اِنَّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَهِوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ
اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبًا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَاۤئِهَآ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا
اب تین بار درود شریف پڑھے اور

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
پڑھ کر بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں
ان کو قبول فرما اور ان کا ثواب (اگر کھانا یا شیرینی بھی ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانے اور شیرینی کا ثواب) ہماری جانب سے حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذر پہنچا دے پھر آپ کے وسیلہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام و صحابہ عظام و ازواج مطہرات و اہل بیت
اطہار و شہدائے کربلا اور تمام اولیاء و علماء و صلحا و شہدا کو عطا فرما۔ (پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت
کے ساتھ لے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوث اعظم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو نذر پہنچا دے) اور جملہ مؤمنین و مؤمنات کی ارواح کو ثواب
عطا فرما۔ اور کسی عام آدمی کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو اس کا ذکر خصوصیت سے کرے مثلاً یوں کہے خصوصاً ہمارے والد یا والدہ کی روح
کو ثواب پہنچا دے۔ آمین یا رب العلمین

وَصَلِّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

(۷) تذکرہ صالحات

چند نیک عورتوں کا حال

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا

اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

جہاں تک مسائل اور اسلامی عادات و خصائل کا تعلق ہے اس کے بارے میں ہم ایک حد تک کافی لکھ چکے اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند خواتین اسلام یعنی ان مقدس بیبیوں کا مختصر تذکرہ بھی تحریر کر دیں جو تاریخ اسلام میں صالحات (نیک بیبیوں) کے لقب سے مشہور ہیں تاکہ آج کل کی ماؤں بہنوں کو ان کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی کے مبارک حالات سے عبرت حاصل ہو اور یہ ان کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی سے اپنی زندگی سنواریں اور دُنیا و آخرت کی نیک نامیوں سے سرخرو و سر بلند ہو جائیں ان قابلِ احترام خواتین کی لذیذ حکایتوں کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیبیوں کے ذکر جمیل سے شروع کرتے ہیں جو تمام امت کی مائیں ہیں اور جن کو تمام دُنیا کی عورتوں میں یہ خصوصی شرف ملا ہے کہ انہیں بستر نبوت پر سونا نصیب ہوا اور وہ دن رات محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کی خدمت و صحبت کے انوار و برکات سے سرفراز ہوتی رہیں اور جن کی فضیلت و عظمت کا خطبہ پڑھتے ہوئے قرآن عظیم نے قیامت تک کیلئے یہ اعلان فرمادیا۔

يَسْلَاءُ النَّبِيُّ لَسْتُنَّ كَأَخَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ یعنی اے نبی کی بیبیو! تمام جہان کی عورتوں میں کوئی بھی تمہاری مثل نہیں ہے۔

۱۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی اور رفیقہ حیات ہیں۔ یہ خاندانِ قریش کی بہت ہی باوقار و ممتاز خاتون ہیں آپ کے والد کا نام خویلد بن اسد اور آپ کی ماں کا نام فاطمہ بنت زائد تھا۔ آپ کی شرافت اور پاک دامنی کی بناء پر تمام مکہ والے ان کو ”طاہرہ“ کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق و عادات اور جمال صورت و کمال سیرت کو دیکھ کر خود ہی آپ سے نکاح کی رغبت ظاہر کی چنانچہ اشرافِ قریش کے مجمع میں باقاعدہ نکاح ہوا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی بے پناہ محبت تھی چنانچہ جب تک یہ زندہ رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور یہ مسلسل پچیس سال تک محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جائز گزاری و خدمت گزاری کے شرف سے سرفراز رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کی وفات کے بعد آپ اپنی محبوب ترین بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اُس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کیلئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے

اس بات پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف آپ کی مخالفت کا طوفان اٹھا ہوا تھا، ایسے خوفناک اور کٹھن وقت میں صرف ایک خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی ہی ذات تھی جو پروانوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہی تھی اور اتنے خطرناک اوقات میں جس استقلال و استقامت کے ساتھ انہوں نے خطرات و مصائب کا مقابلہ کیا۔ اس خصوصیت میں تمام از دواج مطہرات پر ان کو ایک ممتاز فضیلت حاصل ہے۔

ان کے فضائل میں بہت سی حدیثیں بھی آئی ہیں چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ اچھی اور باکمال چار بیبیاں ہیں ایک حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری، حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (فرعون کی بیوی)، تیسری حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، چوتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن میں کھانا لے کر آ رہی ہیں جب یہ آپ کے پاس آ جائیں تو ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیجئے اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیجئے کہ جنت میں ان کیلئے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳۹)

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے بعد بہت سی عورتوں سے نکاح فرمایا لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت آخری عمر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں رچی بسی رہی یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کوئی بکری ذبح ہوتی تو آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کے یہاں بھی ضرور گوشت بھیجا کرتے تھے اور ہمیشہ آپ بار بار حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ ہجرت سے تین برس قبل پنیٹھ (۶۵) برس کی عمر پا کر ماہ رمضان میں مکہ مکرمہ کے اندر انہوں نے وفات پائی اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان بجون (جنة المعلى) میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر انور میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا اس وقت نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سے تین یا پانچ دن پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا، ابھی چچا کی وفات کے صدمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب نازک رنج و غم سے ٹدھال تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا اس سانحہ کا قلب مبارک پر اتنا زبردست صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام ”عام الحزن“ (غم کا سال) رکھ دیا۔

تبصرہ: حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدس زندگی سے ماں بہنوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ انہوں نے کیسے کٹھن اور مشکلات کے دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور سینہ سپر ہو کر تمام مصائب و آلام کے طوفان میں نہایت ہی جان نثاری کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جوئی اور تسکین قلب کا سامان کرتی رہیں اور ان کی ان قربانیوں کا دنیا ہی میں ان کو یہ صلا ملا کہ رب العالمین کا سلام ان کے نام لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے شوہر کی دل جوئی اور تسلی دینے کی عادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و پسندیدہ خصلت ہے لیکن افسوس کہ اس زمانے میں مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کی دل جوئی تو کہاں؟ اُلٹے اپنے شوہروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں کبھی طرح طرح کی فرمائشیں کر کے جھگڑا نکرا کر کر کے کبھی غصہ میں منہ پھلا کے۔

ماؤر بھنؤ! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے شوہروں کا دل نہ دکھاؤ اور ان کو پریشانیوں میں نہ ڈالا کرو بلکہ آڑے وقتوں میں اپنے شوہروں کو تسلی دے کر ان کی دل جوئی کیا کرو۔

۲۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور تمام امت کی ماں ہیں ان کے والد کا نام ”زمعہ“ اور والدہ کا نام ”شموں بنت عمرو“ ہے یہ بھی قریشی خاندان کی بہت ہی نامور اور معزز عورت ہیں۔ یہ پہلے اپنے چچا زاد بھائی ”سکران بن عمرو“ سے بیاہی گئی تھیں اور اسلام کی شروعات ہی میں یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے اور کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کو ہجرت بھی کر چکے تھے لیکن جب حبشہ سے واپس ہو کر دونوں میاں بیوی مکہ مکرمہ میں آ کر رہنے لگے تو ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد رات دن مغموم رہا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح فرمالیں تاکہ آپ کا خانہ معیشت آباد ہو جائے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ہی دیانتدار اور وفا شعار خاتون ہیں اور بے حد خدمت گزار بھی ہیں آپ نے حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرمایا چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کرادی اور نکاح ہو گیا اور یہ عمر بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے سرفراز رہیں اور جس والہانہ محبت و عقیدت کے ساتھ وفاداری و خدمت گزاری کا حق ادا کیا ان کا بہت ہی شاندار کارنامہ ہے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دیکھ کر انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوتی تھی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی مگر میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جمال صورت اور حسین سیرت کو دیکھ کر یہ تمنا کیا کرتی تھی کہ کاش میں بھی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جیسی ہوتی۔ یہ اپنی دوسری قسم کی خوبیوں کے ساتھ بہت فیاض اور اعلیٰ درجے کی سخی تھیں۔ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا حضرت بی بی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا انہوں نے اس تھیلے کو دیکھ کر کہا کہ واہ بھلا کھجوروں کے تھیلے میں کہیں درہم بھیجے جاتے ہیں؟ یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو مدینہ منورہ کے فقراء و مساکین کو گھر میں بلا کر بانٹ دیا اور تھیلا خالی کر دیا۔ امام بخاری اور امام ذہبی کا قول ہے کہ ۲۳ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی لیکن واقدی اور صاحب اکمال کے نزدیک ان کی وفات کا سال ۵۴ ہجری ہے مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں ان کی وفات کا سال ۵۵ ہجری شوال کا مہینہ لکھا ہے ان کی قبر مدینہ منورہ میں قبرستان (جنة البقیع) میں ہے۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۵۹۹)

تبصرہ غور کرو کہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کو غلط کیا اور کس طرح کا شانہ نبوت کو سنبھالا کہ قلب مبارک مطمئن ہو گیا اور پھر ان کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر ڈالو کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کیلئے اپنی باری کا دن کس خوش دلی کے ساتھ اپنی سوت حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا پھر ان کی فیاضی اور سخاوت بھی دیکھو، درہموں سے بھرے ہوئے تھیلے کو چند منٹوں میں فقراء اور مساکین کے درمیان تقسیم کر دیا اور اپنے لئے ایک درہم بھی نہ رکھا۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی ماں کا نام ”ام رومان“ ہے۔ ان کا نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں ہوا تھا لیکن کا شانہ نبوت میں یہ مدینہ منورہ کے اندر شوال ۲ ہجری میں آئیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ اور بہت ہی چیمٹی بیوی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نہیں اُتری مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب میرے ساتھ نبوت کے بستر پر سوتی رہتی ہیں تو اس حال میں بھی مجھ پر وحی اُترتی رہتی ہے۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳۳)

فقہ و حدیث کے علوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے درمیان ان کا درجہ بہت اونچا ہے، بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ عبادت میں بھی ان کا یہ عالم تھا کہ نماز تہجد کی بے حد پابند تھیں اور نفلی روزے بھی بہت زیادہ رکھتی تھیں۔ سخاوت اور صداقت و خیرات کے معاملہ میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیبیوں میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں۔

حضرت ام درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ کہیں سے ایک لاکھ درہم ان کے پاس آئے آپ نے اُسی وقت ان سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی آپ نے باقی نہیں رکھا کہ اس سے گوشت خرید کر آپ روزہ افطار کرتیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پہلے

کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگوا لیتی۔ آپ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ۷ رمضان منگل کی رات میں ۵۷ ہجری یا ۵۸ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۴ وغیرہ)

تبصرہ یہ عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں سب سے چھوٹی تھیں مگر علم و فضل و ہدایت و سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت میں سب سے بڑھ کر ہوئیں۔ اس کو فضل خداوندی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ بہر حال پیاری بہنو! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اچھے اچھے عمل کرتی رہو اور اپنے شوہروں کو خوش رکھو۔

۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور امت کی ماؤں میں سے ہیں۔ یہ حضرت امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بلند اقبال صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام ”زینب بنت مطعون“ ہے، جو ایک مشہور صحابیہ ہیں۔ یہ پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور میاں بیوی دونوں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تھے، مگر ان کے شوہر جنگ احد میں زخمی ہو کر وفات پا گئے تو ۳ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا یہ بھی بہت ہی شاندار بلند ہمت اور نخی عورت تھیں اور فہم و فراست اور حق گوئی و حاضر جوابی میں اپنے والد ہی کا مزاج پایا تھا اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں اور تلاوت قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث کے علوم میں بھی بہت معلومات رکھتی تھیں۔ شعبان ۴۵ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔ حاکم مدینہ ”مروان بن حکم“ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بوقت وفات ان کے بھتیجیوں نے قبر میں اتارا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں۔ بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ یا تریسٹھ (۶۱ یا ۶۳) سال کی تھی۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ تا ۲۳۸)

تبصرہ گھریلو کام کاج سنبھالتے ہوئے روزانہ اتنی عبادت بھی کرنی پھر حدیث و فقہ کے علوم میں بھی مہارت حاصل کرنی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آرام پسند اور کھیل کود میں زندگی بسر کرنے والی نہیں تھیں بلکہ دن رات کا ایک منٹ بھی وہ ضائع نہیں کرتی تھیں اور دن رات گھر کے کام کاج یا عبادت یا شوہر کی خدمت یا علم حاصل کرنے میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! ان خوش نصیب بیویوں کی زندگی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہونے کی برکت سے کتنی مقدس کس قدر پاکیزہ اور کس درجہ نورانی زندگی تھی۔ ماں بہنو! کاش تمہاری زندگی میں بھی ان امت کی ماؤں کی زندگی کی چمک دمک یا ہلکی سی جھلک ہوتی تو تمہاری زندگی جنت بن جاتی اور تمہاری گود میں ایسے بچے اور بچیاں پرورش پاتے جن کی اسلامی زندگی شان اور زاہدانہ عظمت کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے دُعا کرتے اور جنت کی حوریں تمہارے لئے ”آمین“ کہتیں

مگر ہائے افسوس کہ تم کو اچھے کھانے اچھے لباس بناؤ سنگار کر کے پلنگ پر دن رات لیٹنے ریڈیو کا گانا سننے سے اتنی فرصت نہیں کہ تم ان امت کی ماؤں کے نقش قدم پر چلو، خداوند کریم تمہیں ہدایت دے اس دُعا کے سوا ہم تمہارے لئے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کاش! تم ہماری ان مخلصانہ نصیحتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال لو اور امت کی نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر دونوں جہاں میں سرخرو ہو جاؤ۔

5. حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا نام ”ہند“ اور کنیت ”ام سلمہ“ ہے لیکن یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام ”حذیفہ“ یا ”سہیل“ اور ان کی والدہ ”عاتکہ بنت عامر“ پہلے ابوسلمہ عبداللہ بن اسد سے بیاہی گئی تھیں اور دونوں میاں بیوی مسلمان ہو کر پہلے ”حبشہ“ ہجرت کر گئے پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ابوسلمہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور بی بی ام سلمہ کو اونٹ پر سوار کرایا اور وہ اپنے دودھ پیتے بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر بیٹھ گئیں تو ایک دم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میکے والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہہ کر کہ ہمارے خاندان کی لڑکی مدینہ نہیں جاسکتی، حضرت ام سلمہ کو اونٹ سے اتار ڈالا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان والوں کو طیش آ گیا اور ان لوگوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود سے بچے کو چھین لیا اور یہ کہا کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے۔ اس لئے ہم اس بچہ کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے، اس طرح بیوی اور بچہ دونوں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جدا ہو گئے مگر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کا ارادہ نہیں چھوڑا بلکہ بیوی اور بچہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے تنہا مدینہ منورہ چلے گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شوہر اور بچے کی جدائی پر دن رات رویا کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچا زاد بھائی کو رحم آ گیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھایا کہ آخراں غریب عورت کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا رکھا ہے؟ کیا تم لوگ یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ یہ ایک پتھر کی چٹان پر ایک ہفتہ سے اکیلی بیٹھی ہوئی بچے اور شوہر کی جدائی میں رویا کرتی ہے۔ آخر بنو مغیرہ کے لوگ اس پر رضامند ہو گئے کہ ام سلمہ اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر کے پاس مدینہ چلی جائے پھر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاندان والوں نے بھی بچہ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچے کو گود میں لے کر ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو گئیں مگر جب مقام ”تیمیم“ میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ راستہ میں جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ اس نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے درد بھری آواز میں جواب دیا۔ میرے ساتھ میرے اللہ اور میرے بچے کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر عثمان بن طلحہ کو شریفانہ جذبہ آ گیا اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میرے لئے یہ زیب

نہیں دیتا کہ تمہارے جیسی شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں۔ یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پیدل چلنے لگا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا۔ جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ دُور جا کر کسی درخت کے نیچے سو جاتا اور میں اپنے اونٹ پر سوار ہتی، پھر چلنے کے وقت وہ اونٹ کے مہار ہاتھ میں لے کر پیدل چلنے لگتا۔ اسی طرح اس نے مجھے ”قبا“ تک پہنچا دیا اور یہ کہہ کر واپس مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ، تمہارا شوہر اسی گاؤں میں ہے، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

پھر دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ میں رہنے لگے جہاں ان کے خاوند کا انتقال ہو گیا کیونکہ چند بچے بھی ہو گئے تھے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی بے کسی میں پڑ گئیں۔ چند چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بیوی میں زندگی بسر کرنا دُشوار ہو گیا۔ ان کا یہ حال زار دیکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا اور بچوں کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ اس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آ گئیں اور تمام امت کی ماں بن گئیں۔ حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عقل و فہم، علم و عمل، دیانت و شجاعت کے کمال کا ایک بے مثال نمونہ تھیں اور فقہ و حدیث کی معلومات کا یہ عالم تھا کہ تین سو اٹھتر (۳۷۸) حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں۔ مدینہ منورہ میں چوراسی (۸۴) برس کی عمر پر ان کی وفات پائی۔ ان کے وصال کے سال میں بڑا اختلاف ہے بعض مورخین نے ۵۳ ہجری بعض نے ۵۹ ہجری بعض نے ۶۲ ہجری لکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۶۳ ہجری کے بعد ہوا ہے۔ ان کی قبر مبارک جنة البقیع میں ہے۔

(زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۲)

تبصرہ

اللہ اکبر! حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی صبر و استقامت جذبہ ایمانی جوش اسلام زاہدانہ زندگی علم و عمل، محنت و جفاکشی، عقل و فہم کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی مثال مشکل ہی سے مل سکے گی۔ ان کے کارناموں اور بہادری کی داستانوں کو تاریخ اسلام کے اوراق میں پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اے آسمان بول! اے زمین بتا! کہ تم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی شیر دل اور پیکر ایمان عورت کو ان سے پہلے بھی کہیں دیکھا تھا۔

مار بھنو! تم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیویوں کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کیلئے سوچو کہ وہ کیا تھیں؟ اور تم بھی مسلمان عورت ہو۔ اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ تو ان کی زندگی کی جھلک دکھاؤ۔

۶. حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ سردارِ مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں۔ ان کی ماں ”صفیہ بنت عاص“ ہیں جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پہلے عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا اور میاں بیوی دونوں اسلام قبول کر کے حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے تھے مگر حبشہ جا کر عبید اللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور عیسائیوں کی صحبت میں شراب پیتے پیتے مر گیا لیکن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ایمان پر قائم رہیں اور بڑی بہادری کے ساتھ مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرتی رہیں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال کی خبر ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی دل جوئی کیلئے حبشہ بھیجا اور نجاشی بادشاہ کے نام خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ نجاشی بادشاہ نے اپنی لونڈی ”ابرہہ“ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا۔ جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خوش خبری کا پیغام سنا تو خوش ہو کر ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر اپنا زیور اتار کر دے دیا، پھر اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے بہت سے مہاجرین کو جمع کر کے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اور اپنے پاس سے مہر بھی ادا کر دیا اور پھر پورے اعزاز کے ساتھ حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور تمام مسلمانوں کی ماں بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ نبوت میں رہنے لگیں۔ یہ سخاوت و شجاعت، دین داری اور امانت و دیانت کے ساتھ بہت ہی قوی ایمان والی تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے پاس ان کے باپ ابوسفیان جو ابھی کافر تھے۔ مدینہ منورہ ان کے گھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھ گئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ذرا بھی باپ کی پرواہ نہ کی اور باپ کو بستر سے اٹھا دیا اور کہا کہ میں ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک بستر پر بیٹھے۔ اسی طرح ان کے جوش ایمانی اور جذبہ اسلامی کے واقعات عجیب و غریب ہیں جو تاریخ میں لکھے ہوئے ہیں۔ بہت ہی دین دار اور پاکیزہ عورت تھیں، بہت سی حدیثیں بھی یاد تھیں اور انتہائی عبادت گزار اور وفادار بیوی تھیں۔ ۴۴ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنة البقیع کے قبرستان اور دوسری ازواج

مطہرات کے خطیرہ میں مدفون ہوئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۲، مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۴۸۱)

تبصرہ اللہ اکبر! حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کتنی عبرت خیز اور تعجب انگیز ہے۔ سردارِ مکہ کی شہزادی ہو کر دین کیلئے اپنا وطن چھوڑ کر حبشہ کی دور دراز جگہ میں ہجرت کر کے چلی جاتی ہیں اور پناہ گزینوں کی طرح ایک جھوپڑی میں رہنے لگتی ہیں پھر بالکل ناگہاں یہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ شوہر جو پردیس کی زمین میں تنہا ایک سہارا تھا۔ عیسائی ہو کر الگ تھلگ ہو گیا اور کوئی دوسرا سہارا نہ رہ گیا مگر ایسے نازک اور خطرناک وقت میں ذرا بھی ان کا قدم نہیں ڈگمگایا اور پہاڑ کی طرح دین اسلام پر قائم رہیں۔ اک ذرا بھی ان کا حوصلہ پست نہیں ہوا۔ نہ انہوں نے اپنے کافر باپ کو یاد کیا، نہ اپنے کافر بھائیوں بھتیجیوں سے کوئی مدد طلب کی۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ایک نامانوس پردیس کی زمین میں پڑی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت للعالمین کی رحمت نے ان کی دستگیری کی اور بالکل اچانک خداوند قدوس نے ان کو اپنے محبوب کی محبوبہ بی بی اور ساری امت کی ماں بنا دیا کہ قیامت تک ساری دنیا ان کو ام المؤمنین (مومنوں کی ماں) کہہ کر پکارتی رہے گی اور قیامت میں بھی ساری خدائی، خدا کے اس فضل و کرم کا تماشا دیکھے گی۔

اے مسلمان عورتو! ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور خدا پر توکل کرنے کا پھل کتنا میٹھا ہوتا ہے اور کس قدر لذیذ ہوتا ہے؟ اور یہ دنیا میں اجر ملا ہے، ابھی آخرت میں ان کو کیا اجر ملے گا؟ اور کیسے کیسے درجات کی بادشاہی ملے گی؟ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہم لوگ ان درجوں اور مرتبوں کی بلندی و عظمت کو سوچ نہیں سکتے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبد اللہ المطلب کی بیٹی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اور مہنئی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کہ میاں بیوی میں نباہ نہ ہو سکا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی، جب ان کی عدت گزر گئی تو اچانک ایک دن یہ آیت اتر پڑی کہ،

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا اَرْسَلْنَاهَا (احزاب)

جب زید نے حجت پوری کر دی اور طلاق دے دی اور عدت گزر گئی تو ہم نے (زینب کا) تمہارے ساتھ نکاح کر دیا۔ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جا کر اس کو یہ خوش خبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ یہ سن کر ایک خادمہ دوڑی ہوئی گئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ خوش خبری سنا دی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خوشخبری سن کر اتنی خوش ہوئی کہ اپنے زیورات اتار کر خادمہ کو انعام میں دے دیے اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور پھر دو ماہ لگا تا شکر یہ کا روزہ رکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے پر اتنی بڑی دعوت و لیمہ فرمائی کہ کسی بیوی کے نکاح پر اتنی بڑی دعوت و لیمہ نہیں کی تھی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ نے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیویوں میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس خصوصیت میں سب سے ممتاز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے ہاتھ سے کچھ دستکاری کر کے اس کی آمدنی فقراء و مساکین کو دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے میری اس بیوی کی وفات ہوگی جس کے ہاتھ سب بیویوں سے لمبے ہیں۔ یہ سن کر سب بیویوں نے ایک لکڑی سے اپنا اپنا ہاتھ ناپا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ ہاتھ لمبا ہونے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کثرت سے صدقہ دینا تھا بہر حال اپنی قسم قسم کی صفات حمیدہ کی بدولت یہ تمام ازواج مطہرات میں خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز تھیں۔ ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ کے اندران کی وفات ہوئی اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر کوچہ و بازار میں اعلان کروادیا تھا کہ سب لوگ ام المومنین کے جنازہ میں شریک ہوں۔ چنانچہ بہت بڑا مجمع ہوا۔ امیر المومنین نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو جنت البقیع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں کے پہلو میں دفن کیا۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ وغیرہ)

تبصرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ انہوں نے اپنے نکاح کی خبر سن کر اپنا سارا زیور خوش خبری سنانے والی لونڈی کو دے دیا اور سجدہ شکر ادا کیا اور خوشی میں دو ماہ لگا تار روزہ دار رہیں پھر ذرا ان کی سخاوت پر بھی نظر ڈالو کہ شہنشاہ دارین کی ملکہ ہو کر اپنے ہاتھ کی دستکاری سے جو کچھ کمایا کرتی تھیں وہ فقراء و مساکین کو دے دیا کرتی تھیں۔ اور صرف اسی لئے محنت و مشقت کرتی تھیں کہ فقیروں اور محتاجوں کی امداد کریں۔ اللہ اکبر محبت رسول اور مسکن نوازی و غریب پروری کے یہ جذبات تمام مسلمان عورتوں کیلئے نصیحت آموز و قابل تقلید شاہکار ہیں۔ خداوند کریم سب عورتوں کو توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

۸. حضرت زینب بنت خذیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بچپن ہی سے بہت سخی تھیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لئے لوگ ان کو ”ام المساکین“ (مسکینوں کی ماں) کہا کرتے تھے پہلے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا تھا، لیکن جب وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ ہجری میں ان سے نکاح کر لیا اور یہ ”ام المساکین“ کی جگہ ”ام المومنین“ کہلانے لگیں۔ مگر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے تک زندہ رہیں اور ربیع الاول ۴ ہجری میں بمقام مدینہ

منورہ وفات پا گئیں اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات تک ان سے بے حد خوش رہے اور ان کی وفات کا قلب نازک پر بڑا صدمہ گزرا یہ ماں کی جانب سے حضرت ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہن میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۹)

۹۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کے والد کا نام حارث بن حزن اور ان کی والدہ ہند بن عوف ہیں پہلے ان کا نام ”برہ“ تھا مگر جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام میمونہ (برکت والی) رکھ دیا۔ ۷ ہجرت القضاء کی واپسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا اور مقام ”سرف“ میں یہ پہلی مرتبہ بستر نبوت پر سوئیں۔ کُل (۷۶) حدیثیں ان سے مروی ہیں ان کے انتقال کے سال میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۵۱ ہجری بعض نے ۶۱ ہجری لکھا، لیکن ابن السلق کا قول ہے کہ ۶۳ ہجری میں ان کی وفات مقام ”سرف“ میں ہوئی۔ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جنازہ بہت آہستہ آہستہ لے کر چلو اور ان کی مقدس لاش کو ہلنے نہ دو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام سرف میں اسی چھپر کے اندر دفن کیا جس میں پہلی بار ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۵۳ و ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

تبصرہ ان کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت بلکہ عشق تھا انہوں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی تمنا ظاہر کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ میں اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرتی ہوں اور مجھے مہر لینے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے ماں بہنو! دیکھ لو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی والہانہ محبت تھی۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا کہنا؟ ان امت کی ماؤں کے ایمان کی نورانیت کا۔

۱۰۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ غزوہ مریضج میں ان کا سارا قبیلہ گرفتار ہو کر مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بن چکا تھا اور سب مسلمانوں کے لونڈی غلام بن چکے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت جویریہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی شادمانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس پر تمام مجاہدین اسلام ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی یا غلام نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام مسلمانوں کے قبضے میں تھے سب کے سب آزاد کر دیئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے زیادہ مبارک نہیں ثابت ہوا۔ کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندان بنی مصطلق کو غلامی سے نجات مل گئی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے قبیلے میں آنے سے پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ مدینہ کی جانب سے ایک چاند چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر پڑا۔ میں نے کسی سے اس خواب کا ذکر نہیں کیا لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہی میرے اس خواب کی تعبیر ہے۔ ان کا اصلی نام ”برہ“ تھا مگر حضور نے ان کا نام ”جویریہ“ رکھا۔ ان کے دو بھائی عمرو بن حارث و عبد اللہ بن حارث اور ان کی ایک چھوٹی بہن بنت حارث نے بھی اسلام قبول کر کے صحابیت کا شرف پایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گزار اور دین دار تھیں۔ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے وظیفوں میں مشغول رہا کرتی تھیں۔ ۵ھ میں پینسٹھ برس کی عمر یا کروفا پائی حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں سپرد خاک کی گئیں۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۳۸۱ و زرقانی جلد صفحہ ۲۵۵)

تبصرہ۔ ان کا زندگی بھر کا یہ عمل کہ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ لگا تار ذکر الہی میں وظیفوں میں مشغول رہنا یہ ان عورتوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو نماز چاشت تک سوتی رہتی ہیں۔ اللہ اکبر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تو اتنی عبادت گزار اور دین دار اور امتیوں کا یہ حال زار کہ نوافل کا تو پوچھنا ہی کیا؟ فرائض سے بھی بیزار بلکہ اٹھے دن رات طرح طرح کے گناہوں کے آزار میں گرفتار الہی تیری پناہ۔

۱۱۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ خیبر کے سردار اعظم ”حیی بن اخطب کی بیٹی قبیلہ بنو نضیر کے رئیس اعظم“ کنانہ بن الحقیق“ کی بیوی تھیں جو ”جنگ خیبر“ میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا یہ خیبر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاندانی عزت و وجاہت کا خیال فرما کر اپنی ازواج مطہرات اور امت کی ماؤں میں شامل فرمایا۔ جنگ خیبر سے واپسی میں تین دنوں تک منزل صہبا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے خیمہ کے اندر اپنی قربت سے سرفراز فرمایا اور ان کے ولیمہ میں کھجور گھی پنیر کا مالیدہ آپ نے صحابہ کرام کو کھلایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو ”پستہ قد“ کا طعنہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر غصہ میں بھر کر ڈانٹا کہ کبھی بھی ان کو اتنا نہیں ڈانٹا تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو ”یہودیہ“ کہہ دیا تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب پر اس قدر خفا ہو گئے کہ دو تین ماہ تک ان کے بستر پر قدم نہیں رکھا۔ یہ بہت ہی عبادت گزار اور دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث و فقہ سیکھنے کا بھی جذبہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ دس حدیثیں بھی ان سے مروی ہیں ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے۔ واقدی نے ۵۰ ہجری اور ابن سعد نے ۵۲ ہجری لکھا ہے۔ یہ بھی مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

تبصرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محض اس بنا پر خود نکاح فرمالیا تاکہ ان کے خاندانی اعزاز و اکرام میں کوئی فرق نہ ہونے پائے۔ تم غور سے دیکھو گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر جن جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ کسی نہ کسی دینی مصلحت ہی کی بنا پر ہوا کچھ عورتوں کی بے کسی پر رحم فرما کر اور کچھ عورتوں کے خاندانی اعزاز و اکرام کو بچانے کیلئے کچھ عورتوں سے اس بنا پر نکاح فرمالیا کہ وہ رنج و غم کے صدموں سے نڈھال تھیں لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کیلئے ان کو اعزاز بخش دیا کہ اپنی ازواجِ مطہرات میں ان کو شامل کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی عورتوں سے نکاح فرمانا ہرگز اپنی خواہش نفسانی کی بنا پر نہ تھا، اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہیں تھی بلکہ سب عمر دراز اور بیوہ تھیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواہش فرماتے تو کون سی ایسی کنواری لڑکی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنے کی تمنا نہ کرتی مگر دربارِ نبوت کا تو یہ معاملہ ہے کہ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول کوئی فعل کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ہوا جو دین اور دین کی بھلائی کیلئے نہ ہو آپ نے جو کہا اور جو کیا سب دین ہی کیلئے کیا بلکہ آپ نے جو کیا اور کہا وہی دین ہے بلکہ آپ کی ذاتِ اکرام ہی مجسمِ دین ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

یہ حضور اکرم شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ گیارہ ازواجِ مطہرات ہیں جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ ان کا مختصر تذکرہ تم نے پڑھ لیا اگر مفصل حال پڑھنا ہو تو ہماری کتاب ”سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ پڑھو۔

اب ہم حضور سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چار شہزادیوں کا مختصر تذکرہ لکھتے ہیں جو صالحات اور نیک بیبیوں کی لڑی میں آبدار موتیوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

۱۲۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلانِ نبوت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں اور جنگِ بدر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ سے مدینہ منورہ بلا لیا تھا۔ مکہ میں کافروں نے ان پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ان کا تو پوچھنا ہی کیا حد ہو گئی کہ جب یہ ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا اور ایک بدنصیب کافر جو بڑا ہی ظالم تھا یعنی ”ہبار بن الاسود“ اس نے نیزے مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا۔ جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ یہ دیکھ ان کے دیور ”کنانہ“ کو جو اگرچہ کافر تھا ایک دم طیش میں آ گیا اور اس نے جنگ کیلئے تیرکمان اٹھالیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر ”ابوسفیان“ نے درمیان میں پڑ کر راستہ صاف کر دیا اور آپ مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو اس واقعہ سے بڑی چوٹ لگی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فضائل میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ

یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے بہت فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔ پھر ان کے بعد انکے شوہر ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے اور دونوں ایک ساتھ رہنے لگے۔ ان کی اولاد میں لڑکا جن کا نام ”علی“ تھا اور ایک لڑکی جن کا نام ”امامہ“ تھا زندہ رہے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ ”علی“ جنگ یرموک میں شہید ہو گئے۔ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبت تھی۔ بادشاہ حبشہ نے تحفہ میں ایک جوڑا اور ایک قیمتی انگٹھی دربار نبوت میں بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انگٹھی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی۔ اسی طرح کسی نے ایک مرتبہ بہت ہی بیش قیمت اور انتہائی خوبصورت ایک ہار نذر کی تو سب بیبیاں یہ سمجھی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈالیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ ہار اس کو پہناؤں گا جو میرے گھر والوں میں مجھ کو سب سے زیادہ پیاری ہے۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قیمتی ہار اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈال دیا۔ ۸ھ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرک کے طور پر اپنا تہبند شریف ان کے کفن میں دے دیا اور نماز جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کو قبر میں اتارا۔ ان کی قبر شریف بھی جنة البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۷)

تبصرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو اسلام لانے کی بنا پر کافروں نے جس قدر ستایا اور دُکھ دیا۔ اس سے مسلمان بیویوں کو سبق لینا چاہئے کہ کافروں اور ظالموں کے ظلم پر صبر کرنا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کی سنت ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں دین کیلئے تکلیف اٹھانا اور برداشت کرنا بہت بڑا اجر و ثواب کا کام ہے۔

۱۳۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اعلان نبوت سے سات برس قبل جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کاتینتیسواں (۳۳) سال تھا۔ یہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے ”عتبہ“ سے ہوا تھا مگر ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی کہ ”سورہ تبت یدا“ نازل ہوئی۔ اس غصہ میں ابولہب کے بیٹے عتبہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا اور ان دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف پھر مدینہ ہجرت کی اور دونوں صاحب البحر تین (دو ہجرتوں والے) کے معزز لقب سے سرفراز ہوئے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا زیادہ بیمار تھیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کیلئے مدینہ میں رہنے کا حکم دے دیا اور جنگ بدر میں جانے سے روک دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس دن جنگ بدر میں فتح

مبین کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ پہنچے اسی دن بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا بیس برس کی عمر پا کر مدینہ میں انتقال کر گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ بدر کے مجاہدین میں شریک فرمایا اور مجاہدین کے برابر مالی غنیمت میں حصہ عطا فرمایا۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ایک فرزند پیدا ہوئے تھے جن کا نام ”عبداللہ“ تھا مگر وہ اپنی والدہ کی وفات کے بعد ۴۷ھ میں وفات پا گئے۔ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی جنت البقیع میں ہے۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۸)

۱۴۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے ”عتیبہ“ سے بیاہی گئی تھیں مگر ”سورہ“ ثبت یدا میں ابولہب کی برائی سن کر ”عتیبہ“ اس قدر طیش میں آ گیا کہ اس نے گستاخی کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹ کر آپ کے پیرا ہن شریف کو پھاڑ ڈالا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب نازک پر اس گستاخی اور بے ادبی سے انتہائی صدمہ گزرا اور جوش غم سے آپ کی زبان مبارک سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے کہ،

”یا اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما دے“

اس دُعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر ہوا کہ ملک شام کو راستہ میں یہ قافلہ کے بیچ سویا تھا اور ابولہب قافلہ والوں کے ساتھ پہرہ دے رہا تھا مگر اچانک ایک شیر آیا اور عتیبہ کے سر کو چبا گیا اور وہ مر گیا۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۷ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا مگر ان کے شکم مبارک سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ۹ ہجری میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں ان کو دفن فرمایا۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۰)

۱۵۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ چہیتی اور لاڈلی شہزادی ہیں اور ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا و بتول ہے۔ اللہ اکبر! ان کے فضائل اور مناقب اور ان کے درجات و مراتب کا کیا کہنا۔ حدیثوں میں بکثرت ان کے فضائل اور بزرگیوں کا ذکر ہے جن کو مفصل ہم نے اپنی کتاب ”حقانی تقریریں“ میں لکھا ہے ۲ ہجری میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محسن رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تین صاحبزادیاں زینب، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔ حضرت محسن و رقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ حضرت ام کلثوم کی شادی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید اور ایک

صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جن کے فرزند عون و محمد کربلا میں شہید ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ کی وفات ہوئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۳۶۱ وغیرہ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۰)

۱۶۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ یہ بہت شیردل اور بہادر خاتون تھیں۔ جنگ خندق کے موقع پر تمام مجاہدین اسلام کفار کے مقابلہ میں صف بندی کر کے کھڑے تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں بچوں کو ایک پرانے قلعہ میں جمع کر دیا تھا۔ اچانک ایک یہودی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار پھاندتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا۔ اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اکیلی اس یہودی پر جھپٹ کر پہنچیں اور خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ تلوار لئے ہوئے چکر اکر گر اور مر گیا، پھر اسی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کیلئے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے۔ اسی طرح جنگ احد میں جب مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا۔ یہ اکیلی کفار پر نیزہ چلاتی رہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی ماں اور میری پھوپھی کی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے زغے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں۔ اسی طرح جب جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور کافروں نے ان کے کان ناک کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکم چاک کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع کر دیا کہ میری پھوپھی حضرت صفیہ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائے گی، مگر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دُعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں۔ ۲۰ ہجری میں تہتر (۷۳) برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

۱۷. ایک انصاریہ عورت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مدینہ منورہ کی ایک عورت جو انصار کے قبیلہ کی تھیں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں شہید ہو گئے تو یہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور میدان جنگ میں پہنچ گئیں وہاں لوگوں نے ان کو بتایا کہ اے عورت! تیرے باپ اور بھائی اور شوہر تینوں جنگ میں شہید ہو گئے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ زخمی ہو گئے ہیں مگر الحمد للہ کہ زندہ سلامت ہیں تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ،

تسلی ہے پناہ بے کساں زندہ سلامت ہے کوئی پرواہ نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے
اللہ اکبر! اس شیر دل اور بہادر عورت کا کیا کہنا؟ باپ اور شوہر اور بھائی تینوں کے قتل ہو جانے سے صدمات کے تین پہاڑ دل پر گر پڑتے ہیں مگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نشہ میں اس کی مستی کا یہ عالم ہے کہ زبان حال سے یہ نعرہ اس کی زبان پر جاری ہے کہ،
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

(طبری صفحہ ۱۴۲۵)

۱۸. حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ جنگ احد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمار اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں کود پڑیں اور جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں یہاں تک کہ جب ابن قیمہ ملعون نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار چلا دی تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا۔ چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا پھر خود بڑھ کر ابن قیمہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس لئے بچ گیا اس جنگ میں بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر و گردن پر تیرہ زخم لگے تھے۔ حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگ احد میں زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ ام عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا اٹھا کر زخم کو باندھ دیا اور کہا کہ بیٹا اٹھو کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر سامنے آ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام عمارہ دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے یہ سنتے ہی حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھرپور وار مارا کہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا۔ بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے ام عمارہ تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا

فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف عطا فرمائے اس وقت آپ نے ان کیلئے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کیلئے اس طرح دعا فرمائی کہ،

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِيْ فِي الْجَنَّةِ

یا اللہ ان سب کو جن میں میرا رفیق بنادے۔

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندگی بھر اعلانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آ جائے تو مجھ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

تبصرہ: حضرت بی بی صفیہ اور انصاریہ عورت اور حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تینوں واقعات کو پڑھ کر غور کرو کہ مادر اسلام کی آغوش میں کیسی کیسی شیر دل اور بہادر عورتوں نے جنم لیا ان بہادر خواتین اسلام کے کارناموں کو گردش لیل و نہار قیامت تک کبھی نہیں مٹا سکتی ان کے سینوں میں پتھر کی چٹانوں سے زیادہ مضبوط دل تھا۔ جس میں اسلام کی حرارت کا جوش اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی مستی بھری ہوئی تھی کہ کفار کے لشکروں کا بادل انکی نظروں میں مکھیوں اور مچھروں کا جھنڈ نظر آتا تھا اور ان کے دلوں میں صبر و استقامت کا ایسا سمندر لہریں مار رہا تھا کہ اس کے طوفان میں بڑی بڑی مصیبتوں کے پہاڑ پاش پاش ہو جایا کرتے تھے مگر افسوس آج کل کی مسلمان عورتوں کے دلوں میں محبت رسول کی مستی جہاد کا نشہ سب کچھ غارت ہو گیا اور دنیا کی محبت اور زندگی کی ہوس نے بدن کے روٹگئے روٹگئے میں خوف و ہراس اور بزدلی کی ایسی آندھی چلا دی ہے کہ کفر کے مقابلہ میں ہر مسلمان عورت رونے اور گڑ گڑانے کے سوا کچھ کر ہی نہیں سکتی۔ اے مسلمان عورتو! تم اپنی جانباز اور سرفروش جہاد کرنے والی عورتوں کے جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی سے سبق سیکھو۔ تم بھی مسلمان عورت ہو اگر کفار کا مقابلہ ہو تو اپنی جان پر کھیل کر اور سر ہٹیلی پر رکھ کر کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت پی لو اور جنت الفردوس میں پہنچ جاؤ۔ خبردار کفار کے آگے روتے گڑ گڑاتے ہوئے رحم کی بھیک مانگتے ہوئے بزدلی کی موت ہرگز نہ مرو اور یاد رکھو کہ وقت سے پہلے ہرگز موت نہیں آ سکتی لہذا ڈر خوف اور ہراس و بزدلی سے موت ٹل نہیں سکتی۔ اس لئے بہادر بنو، شیر دل بنو اور بی بی صفیہ اور بی بی ام عمارہ اور بی بی انصاریہ رضی اللہ عنہا کی مجاہدانہ سرفروشیوں کا کردار پیش کرو۔

۱۹۔ حضرت بی بی اسمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کے کافروں نے بہت ستایا۔ ایک مرتبہ ابو جہل نے نیزہ تان کر ان کو دھمکا کر کہا کہ تو کلمہ نہ پڑھ ورنہ میں تجھے یہ نیزہ مار دوں گا حضرت بی بی اسمیہ رضی اللہ عنہا نے سینہ تان کر زور زور سے

کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابو جہل نے غصہ میں بھر کر ان کی ناف کے نیچے اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور شہید ہو گئیں۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۶۳)

تبصرہ یہ ایک جاں باز مسلمان عورت کا پہلا خون تھا۔ جس سے خدا کی زمین رنگین ہو گئی۔ مگر اس خون کی گرمی نے ہزاروں مسلمان مردوں اور عورتوں میں جوش جہاد کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ بدر و احد اور حنین کا میدان کفار کا قبرستان بن گیا اور مکہ و خیبر میں کفر و شرک کے جنگلات کٹ گئے اور ہر طرف اسلام کا باغ پھلنے پھولنے لگا۔

۲۰۔ حضرت بی بی لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ایک لونڈی تھیں۔ ابتداء اسلام ہی سے اسلام کی حقانیت کا نور ان کے دل میں چمک اٹھا اور یہ اسلام کے دامن میں آ گئیں کفار مکہ نے ان کو ایسی ایسی دردناک تکلیفیں دیں کہ اگر پہاڑ بھی ان کی جگہ ہوتا تو شاید لرز جاتا مگر اس پیکر ایمان کے قدم نہیں ڈگمگائے خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک دامن اسلام میں نہیں آئے تھے اس لونڈی کو اتنا مارا کرتے تھے کہ مارتے مارتے خود تھک جاتے تھے۔ مگر حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا اُف نہیں کرتی تھیں بلکہ نہایت ہی جرات و استقلال کے ساتھ کہتی تھیں کہ اے عمر تم جتنا چاہو مجھ غریب کو مار لو کہ اگر خدا کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو خدا ضرور تم سے انتقام لے گا۔ (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

تبصرہ حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس ایمانی تقریر کی جہانگیری تو دیکھو کہ ابھی حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زخم نہیں بھرے تھے کہ اسلام کی حقانیت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح دیوبچ لیا کہ وہ بے اختیار دامن اسلام میں آ گئے اور زندگی بھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہے اور حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا جیسی غریب و مظلوم لونڈیوں کے سامنے شرم سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے اور ان کمزوروں اور غریبوں سے معافی مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جن کو یہ گرم گرم جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر روزی پتھر رکھا کرتے تھے اور دیکھ کر حقارت سے ٹھوکر مار کر گزرتے تھے۔ تھوڑے دن نہیں گزرے کہ امیر المؤمنین ہوتے ہوئے اپنے تخت شاہی پر بیٹھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ سیدنا و مولنا بلال یعنی بلال تو ہمارا سردار ہے۔ بلال تو ہمارے آقا ہیں اور بلال کی صورت کو کمال ادب اور محبت کے ساتھ دیکھ کر زبان حال سے بھرے مجھوں میں یہ کہا کرتے تھے۔

بدرا چھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے چشم مینا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے

۲۱۔ حضرت بی بی فہدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی لونڈی تھیں مگر اسلام لانے پر کافروں نے ان کے ساتھ کیسے کیسے ظالمانہ سلوک کئے اس کی تصویر کھینچنے سے قلم کا سیدہ شق ہو جاتا ہے اور ہاتھ کاٹنے لگتے ہیں لیکن اللہ والی بڑی بڑی مار دھاڑ کو برداشت کرتی رہی اور مصیبتیں جھیلی رہی مگر اسلام سے بال بھر بھی اس کے قدم کبھی بھی نہیں ڈگمگائے یہاں تک کہ وہ دن آ گیا کہ اسلام کو ڈھانے والے خود اسلام کے معمار بن گئے اور اسلام کے خون

کے پیاسے اپنے خون سے اسلام کے باغ کو پینچ پینچ کر سرخرو بننے لگے۔ (زرقانی و سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۱۹)

۲۲۔ حضرت بی بی ام عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح یہ بھی لونڈی تھیں اور ان کو بھی کافروں نے بہت ستایا، بے حد ظلم و ستم کیا لوہا گرم کر کے ان کے بدن کے نازک حصوں پر داغ لگایا کرتے تھے۔ کبھی پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیا کرتے تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ مار پیٹ کا تو پوچھنا ہی کیا وہ تو ان کافروں کا روزانہ ہی کا محبوب مشغلہ تھا۔ آخر پیارے رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار صدیق جاثرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خزانہ خالی کر کے ان مظلوموں کو خرید خرید کر آزاد کروا دیا تو ان مصیبت کے ماروں کو کچھ

آرام ملا۔ (زرقانی و سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۱۹)

۲۳۔ حضرت زنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کی ایک لونڈی تھیں انہوں نے بھی جب کلمہ پڑھا تو سارا گھرانہ کی جان کا دشمن ہو گیا اور ان کو کافروں نے اتنا مارا کہ ان کی آنکھوں کی پینائی جاتی رہی، تو کافران کو یہ طعنہ دینے لگے کہ تو نے ہمارے دیوتاؤں کو چھوڑ دیا تو تیری آنکھیں پھوٹ گئیں۔ اب کہاں ہے تیرا ایک خدا تو کیوں نہیں اس کو بلاتی کہ وہ تیری آنکھوں کو روشن کر دے۔ یہ طعنہ سن کر وہ نہایت جرات کے ساتھ کہا کرتی تھیں کہ میں جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہوں یقیناً وہ خدا کے سچے رسول ہیں اور میرا ایک خدا اگر چاہے گا تو ضرور میری آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور تمہارے سیکٹروں دیوتا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کا یہ طعنہ سنا تو فرمایا کہ اے زنیہ! تو صبر کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمادی تو ان کی آنکھوں میں ایک دم روشنی آ گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کفار کہنے لگے کہ یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو ہے۔ وہ رسول نہیں ہے بلکہ وہ تو عرب کے سب سے بڑے جادوگر ہیں (معاذ اللہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ (زرقانی جلد ۱

صفحہ ۲۷۰ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۴۹)

تبصرہ اے مسلمان ماں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ حضرت لبینہ و حضرت نہدیہ و حضرت ام عیسیٰ و حضرت زنیہ وغیرہ رضی اللہ عنہن کی جان سوز و دل دوز حکایتوں کو بغور اور بار بار پڑھو اور سوچو کہ اللہ والیوں نے اسلام کیلئے کیسی کیسی مصیبتیں اٹھائیں مگر ایک سیکنڈ کیلئے اسلام سے ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ ایک تم ہو کہ ذرا کوئی تکلیف پہنچی تو تم گھبرا کر اپنے ہوش حواس کھو بیٹھتی ہو اور خدا اور رسول کی شان میں ناشکری کے الفاظ بولنے لگتی ہو خدا کیلئے اے مسلمان مردو اور اے مسلمان عورتو تم ان اللہ کی مقدس بندیوں کا کردار پیش کرو کہ ایمان و اسلام پر اتنی مضبوطی کے ساتھ قائم رہو کہ تمہیں دیکھ کر کافروں کی دنیا پکا راٹھے کہ،

بنائے آسمان بھی اس ستم پر ڈگمگائے گی مگر مومن کے قدموں میں کبھی لغزش نہ آئے گی

یہ وہ مقدس اور خوش نصیب عورت ہیں کہ انہوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح ہو جانے کے بعد طائف کے شہر پر جہاد فرمایا اس وقت حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر اور بیٹے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے اپنی چادر مبارک کو زمین پر بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور انعام و اکرام سے بھی نوازا اور یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۱۸۱۲)

حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے اندر ہے۔

تبصرہ ۱۹۵۹ء میں جب میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا اور جنت البقیع کے مزارات مقدسہ کی زیارتوں کیلئے گیا تو دیکھ کر قلب و دماغ پر رنج و غم اور صدمات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ ظالم نجدی وہابیوں نے تمام مزارات کو توڑ پھوڑ کر اور قبروں کو گرا کر پھینک دیا ہے صرف ٹوٹی پھوٹی قبروں پر چند پتھروں کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اور صفائی ستھرائی کا بھی کوئی اہتمام نہیں ہے۔ بہر حال سب مقدس قبروں کی زیارت کرتے ہوئے جب میں بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور کے سامنے کھڑا ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جنت البقیع کی کسی قبر پر میں نے کوئی گھاس اور سبزہ نہیں دیکھا۔ لیکن حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کو دیکھا کہ بہت ہی ہری اور شاداب گھاسوں سے پوری قبر چھپی ہوئی ہے۔ میں حیرت سے دیر تک اس منظر کو دیکھتا رہا۔ آخر میں نے اپنے گجراتی ساتھیوں سے کہا کہ لوگو بتاؤ تم لوگوں نے جنت البقیع کی کسی قبر پر بھی گھاس جی ہوئی دیکھی؟ لوگوں نے کہا کہ ”جی نہیں“ میں نے کہا بی حلیمہ کی قبر کو دیکھو کہ کیسی ہری ہری گھاس سے یہ قبر سرسبز و شاداب ہو رہی ہے لوگوں نے کہا کہ ”جی ہاں بے شک“ پھر میں نے کہا کہ اس کی کوئی وجہ تم لوگوں کی سمجھ میں آ رہی ہے؟ انہوں نے کہا، جی نہیں! آپ ہی بتائیے۔ تو میں نے کہہ دیا کہ اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دودھ پلا پلا کر سیراب کیا تھا تو رب العالمین نے اپنی رحمت کے پانیوں سے ہری ہری گھاس اُگا کر ان کی قبر کو سرسبز و شاداب کر دیا ہے۔ میری یہ تقریر سن کر تمام حاضرین پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سب لوگ چیخ مار مار کر رونے لگے اور میں خود بھی روتے روتے نڈھال ہو گیا۔ پھر میرے محبت مخلص سیٹھ الحاج عثمان غنی چھپیہ رنگ والے احمد آبادی نے عطر کی ایک بڑی سی شیشی جس میں سے دو دو تین تین قطرے ہر قبر پر عطر ڈالتے تھے۔ ایک دم انہوں نے پوری شیشی حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر انڈیل دی اور روتے ہوئے کہا کہ اے دادی حلیمہ خدا کی قسم اگر آپ کی قبر مبارک احمد آباد میں ہوتی تو میں آپ کی قبر مبارک کو عطر سے دھو دیتا پھر بڑی دیر کے بعد ہمارے دلوں کو سکون ہوا۔ اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لگ بھگ پچاس آدمی میرے پیچھے کھڑے تھے اور سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

یا اللہ! پھر دوبارہ یہ موقع نصیب فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

۲۵۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں آپ کی خاطر داری و خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں کپڑے دھوتی تھیں۔ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت بی بی ام ایمن رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے بعد کافی دنوں تک مدینہ منورہ میں زندہ رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی اپنی خلافتوں کے دوران حضرت بی بی ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت و ملاقات کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۷۹۳)

تبصرہ ماں بہنو! غور کرو کہ امیر المومنین ہوتے ہوئے اپنی جلالت شان کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بڑھیا عورت کی زیارت کیلئے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام سے یہ تعلق تھا کہ انہوں نے بچپن میں آپ کی خاطر داری اور خدمت گزاری کا شرف پایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ جن جن ہستیوں کو بلکہ جن جن چیزوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رہا ہو ان سے محبت و عقیدت اور ان کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب و احترام یہ ایمان کا نشان اور ہر مسلمان کی ایمانی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۲۶۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام مالک تھا۔ بیوہ ہو جانے کے بعد ان کا نکاح حضرت ابوطحہ صحابی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ یہ رشتہ میں ایک طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہوتی تھیں۔ ان کے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک بچہ بیمار تھا۔ جب حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ صبح کو اپنے کام کیلئے باہر جانے لگے تو اس بچے کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا۔ ابھی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کر سکیں گے۔ اس لئے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک

الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھادیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کیا حال ہے؟ تو بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ سانس کا کچھاؤ تھم گیا ہے۔ پھر فوراً ہی کھانا سامنے آ گیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی۔ جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی ام سلیم نے کہا اے میرے پیارے شوہر مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہئے۔ شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میرے سر تاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ مر گیا۔ یہ سن کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا۔ تو بی بی نے کہا کہ جی ہاں! ”تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کچھاؤ تھم گیا ہے۔ بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والے کہاں سانس لیتے ہیں؟ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے پیٹ بھر کر کھانا بھی کھایا اور صحبت بھی کی بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج و غم میں ڈوب جاتے، نہ کھانا کھاتے اور نہ آرام کرتے۔ اس لئے میں نے اس خبر کو چھپایا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صبح کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز فجر کیلئے گئے اور رات کا پورا ماجرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا۔ آپ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کیلئے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے۔ اس دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی ام سلیم کا حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا اور ان عبد اللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علما پیدا ہوئے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۴ و حاشیہ وغیرہ)

تبصرہ

مسلمان ماؤں اور بہنو! حضرت بی بی سلیم رضی اللہ عنہا سے صبر کرنا سیکھو اور شوہر کو آرام پہنچانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی اس واقعہ سے ذہن نشین کرو اور دیکھو کہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کیسی اچھی مثال دے کر شوہر کو تسلی دی۔ اگر ہر آدمی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے اور دیکھو کہ صبر کا پھل خداوند کریم نے کتنی جلدی حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیا کہ حضرت عبد اللہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیدا ہو گئے اور پھر ان کا گھر عالموں سے بھر گیا۔

۲۷۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے اوپر پڑھا ہے۔ ان کے مکان پر بھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مسکرانے کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی اپنی امت کے کچھ مجاہدین کو خواب میں دیکھا کہ وہ سمندر میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھے ہوئے جہاد کیلئے جا رہے ہیں، جس طرح بادشاہ لوگ اپنے اپنے تخت پر بیٹھا کرتے ہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مجاہدین میں شامل فرمائے پھر آپ سو گئے اور دوبارہ پھر اسی طرح ہنستے ہوئے اُٹھے اور یہی خواب بیان فرمایا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ دُعا فرمائیے کہ میں ان مجاہدین میں شامل رہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلے مجاہدین کی صف میں رہو گی، چنانچہ جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں بحری بیڑہ تیار ہوا اور مجاہدین کشتیوں میں سوار ہونے لگے تو حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان مجاہدین کی جماعت میں شامل ہو کر جہاد کیلئے روانہ ہو گئیں۔ سمندر سے پار ہو جانے کے بعد یہ اونٹ پر سوار ہونے لگیں تو اونٹ پر سے گر پڑیں اور اونٹ کے پاؤں سے کچل کر ان کی روح پرواز کر گئی۔ اس طرح یہ شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئیں۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۳ غزوة الحجر)

تبصرہ۔ مسلمان بیبیو! حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ سے جہاد کا شوق اور اسلام پر قربان ہو جانے کا جذبہ سیکھو۔ ان دونوں بوڑھے میاں بیوی کو بڑھاپے کے باوجود جہاد کا کس قدر شوق تھا؟ اور شہادت کی کتنی زیادہ تمنا تھی۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

۲۸۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسلام کے شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے مگر یہ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ڈر سے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو غصہ میں آگ بگولا ہو کر بہن کے گھر پہنچے کواڑ بند تھے مگر اندر سے قرآن مجید پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سُن کر سب گھر والے ادھر ادھر چھپ گئے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چلا کر بولے۔ اے اپنی جان کی دشمن! تو نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور ان کی داڑھی پکڑ کر زمین پر پچھاڑ دیا اور مارنے لگے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو بچانے کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پکڑنے لگیں تو ان کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا طمانچہ مارا کہ کان کے جھومر

ٹوٹ کر گر پڑے اور چہرہ خون سے رنگین ہو گیا۔ بہن نے نہایت جرأت کے ساتھ صاف صاف کہہ دیا کہ عمر سن لو! تم سے جو ہو سکے کر لو مگر اب ہم اسلام سے ہرگز ہرگز نہیں پھر سکتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہن کا جولوہاں چہرہ دیکھا اور ان کا جوش و جذبات میں بھرا ہوا جملہ سنا تو ایک دم ان کا دل نرم پڑ گیا۔ تھوڑی دیر چپ کھڑے رہے پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے قرآن شریف کے ورقوں کو سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورہ حدید کی چند آیتوں کو بغور پڑھا تو کاچنے لگے اور قرآن مجید کی حقانیت کی تاثیر سے دل بے قابو ہو کر تھرا گیا جب اس آیت پر پہنچے کہ ”یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، بدن کی بوٹی بوٹی کانپ اٹھی اور زور زور سے پڑھنے لگے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پھر ایک دم اٹھے اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے چمٹ گئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں کو خوف و ہراس سے کچھ سکون ملا اور حرم کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ ورنہ لوگ پہلے گھروں میں چھپ چھپ کر نماز و قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۷۲)

تبصرہ اے اسلامی بہنو! حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا سے جوش اور اسلامی جرأت کا سبق سیکھو۔

۱۹. حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر بے حد مہربان تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دین و دنیا کی بڑی بڑی بشارتیں دی تھیں۔ یہ ہجرت کیلئے بے قرار تھیں مگر یہ ہجرت کا سامان نہ ہونے سے لاچار تھیں، چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ہجرت کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتی ہیں، تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ باب اذا اسلم الصبی)

۳۰. حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ انصاریہ صحابیہ ہیں اور جنگ بدر میں ابو جہل کو قتل کرنے والے صحابی حضرت معوذ بن عفرہ کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے بیعت الرضوان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر بڑا خاص کرم تھا۔ ان کی شادی کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور کا ایک خوشہ نذر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرما کر کچھ سونا چاندی ان کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اس کے زیور بنالو۔ امام واقدی نے ان کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت اسماء بنت محرمہ مدینہ منورہ میں عطر بیچ

رہی تھی وہ عطر لے کر حضرت ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ تم اس شخص کی بیٹی ہو جس نے اپنے سردار یعنی ابو جہل کو قتل کر دیا؟ تو انہوں نے تڑپ کر جواب دیا کہ میں اس شخص کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام یعنی ابو جہل کو قتل کر دیا۔ یہ جواب سن کر عطر بیچنے والی عورت جھلا گئی اور کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تمہارے ہاتھ اپنا عطر بیچوں تو حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے بھی جوش میں آ کر یہ کہہ دیا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تیرا عطر خریدوں تیرے عطر سے تو بد بودار میں نے کسی کا عطر نہیں پایا۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کا عطر بد بودار نہیں تھا، مگر میں نے اس کو جلانے کیلئے اس کے عطر کو بد بودار کہہ دیا تھا کیونکہ وہ ابو جہل کی مداح تھی۔ (استیعاب جلف ۴ صفحہ ۱۸۳)

تبصرہ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی جرأت دیکھو کہ ابو جہل کو سردار کہنے والی عورت کو اس کے منہ پر کیسا دندان شکم جواب دیا کہ اس کا منہ بند ہو گیا اور وہ لا جواب ہو گئی اور بلاشبہ جو کچھ کہا وہ حق ہی کہا۔ ابو جہل ہر گز ہرگز مسلمانوں کا سردار نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ مسلمانوں کا غلام بلکہ غلام سے بھی ہزاروں درجے بدتر اور کمتر ہے۔

مسلمان بیبیو ! کاش تم بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے ایسی ہی عداوت اور نفرت رکھو تا کہ تم سنت صحابہ پر عمل کر کے ثواب دارین کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ۔

۳۱۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مدینہ منورہ کی ایک انصاریہ عورت ہیں۔ بڑی بہادر اور اسلام پر جان دینے والی صحابیہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ منورہ کی عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کر رہے تھے کہ ایک بہت ہی عمدہ چادر بچ گئی تو آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ چادر کس کو دوں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ چادر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دے دیجئے جو آپ کی بیوی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ہر گز ہر گز نہیں یہ چادر بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو نہیں دوں گا بلکہ میری نظر میں اس چادر کی حق دار بی بی ام سلیط رضی اللہ عنہا ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جنگ احد کے دن یہ اور ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں اپنے کندھوں پر مشک بھر کر لاتی تھیں اور مجاہدین اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور پھر بی بی ام سلیط رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب عورتوں میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکی ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر وہ چادر حضرت بی بی ام سلیط رضی اللہ عنہا کو عطا فرمادی۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۳ باب

حمل النساء القرب)

۳۲۔ حضرت حولاء بنت قویت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ خاندان قریش کی ایک باوقار عورت ہیں۔ شرف صحابیت پایا اور ہجرت کی فضیلت بھی ان کو ملی۔ یہ بہت ہی عبادت گزار صحابیہ ہیں چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ یہ رات بھر جاگ کر عبادت کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن لو! اللہ تعالیٰ نہیں اُکتائے گا بلکہ تم لوگ اُکتا جاؤ گے۔ اس لئے تم لوگ اتنے ہی اعمال کرو جتنے اعمال کی تم طاقت رکھتے ہو اپنی طاقت سے زیادہ کوئی عمل مت کیا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حولاء بنت قویت رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکان کے اندر جانے کی اجازت عطا فرمائی اور جب یہ گھر میں آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بہت خصوصی توجہ فرمائی اور ان کی مزاج پر سی فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ دیکھ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان پر اس قدر زیادہ توجہ فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں بھی ہمارے گھر بہت زیادہ آیا جایا کرتی تھیں اور پرانے ملاقاتیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ ایمان کی خصلت ہے۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۸۱۵)

تبصرہ اے مسلمان بہنو! حضرت حولاء بنت قویت رضی اللہ عنہا کی عبادت اور اپنی مرحومہ بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے برتاؤ سے سبق سیکھو! اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین

۳۳۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی صحابیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے والی عورت ہیں۔ مکہ مکرمہ میں جب کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا چنانچہ جب لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف سفر کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حبشہ کے مہاجرین مدینہ منورہ چلے آئے۔ جب حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صاحبہ الجہرتین (دو ہجرتوں والی) کے لقب سے سرفراز فرمایا اور اجر عظیم کی بشارت دی۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۸۴۷ اکمال فی اسماء الرجال ۵۸۷ بخاری شریف)

۳۴۔ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں۔ ان کی شکل و صورت اور ان کی بہترین عادتوں اور خصلتوں کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں اگر کسی کو حور دیکھنے کی خواہش ہو تو وہ ام رومان رضی اللہ عنہا کو دیکھ لے کہ وہ جمال و صورت اور حسن سیرت میں بالکل جنت کی حور جیسی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بڑا خاص کرم فرمایا کرتے تھے۔ ۶ ہجری میں جب حضرت ام رومان کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور اپنے دست مبارک سے ان کو سپرد خاک فرمایا اور ان کی مغفرت کیلئے دُعا کرتے ہوئے فرمایا کہ یا اللہ تعالیٰ! ام رومان نے تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو بہترین معاملہ کیا ہے وہ تجھ پر پوشیدہ نہیں لہذا تو انکی مغفرت فرما۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳۶)

قبصرہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی بدولت حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو کتنی عظیم سعادت اور کتنی بڑی فضیلت ہو گئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کو قبر میں اتارا اور بہترین انداز سے ان کی مغفرت کیلئے دُعا فرمائی۔ یقیناً یہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی خوش نصیبی ہے اور اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خداوند کریم کی عبادت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت سے دین و دنیا کی کتنی بڑی بڑی نعمتیں اور دولتیں ملتی ہیں۔ خداوند قدوس تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی عبادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

۳۵۔ حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے دروازے کے باہر سے کھڑے ہو کر مکان میں آنے کی اجازت طلب کی، ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز سے ملتی چلتی تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد آ گئی اور آپ نے جلدی سے اُٹھ کر دروازہ کھولا اور خوش ہو کر فرمایا کہ یا اللہ یہ تو ہالہ آ گئیں۔ (بخاری

شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۳۷)

۳۶۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بہت ہی جانثار صحابیہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ لڑائیوں میں گئیں یہ مجاہدین کو پانی پلایا کرتی تھیں اور زخمیوں کا علاج اور ان کی تیمارداری کیا کرتی تھیں اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی عاشقانہ محبت تھی کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتی تھیں تو ہر مرتبہ یہ ضرور کہا کرتی تھیں کہ ”میرے باپ آپ پر قربان“۔ (بخاری شریف و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۴)

تبصرہ مسلمان پیو! تم ان اللہ و رسول والی عورتوں کی ان حکایتوں سے سبق سیکھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح عشق و محبت رکھو کہ محبت رسول ایمان کا نشان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو یہ کرامت نصیب فرمائے۔

آمین!

۳۷۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور حنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے شکم سے پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے یہاں کچھ دنوں تک اولاد نہیں ہوئی تو یہودیوں کو بڑی خوشی ہوئی بلکہ یہودیوں نے یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں نے ایسا جادو کر دیا ہے کہ کسی مہاجر کے گھر میں بچہ پیدا ہی نہ ہوگا۔ اس فضاء میں سب سے پہلے جو بچہ مہاجرین کے یہاں پیدا ہوا وہ یہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ پیدا ہوتے ہی حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے فرزند کو بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس گود میں لے کر کھجور منگوائی اور خود چبا کر کھجور کو اس بچے کے منہ میں ڈال دیا اور عبداللہ نام رکھا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ یہ اس بچے کی خوش نصیبی ہے کہ سب سے پہلی غذا جو ان کے شکم میں گئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب و بہن تھا، چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اپنے بچے کے اس شرف پر بڑا ناز تھا۔ ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رشتہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد ہیں، مہاجرین میں بہت ہی غریب تھے۔ حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا جب ان کے گھر میں آئیں تو گھر میں نہ کوئی لونڈی تھی نہ کوئی غلام، گھر کا سارا کام کاج یہی کیا کرتی تھیں بلکہ اونٹ کی خوراک کیلئے کھجوروں کی گٹھلیاں بھی باغوں سے چن کر اور سر پر گٹھری لاد کر لایا کرتی تھیں۔ ان کی یہ مشقت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک غلام عطا فرما دیا تو ان کے کاموں کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک غلام دے کر گویا میرے والد نے مجھے آزاد کر

دیا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۸۶)

یہ محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ بہادر اور دل گردہ والی عورت تھیں۔ ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توشہ سفر ایک تھیلے کا منہ باندھنے کیلئے کچھ نہ ملا تو حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے فوراً اپنی کمر کے ٹپکے کو

پھاڑ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا۔ اسی دن ان کو ذات الطاقین (دو ٹپکے والی) کا معزز لقب ملا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۵۵ وغیرہ)

۶۳ ہجری میں واقعہ کربلا کے بعد جب یزید کی فوجوں نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان ظالموں کا مقابلہ کیا اور یزیدی لشکر کو کتوں اور چوہوں کی طرح دوڑا دوڑا کر مارا۔ اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ میں موجود رہ کر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ہمت بڑھائی اور ان کی فتح و نصرت کیلئے دعائیں مانگتی رہیں اور جب عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس ظالم کی فوجوں کا بھی مقابلہ کیا تو اس خون ریز جنگ کے وقت بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں اپنے فرزند کا حوصلہ بڑھاتی رہیں، یہاں تک کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے حجاج بن یوسف نے ان کی مقدس لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور اس ظالم نے مجبور کر دیا کہ حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا چل کر اپنے بیٹے کی لاش کو سولی پر لٹکی ہوئی دیکھیں تو آپ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس تشریف لے گئیں جب لاش کو سولی پر دیکھا تو نہ روئیں نہ بلبلائیں بلکہ نہایت جرأت کے ساتھ فرمایا کہ سب سوار تو گھوڑوں سے اتر گئے لیکن اب تک یہ سوار گھوڑے سے نہیں اتر پھر فرمایا کہ اے حجاج! ”تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کی اور اس نے تیرے دین کو برباد کر دیا“۔ اس واقعہ کے بعد بھی چند دنوں تک حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زندہ رہیں۔ مکہ مکرمہ کے قبرستان میں دونوں ماں بیٹے کی مقدس قبریں ایک دوسرے کے برابر بنی ہوئی ہیں۔ جن کو نجدیوں نے توڑ پھوڑ ڈالا ہے، مگر ابھی نشان باقی ہے اور ۱۹۵۹ء میں ان دونوں مزاروں کی زیارت میں نے کی ہے رضی اللہ عنہما۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۷۸۱ وغیرہ)

تبصرہ

اسلامی بہنو! حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کی غریبی، اپنے شوہر کی خدمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت پھر ان کی بہادری اور جرأت و استقلال کے ان واقعات کو بار بار پڑھو اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو اور یہ بھی سن لو کہ پہلے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر بہت غریب تھے مگر بہت ہی بڑے مجاہد تھے۔ زیادہ مال غنیمت میں حصہ پایا یہاں تک کہ بہت مالدار ہو گئے اور پھر ان کے مالوں میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ شاید ہی کسی صحابی کے مال میں اتنی خیر و برکت ہوئی ہوگی۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۴۹)

یہ ان کی نیک نیتی اور اسلام کی خدمتوں اور عبادتوں کی برکتوں کے بیٹھے بیٹھے پھل تھے، جو ان کو دنیا کی زندگی میں ملے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان اللہ والیوں کیلئے جو نعمتوں کے خزانے تیار فرمائے ہیں ان کو تو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کے خیال میں

آ سکتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کی بندو! ہمت کرو! اور کوشش کرو! اور نیک بندویوں کے طریقوں پر چلنے کا پختہ ارادہ کرلو! ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ جل شانہ کی امداد و نصرت تمہارا بازو تھام لے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا بیڑہ پار ہو جائے گا بس شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ یہ عزم کر لو کہ ہم ان اللہ والی مقدس بیبیوں کے نقش قدم پر اپنی زندگی کی آخری سانس تک چلتی رہیں گی اور اسلام کے عقائد و اعمال پر پوری طرح کار بند رہ کر دوسری عورتوں کی اصلاح کیلئے بھی اپنی طاقت بھر کوشش کرتی رہیں گی۔

۳۸۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن ہیں اور ان کی کنیت حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہے قبیلہ انصار سے تعلق رکھنے والی صحابیہ ہیں۔ یہ بہت عقل مند اور ہوش گوش والی عورت تھیں۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بہت سی عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ ہم عورتیں آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ کی پیروی کا عہد کیا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ ہم عورتیں پردہ نشین بنا کر گھروں میں بٹھادی گئی ہیں اور ہم اپنے شوہر کی خواہشات پوری کرتی ہیں اور ان کے بچوں کو گود میں لئے پھرتی ہیں اور ان کے گھروں کی رکھوالی کرتی ہیں اور ان کے مالوں اور سامانوں کی حفاظت کرتی ہیں اور مرد لوگ جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجر عظیم حاصل کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان مردوں کے ثوابوں میں سے کچھ ہم عورتوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟ یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ دیکھو! اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسماء! تم سن لو اور جا کر عورتوں سے کہہ دو کہ عورتیں اگر اپنے شوہروں کی خدمت گزاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ اپنے شوہروں کی خوشنودی طلب کرتی رہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتی رہیں تو مردوں کے اعمال کے برابر ہی عورتوں کو بھی ثواب ملے گا۔ یہ سُن کر حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا مارے خوشی کے نعرہ تکبیر لگاتی ہوئی باہر نکلیں۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۷۸۷)

تبصرہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کو ثواب آخرت حاصل کرنے کا کتنا شوق اور جذبہ تھا۔ یہ تمام مسلمان عورتوں کیلئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ کاش! اس زمانے کی عورتوں میں بھی یہ شوق اور جذبہ ہوتا تو یقیناً یہ عورتیں بھی نیک بیبیوں کی فہرست میں شامل ہو جاتیں اور ثواب سے مالا مال ہو جاتیں۔

یہ بھی صحابیہ ہیں۔ جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو یہ حبشہ میں پیدا ہوئیں جب ان کے والدین حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کے باپ ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں گئے یہ اس وقت پہلے رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بہت اچھا لباس ہے، بہت اچھا کپڑا ہے۔ پھر ایک بھولدار چادر جو بہت ہی خوبصورت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار و محبت سے ان کو اوڑھادی اور یہ فرمایا کہ اس کو پرانی کر، اس کو پھاڑ، یہ بہت اچھی لگتی ہے۔ اس دعا کا مطلب یہ تھا کہ تیری عمر خوب بڑی ہوتا کہ اس کو اوڑھتے اوڑھتے پرانی کر دے اور بالکل پھٹ جائے، چنانچہ اس دعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کی عمر اس قدر لمبی ہوئی کہ انکی بڑی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے نہیں سنا کہ جتنی عمر انہوں نے پائی ہے اتنی عمر مدینہ منورہ میں کسی نے پائی ہو۔ (بخاری شریف و استیعاب جلد ۳ صفحہ ۷۹۰ وغیرہ)

تبصرہ سبحان اللہ! لمبی عمر ہو اور ساری عمر نیکیوں کے کمانے میں گزر جائے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا بڑی نیک بخت اور خوش نصیب تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کو چادر اوڑھائی اور اپنی مبارک دعاؤں سے ان کو سرفراز فرما دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ عمر لمبی ہوئی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ نیکیوں اور عبادتوں کی چھاؤں میں گزرا۔

ہینہ بھنو! تم بھی کوشش کرو کہ جتنی عمر بھی گزرے وہ نیکیوں میں گزرے۔ یہ یقیناً تجارت آخرت ہے کہ جس میں نفع کے سوا کبھی کوئی گھانا نہیں ہو سکتا۔

۴۰۔ حضرت ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ فتح مکہ کے سال ۸ ہجری میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ظہور اسلام سے پہلے ہی ان کی شادی ہبیرہ بن ابی وہب کے ساتھ ہو گئی تھی۔ ہبیرہ اپنے کفر پر اڑا رہا اور مسلمان نہیں ہوا۔ اسلئے میاں بیوی میں جدائی ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زخمی دل کو تسکین دینے کیلئے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں خود تم سے نکاح کر لوں۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں کفر کی حالت میں آپ سے محبت کرتی تھی تو بھلا اسلام کی دولت مل جانے کے بعد میں کیوں نہ آپ سے محبت کروں گی؟ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مجھے خوف ہے کہ میرے ان بچوں کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب سن کر مطمئن ہو گئے۔ (اکمال صفحہ ۶۲۳ و

استیعاب جلد ۳ صفحہ ۱۹۶۳ و حاشیہ بخاری)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی یہ دو خصوصیات بہت زیادہ باعث شرف ہیں۔ ایک یہ کہ فتح مکہ کے دن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا

نے ایک کافر کو امان اور پناہ دے دی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا فرک قتل کرنا چاہا، جب حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس کو تم نے امان دے دی اس کو ہم نے بھی امان دے دی۔ دوسری یہ کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکان پر غسل فرمایا اور کھانا نوش فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔ (جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲ و بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۴۹)

۴۱۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئیں اور چونکہ مفلسی کی وجہ سے سواری کا انتظام نہ ہو سکا، اسلئے پیدل چل کر انہوں نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا۔ پھر جب وہ جنگ ”موتہ“ میں شہید ہو گئے تو ان سے جنتی صحابی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح فرمالیا۔ پھر طلاق دے دی تو دوسرے جنتی صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا اور ان کے شکم سے ابراہیم و حمید دو فرزند پیدا ہوئے۔ پھر جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور چند مہینے زندہ رہ کر وفات پا گئیں۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ماں کی طرف سے بہن ہیں۔ (اکمال صفحہ ۶۱۸ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۵۳)

تبصرہ مسلمان بہنو! غور کرو کہ انہوں نے اسلام کی محبت میں اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر پیدل ہجرت کی اور مدینہ منورہ جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں۔ پھر یہ بھی غور کرو کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے چار شوہروں سے نکاح کیا۔ اس میں ان عورتوں کیلئے بہت بڑا سبق ہے جو دوسرا نکاح کرنے کو عیب سمجھتی ہیں اور پوری عمر بلا شوہر کے گزار دیتی ہیں۔

۴۲۔ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئیں تھیں۔ بہت ہی عقل مند اور فضل و کمال والی عورت تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت زیادہ شفقت و کرم فرماتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک مخصوص بستر بنا رکھا تھا کہ جب آپ دوپہر میں کبھی کبھی ان کے مکان پر قیلولہ فرماتے تھے تو وہ اس بستر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بچھا دیتی تھیں۔ دوسرا کوئی شخص بھی نہ اس بستر پر سو سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۶۰۰ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۶۸)

تبصرہ سبحان اللہ! ان کے قلب میں کس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور کتنا نبوت کا احترام تھا کہ جس بستر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمالیا، انہوں نے دوسرے کسی شخص کو بھی اس پر بیٹھنے نہیں دیا۔ یہ بستر حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت سلیمان بن ابی حمثہ کے پاس ایک یادگاری تبرک ہونے کی حیثیت سے محفوظ رہا مگر حاکم مدینہ مروان بن حکم اموی نے اس مقدس بچھونے کو ان سے چھین لیا اس طرح یہ تبرک لاپتہ ہو کر ضائع ہو گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو جاگیر میں ایک گھر بھی عطا فرمایا تھا جس میں یہ اپنے بیٹے سلیمان کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی بہت قدر کرتے تھے بلکہ بہت سے معاملات میں ان سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے ان کو کچھو کے ڈنگ کا زہر اُتارنے والا ایک عمل بھی یاد تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ عمل میری بیوی حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو۔ الغرض یہ بارگاہ نبوت میں مقرب تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی دولت سے مالا مال تھیں۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۶۸)

۴۳۔ حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مشہور صحابیہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ بہت سمجھدار، نہایت ہی عقل مند صحابیہ ہیں۔ علمی فضیلت کے علاوہ عبادت میں بھی بے مثل تھیں۔ اپنے شوہر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے دو سال پہلے ملک شام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ان کی وفات ہوئی۔ (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۵۹۴ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳۴)

۴۴۔ حضرت ربیع بنت نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مشہور صحابیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ بہت ہی بہادر اور بلند حوصلہ صحابیہ ہیں۔ ان کے فرزند حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بھی بہت باکمال ہوئے۔ انصاری خاندان میں قابل فخر عورت تھیں۔ جب ان کے بیٹے حارثہ شہید ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میرا بیٹا جنت مکس ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ اتنا غم کھاؤں گی کہ آپ بھی دیکھیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۳۸)

۴۵۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ ”دوس“ کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آ گئی تھیں۔ یہ بہت ہی عبادت گزار اور صاحب کرامت بھی تھیں۔ ان کی دو کرامتیں بہت مشہور ہیں، جن کو ہم نے اپنی کتاب ”کرامات صحابہ“ میں بھی لکھا ہے۔ ایک کرامت تو یہ ہے کہ یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار تھیں۔ راستہ میں ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تاکہ روزہ افطار کر لیں۔ اس دشمن اسلام نے ان کو ایک مکان میں بند کر دیا تاکہ ان کو روزہ افطار کرنے کیلئے ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے۔ جب سورج غروب ہو گیا اور ان کو روزہ افطار کرنے کی فکر ہوئی تو اندھیری بند کوٹھڑی میں اچانک کسی نے ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا ڈول ان کے سینے پر رکھ دیا اور انہوں نے روزہ افطار کر لیا۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ ان کے پاس چمڑے کا ایک کپہ تھا۔ ایک دن انہوں نے اس کپے میں پھونک مار کر اس کو دھوپ میں رکھ دیا، تو یہ کپہ گھی سے بھر گیا ہمیشہ اس کپے میں سے گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کرامت کا چرچا ہو گیا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک کا کپہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

۴۶۔ حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ایک بڑھیا اور نایاب صحابیہ ہیں، جو خدا کی راہ میں اپنا وطن چھوڑ کر اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں رہنے لگی تھیں ان کی بھی ایک کرامت عجیب و غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا ایک بیٹا جو ابھی بچہ تھا اچانک انتقال کر گیا۔ لوگوں نے اس کی لاش کو کپڑا اوڑھا دیا اور حضرت ام سائب رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ آپ کا بچہ انتقال کر گیا۔ یہ سُن کر انہوں نے آبدیدہ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح دُعا مانگی کہ ”یا اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی ہے اس لئے میرے اللہ! میں تجھ سے دُعا کرتی ہوں کہ تو میرے بچے کی موت کی مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔“

حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ام سائب رضی اللہ عنہا کی دُعا ختم ہوتے ہی ایک دم ان کا بچہ اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر اٹھ بیٹھا اور زندہ ہو گیا۔ (البدایہ و النہایہ جلد ۵ صفحہ ۱۵۴، ۲۵۹)

تبصرہ اسلامی بہنو! غور کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والیوں اور عبادت گزار عورتوں کو خداوند کریم نے کیسی کیسی کرامتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ تم بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھو اور قسم قسم کی نیکیوں اور عبادتوں میں اپنی زندگی گزار دو۔ خداوند قدوس بزرگیم و کریم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا فضل و کرم فرمادے اور تم کو بھی صاحب کرامت بنادے۔

۴۷۔ حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی بہت ہی جاں نثار صحابیہ ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشک کے منہ سے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۳ باب الشرب قائماً و استیجاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۰)

تبصرہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرات صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی والہانہ اور عاشقانہ محبت تھی کہ جس چیز کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہو جاتا تھا وہ چیز ان کی نظروں میں باعثِ تعظیم اور لائقِ احترام ہو جایا کرتی تھی کیوں نہ ہو کہ یہی ایمان کی نشانی ہے کہ مسلمان نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کرے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز کو اپنے لئے قابلِ تعظیم جانے اور اس کا ایمانی محبت کے ساتھ اعزاز و اکرام کرے۔

۴۸۔ حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ زمانہ جاہلیت میں بہت بڑی مرثیہ گو شاعرہ تھیں یہاں تک کہ ”عکاظ“ کے میلے میں انکے خیمے پر جو سائن بورڈ لگتا تھا اس پر ”ارثی العرب“ (عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو شاعرہ) لکھا ہوتا تھا۔ یہ مسلمان ہوئیں اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دربار خلافت میں بھی حاضر ہوئیں اور ان کی شاعری کا دیوان آج بھی موجود ہے اور علماء ادب کا اتفاق ہے کہ مرثیہ کے فن میں آج تک خنساء کا مثل پیدا نہیں ہوا۔ انکے مفصل حالات علامہ ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب ”کتاب الاغانی“ میں تحریر کئے ہیں یہ صحابیت کے شرف سے سرفراز ہیں اور بے مثل شعر گوئی کے ساتھ یہ بہت ہی بہادر بھی تھیں۔ محرم ۱۴ ہجری میں جنگ قادسیہ کے خوں ریز معرکہ میں یہ اپنے چار جوان بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ جب میدان جنگ میں لڑائی کی صفیں لگ گئیں اور بہادروں نے ہتھیار سنبھال لئے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ تقریر کی کہ ”میرے پیارے بیٹو! تم اپنے ملک کو دو بھر نہ تھے، نہ تم پر کوئی قحط پڑا تھا۔ باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لے آئے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ خدا کی قسم! جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو، اسی طرح ایک باپ کے بھی ہو۔ میں نے کبھی تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی، نہ تمہارے ناموں کو رسوا کیا۔ لوجاؤ! آخر تک لڑو۔“

بیٹوں نے ماں کی تقریر سن کر جوش میں بھرے ہوئے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ جب نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو خنساء رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ الہی! تو میرے بچوں کا حافظ و ناصر ہے تو ان کی مدد فرما۔

چاروں بھائیوں نے نہایت دلیری اور جاں بازی کے ساتھ جنگ کی، یہاں تک کہ چاروں اس لڑائی میں شہید ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور ان چاروں بیٹوں کی تنخواہیں ان کی ماں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو عطا فرمانے لگے۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۶)

تبصرہ خواتین اسلام! خدا کیلئے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا دل اپنے سینوں میں پیدا کرو اور اسلام پر اپنے بیٹوں کو قربان کر دینے کا سبق اس دیندار اور جاٹا عورت سے سیکھو! جس کے جوش اسلام و جذبہ جہاد کی یاد قیامت تک فراموش نہیں کی جاسکتی۔

۴۹۔ حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی ایک صحابیہ ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت ہی مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے اور ان کی زندگی ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شہادت کی بشارت دی اور ان کو شہیدہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ جنگ بدر کے موقع پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بھی اس جنگ میں چلنے کی اجازت دے دیجئے۔ میں زخیبوں کی مرہم پٹی اور ان کی تیمارداری کروں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ یقیناً تم شہیدہ ہو، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کو ان کے گھر کے اندر ایک غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا اور دونوں فرار ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج و قلق ہوا اور آپ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کرایا اور مدینہ منورہ میں ان دونوں کو پھانسی دی، حالانکہ ان دونوں سے پہلے مدینہ منورہ میں کسی کو پھانسی نہیں دی گئی۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کی خبر سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ چلو ام ورقہ شہیدہ کی ملاقات کر لیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گھر بیٹھے ان کو شہادت نصیب ہو گئی۔ (استیعاب جلد

۳ صفحہ ۱۹۶۵)

تبصرہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے شوق شہادت سے عبرت حاصل کرو

۵۰۔ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت غوثِ اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی ہیں۔ بڑی عابدہ، زاہدہ اور صاحبِ کرامات ولیہ تھیں۔ ایک مرتبہ گیلان میں بالکل بارش نہیں ہوئی اور لوگ قحط سے پریشان حال ہو کر ان کی خدمت میں دُعا کیلئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے صحن میں جھاڑو دے کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ کہا کہ:

رَبِّ اَنَا كَسْتُ قَوْشَ اَنْتَ

یعنی اے پروردگار! میں نے جھاڑو دے دیا تو چھڑکاؤ کر دے۔

اس دُعا کے بعد فوراً ہی موسلا دھار بارش ہونے لگی اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ نہال اور خوش حال ہو گئے۔ (بہجۃ الاسرار قلائد الجواہر)

تبصرہ اللہ اکبر! خدا کے نیک بندوں اور نیک بندیوں کی ولایت اور کرامت کا کیا کہنا؟ جو لوگ اولیاء سے عقیدت و محبت نہیں رکھتے وہ بہت بڑے محروم بلکہ منحوس ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے کہ ان بزرگوں سے عقیدت و محبت رکھے اور فاتحہ پڑھ کر ان کی نیاز دلا کر ان کی روحوں کو ثواب پہنچاتا رہے اور ان کو وسیلہ بنا کر خدا سے دُعا ئیں مانگتا رہے۔ اولیاء خدا کے محبوب اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے جو مسلمان اولیاء سے اُلقت و عقیدت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے خوش ہو کر اس کو اپنا پیارا بندہ بنا لیتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں اور دولتوں سے اس بندے کو مالا مال اور خوش حال بنا دیتا ہے۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو کتاب بہت موٹی ہو جائے گی۔

۵۱۔ حضرت معاذ عدویہ رضی اللہ عنہا

یہ بہت ہی عبادت گزار اور پرہیزگار اللہ تعالیٰ کی نیک بندی تھیں۔ حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں

شاگرد ہیں۔ دن رات میں چھ سو رکعات نفل پڑھا کرتی تھیں اور رات بھر نوافل اور خدا تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہ کر جاگتی تھیں۔ خدا کے خوف سے کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھتی تھیں۔ دن میں کبھی کبھی جب بہت زیادہ نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو گھنٹہ دو گھنٹہ سولیا کرتی تھیں اور اپنے نفس سے کہا کرتی تھیں کہ ابھی کیوں سوئیں؟ یہ تو عمل کا وقت ہے۔ جاگ جتنا ہو سکے اچھے اچھے عمل کر لینا چاہئیں۔ موت کے بعد جب عمل کا وقت نہیں رہے گا پھر تو قیامت تک سونا ہی ہے۔ کبھی کہا کرتی تھیں کہ میں کیوں سوؤں؟ کیا معلوم کب موت آجائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں اور خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل رہتے ہوئے میرا دم نکل جائے۔ غرض ان پر خوفِ خدا کا بہت زیادہ غلبہ تھا۔ جو ولایت کی خاص نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ دولت نصیب فرمائے۔ آمین!

(اکمال صفحہ ۶۲۰ وغیرہ)

تبصرہ اللہ تعالیٰ کی بندو! آنکھیں کھولو! اور دیکھو کہ کیسی کیسی نیک بیبیاں اس دنیا میں ہو گئیں۔ کیا تم میں بھی نیک بننے کا شوق ہے؟ ہائے افسوس! آج کل مسلمان عورتوں کی زندگی اور ان کی غفلتوں اور بد اعمالیوں کو دیکھ دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں ان گناہوں کی نحوست سے خدا کا عذاب نہ اتر پڑے، اے سینما دیکھنے والیو! کیا تمہیں اس کی بھی توفیق ہوئی کہ قرآن مجید اور دینی و ایمانی کتابیں پڑھو؟ سوچو! اور عبرت پکڑو! اور اپنی حالتوں کو بدلو! اور یہ مت بھولو کہ دنیا کی زندگی چند روزہ اور آنی فانی ہے لہذا جلد کچھ آخرت کا کام کر لو۔

۵۲۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا

یہ وہ نیک بی بی اور کرامت والی ولیہ ہیں کہ تمام دنیا میں ان کی دُھوم مچی ہوئی ہے۔ یہ دن رات اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی جہنم کا ذکر کر دیتا تو یہ مارے خوف کے بیہوش ہو جایا کرتی تھیں۔ بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا دل اس قدر روشن کر دیا تھا کہ ہزاروں میل کے واقعات کی ان کو خبر ہو جایا کرتی تھی بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتی تھیں۔ بڑے بڑے بزرگانِ دین ان کی دُعا لینے کیلئے ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے ان کی کرامتیں اور ان کے اقوال بہت زیادہ ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں۔

۵۳۔ حضرت فاطمہ نیشاپوریہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بڑی اللہ والی ہیں۔ مصر کے ایک بہت بڑے بزرگ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ اس اللہ والی نیک بی بی سے مجھے بہت زیادہ فیض ملا ہے۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ کے برابر بزرگی میں کوئی عورت میری نظر سے نہیں گزری۔ وہ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ وہ تمام گناہوں میں پڑ جاتا ہے۔ جو منہ میں آتا ہے بک ڈالتا ہے اور جو دل چاہتا ہے، کر بیٹھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتا ہے۔ وہ فضول کاموں اور گناہ کی

باتوں کے کرنے اور بولنے سے محفوظ رہتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں عمرہ کے راستہ میں ۲۲۳ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

۵۴۔ حضرت آمنہ رملیہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی بہت بلند مرتبہ اور باکرامت ولیہ ہیں۔ حضرت بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے محدث اور صاحب کرامت ولی ہیں۔ ان کی ملاقات کیلئے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بشرحانی بیمار ہو گئے تو حضرت آمنہ رملیہ رضی اللہ عنہا ان کی بیمار پرسی کیلئے گئیں۔ اتفاق سے اسی وقت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان بی بی صاحبہ سے ہمارے حق میں دُعا کروائیں۔ چنانچہ حضرت بی بی آمنہ رملیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح دُعا مانگی کہ یا اللہ! بشرحانی اور امام احمد بن حنبل کو جہنم کے عذاب سے امان دے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اسی رات کو ایک پرچہ آسمان سے ہمارے آگے گرا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا ہوا تھا کہ ہم نے بشرحانی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دوزخ کے عذاب سے امان دے دی اور ہمارے یہاں ان دونوں کیلئے اور بھی نعمتیں ہیں۔

۵۵۔ حضرت میمونہ سوداء رحمۃ اللہ علیہ

یہ پاک باطن عورت بھی اپنے زمانے کی ایک مشہور کرامت والی ولیہ ہیں۔ ان کے زمانے میں ایک بہت بلند مرتبہ باکرامت ولی حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خدا سے دُعا مانگی کہ یا اللہ! جنت میں دُنیا کی جو عورت میری بیوی بنے گی مجھے وہ عورت دُنیا ہی میں ایک مرتبہ دکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ عورت ”میمونہ سوداء“ ہے اور وہ کوفہ میں رہتی ہے۔ چنانچہ میں کوفہ گیا اور جب لوگوں سے اس کا پتہ ٹھکانا پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک دیوانی عورت ہے جو جنگل میں بکریاں چراتی ہے۔ میں اس کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا تو یہ دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ چل پھر رہے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو مجھ سے فرمایا کہ اے عبدالواحد! جاؤ ہماری تمہاری ملاقات بہشت میں ہوگی۔ مجھے سجدہ تعجب ہوا کہ ان بی بی صاحبہ کو میرا نام اور میرے آنے کا مقصد کیسے معلوم ہو گیا۔ مجھے یہ خیال آیا ہی تھا کہ انہوں نے کہا کہ اے عبدالواحد! کیا تم کو معلوم نہیں کہ روزِ ازل میں جن جن روحوں کو ایک دوسرے کی پہچان ہو گئی ہے ان میں دُنیا کے اندر اُلُفت و محبت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ بھیڑیوں اور بکریوں کو میں ایک ساتھ چرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ کیا معاملہ ہیں؟ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ جائیے اپنا کام کیجئے! مجھے نماز پڑھنے دیجئے! میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے دُرست کر لیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ دُرست کر دیا ہے۔

تبصرہ ماں بہنو! یہ مختلف زمانوں کی بچپن باکمال عورتوں کا تذکرہ ہم نے لکھ دیا ہے تاکہ مسلمان عورتیں ان اللہ والیوں کے حالات اور واقعات کو پڑھ کر عبرت اور سبق حاصل کریں اور اپنی اصلاح کر کے دونوں جہان کی اصلاح و فلاح حاصل کرنے

کاسامان کریں۔ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میں سب کو ہدایت دے اور سب کو صراطِ مستقیم پر چلا کر
خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین!!!

نیک بیبیوں کا انعام

محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں	جنت خدا سے پائیں گی سب نیک بیبیاں
حورانِ خلد آنکھیں بچھائیں گی راہ میں	جب میں جبکہ جائیں گی سب نیک بیبیاں
ہر ہر قدم پر نعرہ تکبیر و مرحبا	اعزاز ایسا پائیں گی سب نیک بیبیاں
کوثر بھی سلسبیل بھی پیتی رہیں گی یہ	جنت کے میوے کھائیں گی سب نیک بیبیاں
دیدارِ حق تعالیٰ کا ہو گا انہیں نصیب	انوار میں نہائیں گی سب نیک بیبیاں
تاروں میں جیسے چاند کو ہوتی ہے روشنی	اس طرح جگمگائیں گی سب نیک بیبیاں
جنت کے زیورات، بہشتی لباس میں	بج دھج کے مسکرائیں سب نیک بیبیاں
جنت کی نعمتوں میں مگن ہو کے وجد میں	نغماتِ شوق گائیں گی سب نیک بیبیاں
اے بیبیو! نماز پڑھو! نیکیاں کرو!	انعامِ خلد پائیں گی سب نیک بیبیاں
تم اعظمی کے پند و نصائح کو مان لو	جلوہ تمہیں دکھائیں گی سب نیک بیبیاں

(۸) متفرق ہدایات

یہ آسمان ہدایت کے چند تارے ہیں
خدا کرے تمہیں مل جائے روشنی ان سے

دستکاری اور پیشوں کا بیان

اس زمانے میں سینکڑوں تعلیم یافتہ لڑکے اور لڑکیاں ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں اور اپنا خرچ چلانے سے عاجز ہیں۔ اسی طرح بعض لاوارث غریب عورتیں خصوصاً بیوہ عورتیں جن کے کھانے پکڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ، اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر لڑکا اور ہر لڑکی کوئی نہ کوئی دستکاری اور اپنے ہاتھ کا ہنر ضرور سیکھ لے۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان خصوصاً شرفاء کہلانے والے دستکاری اور ہاتھ کے ہنر کو عیب سمجھتے ہیں بلکہ ہاتھ کے ہنر سے پیشہ کرنے والوں کو حقیر و ذلیل شمار کر کے ان پر طعنہ بازی کرتے رہتے ہیں اور پیشہ ور لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ حد ہوگئی کہ مکرو فریب کر کے رشوت خوروں کی دلائی کر کے یہاں تک کہ چوری کر کے اور بھیک مانگ کر کھانا ان بد بختوں کو گوارا ہے مگر کوئی دست کاری اور پیشہ کرنا ان کو قبول و منظور نہیں۔

عزیز بھائیو! اور پیارے بھنو! سن لو کہ دستکاری اور اپنے ہاتھوں کی کمائی اسلام میں بہترین کمائی شمار کی گئی ہے بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کو اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ کوئی کھانا کبھی اس کھانے سے اچھا اور بہتر نہ ہو جس کو آدمی اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی سے کما کر کھائے اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی کھاتے تھے یعنی لوہے کی زر ہیں بنایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الکسب جلد ۱ صفحہ ۲۴۱) اس لئے ماں بہنو! خبردار، خبردار کبھی ہرگز ہرگز کسی دستکاری اور اپنے ہاتھ کے ہنر کو حقیر و ذلیل مت سمجھو، اور اگر کوئی نادان اس کو حقیر سمجھے اور اس کا مذاق اڑائے تو ہرگز اُس کی پروا مت کرو اور ضرور کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیوں کی صفت ہے اور حلال کی کمائی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس لئے اس پر جی جان سے عمل کرو۔

بعض نبیوں کی دستکاری

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کی۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھنے اور درزی کا کام کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی کا پیشہ ہے۔ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعض مفسرین نے ان کو نبی کہا ہے وہ زمبیل یعنی ڈلیا اور ٹوکری بنایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جو معماری کا کام ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے تیر بنایا کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد بکریاں چراتے تھے اور بکریاں پال پال کر ان کو بیچا کرتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام بھی اونٹ اور بکریاں چراتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے جو لوہار کا کام ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام زمبیل بنایا کرتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دوکاندار کے ہاں کپڑا رنگتے تھے اور خود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں کے سردار نے بکریاں چرائی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ باب الاجارہ وغیرہ مختلف کتب)

اگرچہ ان مقدس پیغمبروں کا گزر بسر ان چیزوں پر نہیں تھا مگر یہ تو قرآن مجید اور احادیث شریف سے ثابت ہے کہ ان پیغمبروں نے ان کاموں کو کر لیا ہے اور ان کاموں کو عار اور عیب نہیں سمجھا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے اولیاء اور فقہاء و محدثین میں سے بعض نے کپڑا بنایا ہے، کسی نے چڑے کا کام کیا ہے، کسی نے جوتا بنانے کا پیشہ اختیار کیا ہے، کسی نے مٹھائی بنانے کا کام کیا ہے، کسی نے درزی کا کام کیا ہے۔

بعض آسان دستکاریاں

لڑکوں کیلئے بعض آسان دستکاریاں اور پیشے یہ ہیں۔ سلائی کا ہنر اور مشین سے کپڑے سینا، کپڑا بننا، سائیکلوں اور موٹروں کی مرمت کرنا، بجلی کی فٹنگ کرنا، بڑھئی کا کام، لوہار، معمار اور سنار کا کام کرنا، ٹائپ کرنا، کتابت کرنا، پریس چلانا، کپڑوں کی رنگائی چھپائی، دھلائی کرنا، کھیتی باڑی کرنا۔

لڑکیوں کیلئے آسان دستکاریاں یہ ہیں۔ سویٹر بننا، اونی اور سوتی موزے بنانا، چکن کاڑھنا، ٹوپیاں اور کپڑے سی سی کر بیچنا، سوت کا تنا، چوڑیاں بنانا، رسی بننا، چارپائی بننا، کتابوں کی جلد بنانا، اچار، چٹنی، مربے وغیرہ بنا کر بیچنا۔

لڑکے اور لڑکیاں ان ہنروں کو اگر سیکھ لیں تو وہ کبھی بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنی روزی روٹی کیلئے محتاج نہ رہیں گے۔

نہ تکلیف دو، نہ تکلیف اٹھاؤ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ،

اَلْمُسْلِمُ مِّنْ سَلَمٍ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ

یعنی مسلمان کا اسلامی نشان یہ ہے کہ تمام مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے سلامت رہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمان کو چاہئے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے اسلامی بھائیوں کیلئے بھی پسند کرے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے لئے یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو اور دکھ اٹھائے، تو فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہر شخص پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے کسی قول و فعل سے کسی کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے۔ اس لئے مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر ہر مسلمان کو خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۔ کسی کے گھر مہمان جاؤ یا بیمار پرسی کیلئے جانا ہو تو اس قدر زیادہ دنوں تک یا اتنی دیر تک نہ ٹھہرو کہ گھر والا تنگ ہو جائے اور تکلیف میں پڑ جائے۔

۲۔ اگر کسی کی ملاقات کیلئے جاؤ تو وہاں اتنی دیر تک مت بیٹھو یا اس سے اتنی زیادہ باتیں نہ کرو کہ وہ اکتا جائے یا اس کے کام میں حرج ہونے لگے کیونکہ اس سے یقیناً اس کو تکلیف ہوگی۔

۳۔ راستوں میں چارپائی یا کرسی یا کوئی دوسرا سامان برتن یا اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ روزانہ کی عادت کے مطابق بے کھٹکے تیزی کے ساتھ چلے آتے ہیں اور ان چیزوں سے ٹھوکر کھا کر الجھ کر گر پڑتے ہیں بلکہ خود ان چیزوں کو راستوں میں ڈالنے والا بھی رات کے اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گرتا ہے اور چوٹ کھا جاتا ہے۔

۴۔ کسی کے گھر جاؤ تو جہاں تک ہو سکے ہرگز ہرگز اس سے کسی چیز کی فرمائش نہ کرو بعض مرتبہ بہت ہی معمولی چیز بھی گھر میں موجود نہیں ہوتی اور وہ تمہاری فرمائش پوری نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں اس کو شرمندگی اور تکلیف ہوگی اور تم کو بھی اس سے کوفت اور تکلیف ہوگی کہ خواہ مخواہ میں نے اس سے ایک گھٹیا درجے کی چیز کی فرمائش کی اور زبان خالی گئی۔

۵۔ ہڈی یا لوہے شیشے وغیرہ کے ٹکڑوں یا خاردار شاخوں کو نہ خود راستوں میں ڈالو نہ کسی کو ڈالنے دو اور اگر کہیں راستوں میں ان چیزوں کو دیکھو تو ضرور راستوں سے ہٹا دو ورنہ راستے پر چلنے والوں کو ان چیزوں کے چٹھہ جانے سے تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ غفلت میں تم ہی کو تکلیف پہنچ جائے۔ اسی طرح کیلے اور خربوزہ وغیرہ کے چھلکوں کو راستوں پر نہ ڈالو اور نہ لوگ پھسل کر گریں گے۔

۶۔ کھانا کھاتے وقت ایسی چیزوں کا نام مت لیا کرو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو کیونکہ بعض نازک مزاج لوگوں کو اس سے بہت تکلیف ہو جایا کرتی ہے۔

- ۷۔ جب آدمی بیٹھے ہوئے ہوں تو جھاڑومت دلواد کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔
- ۸۔ تمہاری کوئی دعوت کرے تو جتنے آدمیوں کو تمہارے ساتھ اس نے بلایا ہے خبردار اس سے زیادہ آدمیوں کو لے کر اس کے گھر نہ جاؤ، شاید کھانا کم پڑ جائے، تو میزبان کو شرمندگی اور تکلیف ہوگی اور مہمان بھی بھوک سے تکلیف اٹھائیں گے۔
- ۹۔ اگر کسی مجلس میں دو آدمی پاس پاس بیٹھے باتیں کر رہے ہوں تو خبردار! تم ان دونوں کے درمیان جا کر نہ بیٹھ جاؤ کہ ایسا کرنے سے ان دونوں ساتھیوں کو تکلیف ہوگی۔
- ۱۰۔ عورت کو لازم ہے کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسرے مرد کی خوبصورتی یا اس کی کسی خوبی کا ذکر نہ کرے کیونکہ بعض شوہروں کو اس سے تکلیف ہوا کرتی ہے اسی طرح مرد کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی چال ڈھال کا تذکرہ اور تعریف نہ کرے کیونکہ بیوی کو اس سے تکلیف پہنچے گی۔
- ۱۱۔ کسی دوسرے کے خط کو کبھی ہرگز نہ پڑھا کرو۔ ممکن ہے خط میں کوئی ایسی راز کی بات ہو جس کو وہ ہر شخص سے چھپانا چاہتا ہو تو ظاہر ہے کہ تم خط پڑھ لو گے تو اس کو تکلیف ہوگی۔
- ۱۲۔ کسی سے اس طرح ہنسی مذاق نہ کرو جس سے اس کو تکلیف پہنچے اسی طرح کسی کو ایسے نام یا القاب سے نہ پکارو جس سے اس کو تکلیف پہنچتی ہو۔ قرآن مجید میں سخت ممانعت آئی ہے۔
- ۱۳۔ جس مجلس میں کسی عیبی آدمی کے عیب کا ذکر آنا ہو تو پہلے دیکھ لو کہ وہاں اس قسم کا کوئی آدمی تو نہیں ہے ورنہ اس عیب کا ذکر کرنے سے اس آدمی کو تکلیف اور ایذا پہنچے گی۔
- ۱۴۔ دیواروں پر پان کھا کر نہ تھو کو کہ اس سے مکان والے کو بھی تکلیف ہوگی اور ہر دیکھنے والے کو بھی گھن پیدا ہوگی۔
- ۱۵۔ دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں اور تم سے کچھ پوچھتے نہ ہوں تو خواہ مخواہ تم ان کو کوئی رائے مشورہ نہ دو۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے، یہ تکلیف دینے والی بات ہے۔
- بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ تم اس کوشش میں لگے رہو کہ تمہارے کسی قول یا فعل یا طریقے سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور تم خود بلا ضرورت خواہ مخواہ کسی تکلیف میں پڑو۔

آداب سفر

- ۱۔ سفر میں روانہ ہونے سے پہلے پیشاب و پاخانہ وغیرہ ضروریات سے فراغت حاصل کرو۔
- ۲۔ اکیلے سفر کرنا خصوصاً خطروں کے دور میں اچھا نہیں ایک یا دو رفقاء سفر ساتھ ہوں تاکہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں یہ مسنون طریقہ ہے۔

۳۔ سفر میں کم سے کم سامان ہو۔ یہ آرام دہ اور اچھا ہے بعض عورتوں میں یہ عیب ہے کہ وہ سفر میں بہت زیادہ سامان لا دیا کرتی ہیں۔ جس سے بہت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ خاص کر سب سے زیادہ مصیبت مردوں کو اٹھانی پڑتی ہے۔ تمام سامانوں کو سنبھالنا لانا اتارنا، مزدوری کے پیسے دینا یہ ساری بلائیں مردوں کے سروں پر نازل ہوتی ہیں۔ عورتیں تو اچھی خاصی بے فکر بیٹھی رہتی ہیں پان چباتی رہتی ہیں اور باتیں بناتی رہتی ہیں۔

۴۔ لڑاکا اور جھگڑالو آدمیوں کے ساتھ ہرگز سفر نہ کیا کرو، ہر قدم پر کوفت اور تکلیف اٹھاؤ گے۔

۵۔ سفر میں جب تم کسی کے مہمان بنو تو سب سے پہلے پیشاب پاخانہ کی جگہ معلوم کر لو۔

۶۔ سفر میں مطالعہ کیلئے کوئی کتاب، چند کارڈ، لفافے، پنسل، سادہ کاغذ، بوٹا گلاس، مصلیٰ، چاقو، سوئی دھاگہ، کنگھا، آئینہ ضرور ساتھ رکھ لو۔ اگر میزبان کے گھر بستر ملنے کی امید ہو تو خیر ورنہ مختصر بستر بھی ہونا چاہئے۔

۷۔ جہاں جانا ہے وہاں دن میں اور جلد پہنچنا چاہئے۔ بعض مردوں اور عورتوں میں یہ عیب ہے کہ خواہ شہر میں یا سفر میں کہیں جانا ہو۔ تو ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتے ہیں۔ بعض گاڑیاں چھوٹ جاتی ہیں اور بلاوجہ تاخیر سے منزل مقصود پر پہنچتے ہیں اور سارا پروگرام بگڑ جاتا ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محب یا محبوب کون؟﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محب بن جائے یا اللہ اور اسکے رسول کا محبوب بن جائے تو اس کو چاہئے کہ ہمیشہ سچی بات بولے اور جب کسی کو کسی چیز کا امین بنادیا جائے تو وہ اس امانت کو ادا کرے اور اپنے تمام پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۴)

مسلمانوں کے عیوب چھپاؤ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو دیکھ لے اور پھر اسکی پردہ پوشی کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنا بڑا ثواب عطا فرمائے گا جیسے کہ زندہ درگور کی ہوئی بچی کو کوئی قبر سے نکال کر اس کی پرورش اور اس کی زندگی کا سامان کر دے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ باب الشفقة والرحمة)

دل کی سختی کا علاج

ایک شخص نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ شکایت کی کہ میرا دل سخت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یتیم کے سر پر ہاتھ

پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۲۵)

بوڑھوں کی تعظیم کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جوان آدمی کسی بوڑھے کی تعظیم اس کے بڑھاپے کی بنا پر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کچھ ایسے لوگوں کو تیار فرمادے گا جو بڑھاپے میں اس کا اعزاز و اکرام کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، اصح المطابع)

بہترین گھر، اور بدترین گھر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے کہ اس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، اصح المطابع)

غرور اور گھمنڈ کی برائی

غرور یا گھمنڈ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں یا ننداری یا حسب نسب میں یا مال و سامان میں یا عزت و آبرو میں یا کسی اور بات میں دوسروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے لے۔ یہ بہت بڑا گناہ اور نہایت ہی قابل نفرت خصلت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو گا وہ جنت میں سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ ہر سرکش اور سخت دل اور متکبر جہنمی ہے۔ اسی طرح تیسری حدیث شریف میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمی وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا، نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ ان لوگوں کو دردناک عذاب دے گا۔ ایک بڑھا زنا کار، دوسرے جھوٹا بادشاہ، تیسرے متکبر فقیر۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، اصح المطابع)

دنیا کے لوگ بھی مغرور اور گھمنڈی مردوں اور عورتوں کو بڑی حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ اس کے ڈر سے اور اس کے فتنوں سے بچنے کیلئے ظاہر ہے، لوگ اس کی آؤ بھگت کر لیتے ہیں۔ مگر دل میں اس کو انتہائی برا سمجھ کر اس سے بے انتہا نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں چنانچہ جب متکبر آدمی پر کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو کسی کے دل میں ہمدردی اور مروت کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا بلکہ لوگوں کو ایک طرح کی خوشی ہوتی ہے۔ بہر حال گھمنڈ، غرور اور شیخی مارنا جیسا کہ اکثر مالدار مردوں اور عورتوں کا طریقہ ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ اور بہت ہی خراب عادت ہے۔

اگر آدمی اتنی بات سوچ لے کہ میں ایک ناپاک قطرہ سے پیدا ہوا ہوں اور میرے پاس جو بھی مال یا کمال ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور وہ جب چاہے ایک سیکنڈ میں سب لے لے پھر میں گھمنڈ کس بات پر کروں اور اپنی کون سی خوبی پر شیخی ماروں، تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بری خصلت اور خراب عادت بہت جلد مٹھوٹ جائے گی۔

بڑھیا عورتوں کی خدمت

حدیث شریف میں ہے کہ بڑھیا عورتوں اور مسکینوں کی خدمت کرنے کا ثواب اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور ساری رات عبادت میں مستعدی کے ساتھ کھڑے ہونے والے کو اور لگا تار روزے رکھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۲، اصح المطابع)

لڑکیوں کی پرورش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو ادب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی اجر و ثواب ہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص ایک ہی لڑکی کو پالے؟ تو جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳، اصح المطابع)

ماں باپ کی خدمت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سنا کہ وہاں کوئی شخص قرآن مجید کی قرأت کر رہا ہے۔ جب میں نے دریافت کیا کہ قرأت کرنے والا کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ آپ کے صحابی حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو! دیکھ لو، یہ ہے نیکو کاری اور ایسا ہوتا ہے اچھے سلوک کا بدلہ۔ حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہترین سلوک اپنی ماں کے ساتھ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۹، اصح المطابع)

اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی باپ کی خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۹)

بیٹیاں جہنم سے پردہ بنیں گی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر بھیک مانگنے کیلئے آئی۔ تو ایک کھجور کے سوا اس نے میرے پاس کچھ نہیں پایا، وہی کھجور میں نے اس کو دے دی۔ تو اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ مبتلا کیا گیا اس نے ان بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کیلئے جہنم سے پردہ اور آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۱، اصح المطابع)

انسان کی تیس غلطیاں

(۱) اس خیال میں ہمیشہ مگن رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہے گی (۲) مصیبتوں میں بے صبر بن کر چیخ پکار کرنا (۳) اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر سمجھنا (۴) دشمن کو حقیر سمجھنا (۵) بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج نہ کرنا (۶) اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا (۷) کسی بدکار کو بار بار آزما کر بھی اس کی چالپوسی میں آجانا (۸) بیماری میں خوش رہنا اور روزی کی تلاش نہ کرنا (۹) اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا (۱۰) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا (۱۱) لوگوں کی تکلیف میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی امید رکھنا (۱۲) ایک دو ہی ملاقات میں کسی شخص کی نسبت کوئی اچھی یا بری رائے قائم کر لینا (۱۳) والدین کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے خدمت کی امید رکھنا (۱۴) کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمل کر لیا جائے گا (۱۵) ہر شخص سے بدی کرنا اور لوگوں سے اپنے لئے نیکی کی توقع رکھنا (۱۶) گمراہوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا (۱۷) کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا (۱۸) خود حرام و حلال کا خیال نہ کرنا اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگانا (۱۹) جھوٹی قسم کھا کر، جھوٹ بول کر، دھوکا دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا (۲۰) علم دین اور دینداری کی عزت نہ سمجھنا (۲۱) خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا (۲۲) فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا (۲۳) ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا (۲۴) اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا (۲۵) بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا (۲۶) خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا (۲۷) بغیر سوچے سمجھے بات کرنا (۲۸) تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا (۲۹) اپنے گھر کا بھیید دوسروں پر ظاہر کرنا (۳۰) ہر شخص کے سامنے اپنے دکھ درد بیان کرنا۔

سلیقہ اور آرام کی چند باتیں

- ۱۔ رات کو دروازہ بند کرتے وقت گھر کے اندر اچھی طرح دیکھ بھال کر لو کہ کوئی اجنبی یا کتا بلی اندر تو نہیں رہ گیا۔ یہ عادت ڈال لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ گھر میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔
- ۲۔ گھر اور گھر کے تمام سامانوں کو صاف ستھرا رکھو اور ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو۔
- ۳۔ سب گھر والے آپس میں طے کر لیں کہ فلاں چیز فلاں جگہ پر رہے گی پھر سب گھر والے اس کے پابند ہو جائیں گے جب اس چیز کو وہاں سے اٹھائیں تو استعمال کر کے پھر اسی جگہ رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو بغیر پوچھے اور بلا ڈھونڈے وہ مل جایا کرے اور ضرورت کے وقت تلاش کرنے کی حاجت نہ پڑے۔
- ۴۔ گھر کے تمام برتنوں کو دھو مانجھ کر کسی الماری یا طاق پر اُلٹا کر کے رکھ دو اور پھر دوبارہ اس برتن کو استعمال کرنا ہو تو پھر اس برتن کو بغیر دھوئے استعمال نہ کرو۔

- ۵۔ کوئی جوٹھا برتن یا غذا یا دوا لگا ہوا برتن ہرگز ہرگز نہ رکھ دیا کرو۔ جوٹھے یا غذاؤں اور دواؤں سے آلودہ برتنوں میں جراثیم پیدا ہو کر طرح طرح کی بیماریوں کے پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔
- ۶۔ اندھیرے میں بلا دیکھے ہرگز ہرگز پانی نہ پیو نہ کھانا کھاؤ۔
- ۷۔ گھریا آنگن کے راستہ میں چارپائی یا کرسی یا کوئی برتن یا کوئی سامان مت ڈال دیا کرو ایسا کرنے سے بعض دفعہ روز کی عادت کے مطابق بے کھٹکے چلے آنے والے کو ٹھوکر ضرور لگتی ہے اور بعض مرتبہ تو سخت چوٹیں بھی لگ جاتی ہیں۔
- ۸۔ صراحی کے منہ یا لوٹے کی ٹونٹی سے منہ لگا کر ہرگز کبھی پانی نہ پیو کیونکہ اولاً تو یہ خلاف تہذیب ہے، دوسرا یہ خطرہ ہے کہ صراحی یا ٹونٹی میں کوئی کیڑا مکوڑا چھپا ہوا ہو اور وہ پانی کے ساتھ پیٹ میں چلا جائے۔
- ۹۔ ہفتہ یا دس دنوں میں ایک دن گھر کی مکمل صفائی کیلئے مقرر کر لو کہ اس دن سب کام کاج بند کر کے پورے مکان کی صفائی کر لو۔
- ۱۰۔ دن رات بیٹھے رہنا یا پلنگ پر سوئے یا لیٹے رہنا، تندرستی کیلئے بیک وقت نقصان دہ ہے۔ مردوں کو صاف اور کھلی ہوا میں کچھ چل پھر لینا اور عورتوں کو کچھ محنت کا کام ہاتھ سے کر لینا تندرستی کیلئے بہت ضروری ہے۔
- ۱۱۔ جس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں اس جگہ بیٹھ کر نہ تھو کو! نہ کھنکھار نکالو! نہ ناک صاف کرو کہ خلاف تہذیب بھی ہے اور دوسروں کیلئے گھن پیدا کرنے والی چیز ہے۔
- ۱۲۔ دامن یا آنچل یا آستین سے ناک صاف نہ کرو۔ نہ ہاتھ منہ ان چیزوں سے پونچھو، کیونکہ یہ گندگی ہے اور تہذیب کے خلاف بھی۔
- ۱۳۔ جوتی اور کپڑا یا بستر استعمال سے پہلے جھاڑ لیا کرو ممکن ہے کوئی موذی جانور بیٹھا ہو جو بے خبری میں تمہیں ڈس لے۔
- ۱۴۔ چھوٹے بچوں کو ہرگز نہ اچھا لو! خدا نخواستہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو بچے کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔
- ۱۵۔ بیچ دروازہ میں نہ بیٹھا کرو! سب آنے جانے والوں کو تکلیف ہوگی اور خود تم بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔
- ۱۶۔ اگر پوشیدہ جگہوں میں کسی کے پھوڑا پھنسی یا درد و درم ہو تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ کہاں ہے؟ اس سے خواہ مخواہ اس کو شرمندگی ہوگی۔
- ۱۷۔ لیٹرین یا غسل خانہ سے کمر بند یا تہ بند یا ساڑھی باندھتے ہوئے باہر مت نکلو بلکہ اندر ہی سے باندھ کر باہر نکلو۔
- ۱۸۔ جب تم سے کوئی شخص کوئی بات پوچھے تو پہلے اس کا جواب دو پھر دوسرے کام میں لگو۔
- ۱۹۔ جو بات کسی سے کہو یا کسی کا جواب دو تو صاف صاف بولو اور اتنے زور سے بولو کہ سامنے والا اچھی طرح سن لے اور تمہاری باتوں کو سمجھ لے۔
- ۲۰۔ زبان بند کر کے ہاتھ یا سر کے اشاروں سے کچھ کہنا یا کسی بات کا جواب دینا خلاف تہذیب اور حماقت کی بات ہے۔

۲۱۔ اگر کسی کے بارے میں کوئی پوشیدہ بات کسی سے کہنی ہو اور وہ شخص اس مجلس میں موجود ہو تو آنکھ یا ہاتھ سے بار بار اس کی طرف اشارہ مت کرو کہ ناحق اس شخص کو طرح طرح کے شبہات ہوں گے۔

۲۲۔ کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دو یا برتن میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کرو، دور سے پھینک کر کوئی چیز کسی کو مت دیا کرو۔ شاید اس کے ہاتھ میں نہ پہنچ سکے اور زمین پر گر کر ٹوٹ جائے یا خراب ہو جائے۔

۲۳۔ اگر کسی کو پٹکھا جھلوتو اس کا خیال رکھو کہ اس کے سر یا چہرہ یا بدن کے کسی حصہ میں پٹکھا لگنے نہ پائے اور پٹکھے کو اتنے زور سے بھی نہ جھلا کرو کہ تم خود یا دوسرے پریشان ہو جائیں۔

۲۴۔ میلے کپڑے جو دھوبی کے یہاں جانے والے ہوں گھر میں ادھر ادھر بکھرے ہوئے زمین پر نہ رہنے دو بلکہ مکان کے کسی کونے میں لکڑی کا ایک معمولی بکس رکھ لو اور سب میلے کپڑوں کو اسی میں جمع کرتے رہو۔

۲۵۔ اپنے اوئی کپڑوں کو کبھی کبھی دھوپ میں سکھایا کرو اور کتابوں کو بھی، تاکہ کیڑے مکوڑے کپڑوں اور کتابوں کو کاٹ کر خراب نہ کر سکیں۔

۲۶۔ جہاں کوئی آدمی بیٹھا ہو وہاں گرد و غبار والی چیزوں کو نہ جھاڑو۔

۲۷۔ کسی دکھ یا پریشانی یا غم اور بیماری وغیرہ کی خبروں کو ہرگز اس وقت تک نہیں کہنا چاہئے جب تک کہ اس کی خوب اچھی طرح تحقیق نہ ہو جائے۔

۲۸۔ کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو۔ ہمیشہ ڈھانک کر رکھا کرو اور کھیلوں کے بیٹھنے سے بچاؤ۔

۲۹۔ دوڑ کر منہ اوپر اٹھا کر نہیں چلنا چاہئے اس میں بہت سے خطرات ہیں۔

۳۰۔ چلنے میں پاؤں پورا اٹھایا کرو اور پورا پاؤں زمین پر رکھا کرو، پنچوں یا ایڑی کے بل چلنا یا پاؤں گھسیٹے ہوئے چلنا یہ تہذیب کے خلاف بھی ہے۔

۳۱۔ کپڑا پہنے پہنے نہیں سینا چاہئے۔

۳۲۔ ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو، جب تک کسی کو ہر طرح سے بار بار آزمائے نہ لو، اس کا اعتبار مت کر لیا کرو، خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی جن صاحبہ بنی ہوئی کعبہ کا خلاف لئے ہوئے کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی گھروں میں گھستی پھرتی ہیں اور عورتوں کے مجمع میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرتی ہیں۔ خبردار خیرداران عورتوں کو ہرگز ہرگز گھروں میں آنے ہی مت دو، دروازے ہی سے واپس کر دو۔ ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کا صفایا کر ڈالا ہے۔ ان عورتوں میں بعض چوروں اور ڈاکوؤں کی مخبر بھی ہوا کرتی ہیں جو گھر کے اندر گھس کر سارا ماحول دیکھ لیتی ہیں پھر چوروں اور ڈاکوؤں

کوان کے گھروں کا حال بتا دیتی ہیں۔

۳۳۔ جہاں تک ہو سکے کوئی سودا سامان اُدھار مت مانگا کرو اور اگر مجبوری سے منگنا نہی پڑ جائے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب روپیہ تمہارے پاس آ جائے تو فوراً ادا کر دو، زبانی یاد پر بھروسہ مت کرو۔

۳۴۔ جہاں تک ہو سکے خرچ چلانے میں بہت زیادہ کفایت سے کام لو اور روپیہ بہت ہی انتظام سے اٹھاؤ جتنا خرچ کیلئے تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

۳۵۔ جو عورتیں بہت سے گھروں میں آیا جایا کرتی ہیں جیسے دھوبن، نانن وغیرہ ان کے سامنے ہرگز ہرگز اپنے گھر کے اختلاف اور جھگڑوں کو مت بیان کرو کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھروں میں کہتی پھرتی ہیں۔

۳۶۔ کوئی مرد تمہارے دروازہ پر آ کر تمہارے شوہر کا دوست یا رشتہ دار ہونا ظاہر کرے تو ہرگز اس کو اپنے مکان کے اندر مت بلاؤ، نہ اس کا کوئی سامان اپنے گھر میں رکھو، نہ اپنا کوئی قیمتی سامان اس کے سپرد کرو۔ ایک غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ اس کیلئے باہر بھیج دو۔ جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے ہرگز اس پر بھروسہ مت کرو، نہ گھر میں آنے دو۔ ایسے لوگوں نے بہت سے گھروں کو لوٹ لیا ہے۔ اسی طرح اگر بے پہچانا آدمی سفر میں کوئی کھانے کی چیز دے تو ہرگز مت کھاؤ وہ لاکھ بُرا مانے، پروامت کرو بہت سے سفید پوش ٹھگ نشہ والی یا زہریلی چیز کھلا کر گھروالوں یا مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔

۳۷۔ محبت میں اپنے بچوں کو بلا بھوک کے کھانا مت کھلاؤ، نہ اصرار کر کے زیادہ کھلاؤ کہ ان دونوں صورتوں میں بچے بیمار ہو جاتے ہیں جس کی تکلیف تم کو اور بچوں دونوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔

۳۸۔ بچوں کے سردی گرمی کے کپڑوں کا خاص طور پر دھیان لازمی ہے، بچے سردی گرمی لگنے سے بیمار ہو جایا کرتے ہیں۔

۳۹۔ بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرو اور کبھی کبھی پوچھا کرو کہ تاکہ یاد رہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ! بچہ کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تیرے باپ دادا کا کیا نام ہے؟ تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتا دے گا پھر کوئی نہ کوئی اس کو تمہارے پاس پہنچا دے گا یا تمہیں بُلا کر بچہ تمہارے سپرد کر دے گا اور اگر بچے کو ماں باپ کا نام یاد نہ رہا تو بچہ یہی کہے گا کہ میں ابابا اماں کا بچہ ہوں۔ کچھ خبر نہیں کہ کون ابا؟ کون اماں؟

۴۰۔ چھوٹے بچوں کو اکیلا چھوڑ کر گھر سے باہر نہ چلی جایا کرو۔ ایک عورت بچے کے آگے کھانا رکھ کر باہر چلی گئی، بہت سے کتوں نے بچے کے آگے کھانا چھین کر کھایا اور چونچ مار کر بچے کی آنکھ بھی پھوڑ ڈالی۔ اسی طرح ایک بچے کو بلی نے اکیلا پا کر اس قدر نوچ ڈالا کہ بچہ مر گیا۔

۴۱۔ کسی کو ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر بہت زیادہ اصرار مت کرو بعض مرتبہ اس میں مہمان کو اُلجھن یا تکلیف ہو جاتی ہے پھر

سوچو کہ بھلا ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور بدنامی ہو۔

۴۲۔ وزن یا خطرہ والی کوئی چیز کسی آدمی کے اوپر سے اٹھا کر مت دیا کرو خدا نخواستہ! وہ چیز ہاتھ سے چھوٹ کر آدمی کے اوپر گر پڑی تو اس کا انجام کتنا خطرناک ہوگا؟

۴۳۔ کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینی ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو۔ خدا نخواستہ! اگر کسی نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو کتنی بڑی مصیبت سر پر آن پڑے گی۔

۴۴۔ اگر تم کسی کے گھر مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکے ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے کہہ دو کہ ہم کھانا کھا کر آئے ہیں کیونکہ گھر والے لحاظ کی وجہ سے پوچھیں گے نہیں اور چپکے چپکے کھانا تیار کر لیں گے اور جب کھانا سامنے آ گیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم تو کھانا کھا کر آئے ہیں۔ سوچو کہ اس وقت گھر والوں کو کتنا افسوس ہوگا؟

۴۵۔ مکان میں اگر رقم یا زیور دفن کر رکھا ہے تو اپنے گھروں میں سے جس پر بھروسہ ہو اس کو بتادو، ورنہ شاید تمہارا اچانک انتقال ہو جائے تو وہ زیور یا رقم ہمیشہ زمین ہی میں رہ جائے گی۔

۴۶۔ مکان میں جلتا چراغ یا آگ چھوڑ کر باہر مت چلے جاؤ، چراغ اور آگ کو مکان سے نکلتے وقت بجھا دیا کرو۔

۴۷۔ اتنا زیادہ مت کھاؤ کہ چورن کی جگہ بھی پیٹ میں باقی نہ رہ جائے۔

۴۸۔ جہاں تک ممکن ہو رات کو مکان میں تنہا مت رہو۔ خدا جانے رات میں کیا اتفاق پڑ جائے؟ لا چاری اور مجبوری کی تو اور بات ہے مگر جہاں تک ہو سکے مکان میں رات کو اکیلے نہیں سونا چاہئے۔

۴۹۔ اپنے ہنر پر ناز نہ کرو۔

۵۰۔ برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا اسلئے صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔

کارآمد تدبیری

۱۔ پلنگ کی پائنتی اجوائن کی پونلیاں باندھنے سے اس پلنگ کے کھٹل بھاگ جائیں گے۔

۲۔ اگر چھتر دانی میٹر نہ ہو اور گرمیوں کے موسم میں چھتر زیادہ تنگ کریں تو بستر پر جا بجا تلسی کے پتے پھیلا دیں چھتر بھاگ جائیں گے۔

۳۔ لکڑی میں کیل ٹھوکتے ہوئے لکڑی کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو اس کیل کو پہلے صابون میں ٹھوکنے کے بعد لکڑی میں ٹھوکتا چاہئے۔ اس طرح لکڑی نہیں پھٹے گی۔

۴۔ کاغذی لیموں کارس اگر دن میں چند بار پی لیں تو ملیریا کا حملہ نہیں ہوگا۔

- ۵۔ لو سے بچنے کیلئے تیز دھوپ میں سفر کرتے وقت جیب میں ایک پیاز رکھ لینا چاہئے۔
- ۶۔ ہیضہ کے حملہ سے بچنے کیلئے سرکہ، لیموں اور پیاز کا بکثرت استعمال کرنا چاہئے۔
- ۷۔ سبزیوں کو جلد اُگانے اور آٹے میں خمیر جلد آنے کیلئے خربوزہ کے چھلکوں کو خوب سکھالیں اور اس کو باریک پیس کر سفوف تیار کر لیں پھر اس سفوف کو سبزیوں میں جلد گلانے کیلئے ڈالیں اور آٹے میں خمیر آنے کیلئے تھوڑا سفوف آٹے میں ڈال دیا کریں۔
- ۸۔ روغن زیتون دانتوں پر ملنے سے مسوڑھے اور ملتے ہوئے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔
- ۹۔ بچگی آرہی ہو تو لونگ کھا لینے سے بند ہو جاتی ہے۔
- ۱۰۔ سر میں جوئیں پڑ جائیں تو ست پودینہ صابون کے پانی میں حل کر کے سر میں ڈالیں اور سر کو خوب دھوئیں۔ دو تین مرتبہ ایسا کر لینے سے کل جوئیں مرجائیں گی۔
- ۱۱۔ لیموں کی پھانک چہرہ پر کچھ دنوں ملنے اور صابون سے دھو لینے سے چہرہ کے کیل مہا سے دُور ہو جاتے ہیں۔
- ۱۲۔ پیدل چلنے کی وجہ سے اگر پاؤں میں تھکن زیادہ معلوم ہو تو نمک ملے ہوئے گرم پانی میں کچھ دیر پاؤں رکھ دینے سے تھکاوٹ دُور ہو جاتی ہے۔
- ۱۳۔ لیموں کو اگر بھول بھل میں گرم کر کے نچوڑیں تو عرق آسانی کے ساتھ دو گنا نکلے گا۔
- ۱۴۔ آگ سے جل جائیں تو جلے ہوئے مقام پر فوراً روشنائی لگائیں یا چونا کا پانی ڈالیں یا بروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں گھول کر لگائیں۔
- ۱۵۔ سانپ یا کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو کاٹنے سے ذرا اُوپر فوراً کسی مضبوط دھاگے سے کس کر باندھ دو پھر کاٹنے کی جگہ افیون لگا دو تا کہ وہ جگہ سن ہو جائے پھر بلیڈ سے زخم لگا کر دبا دو، تا کہ چند قطرہ خون نکل جائے۔ پھر پیاز چوبے میں بھون کر اور نمک ملا کر اس جگہ پر باندھ دیں اور مریض کو سونے نہ دیں۔ یہ فوری ترکیب کر کے پھر ڈاکٹر سے علاج کرائیں اور انجکشن لگوائیں۔
- ۱۶۔ اگر کوئی سٹکھیا یا افیون یا دھتورہ کھا لے تو فوراً سویہ کا بیج دو تولہ آدھ سیر پانی میں پکا پکا کر اس میں پاؤ بھر گھی ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور تے کرائیں۔ جب خوب تے ہو جائے تو دودھ پلائیں اور اگر دودھ سے بھی تے ہو جائے تو بہت اچھا ہے اور مریض کو سونے نہ دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

کیڑے مکوڑوں کو بھگانا

سانپ ایک پاؤ نوشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر گھر کے تمام بلوں سوراخوں اور کونوں میں چھڑک دیں اگر گھر میں سانپ ہوگا تو بھاگ جائے گا اور کبھی کبھی یہ پانی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں کبھی سانپ نہیں آئے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ گھر کے بلوں میں اور دوسرے سوراخوں میں رائی ڈال دیں۔ سانپ فوراً ہی مر جائے گا اور اگر اپنے آس پاس رائی ڈال کر سونیں تو سانپ قریب نہیں آ سکتا۔

بچھو مولیٰ کا عرق اگر بچھو کے اوپر ڈال دیا جائے تو بچھو ضرور مر جائے گا اور اگر بچھو کے سوراخ میں مولیٰ کے چند ٹکڑے ڈال دیئے جائیں تو بچھو سوراخ سے باہر نہیں نکل سکے گا بلکہ سوراخ کے اندر ہی ہلاک ہو جائے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ چرچہ گھاس کی جڑ اگر بچھو نے پر رکھ دی جائے تو بچھو بستر پر نہیں چڑ سکے گا۔ اگر بچھو ڈنگ مار دے تو بہرہ وزہ کا تیل لگائیں یا چرچہ کی جڑ گھس کر لگائیں زہر اتر جائے گا۔

کنکھجورا (گوجر) اگر کسی کے بدن میں چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو شکر اس کے اوپر ڈالیں فوراً ہی اُس کے پاؤں کھال میں سے باہر نکل جائیں گے اور اگر پیاز کا عرق کنکھجورہ کے اوپر ڈال دیں تو وہ جگہ بھی چھوڑ دے گا اور پھر فوراً ہی مر جائے گا اور اگر اس کے پاؤں چبھنے سے زخم ہو گیا ہے تو پیاز بھلہلا کر اس زخم پر باندھنا اکسیر ہے۔

پسو اندرائن کے پھل یا جڑ پانی میں بھگو کر تمام گھر میں پانی چھڑک دیں تو اس مکان سے پشو بھاگ جائیں گے۔

جیونٹیاں ہنگ سے بھاگ جاتی ہیں۔

کپڑوں اور کتابوں کا کیڑا افسنتین یا پودینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں تو کیڑے اور کتابیں کیڑوں کے کھانے سے محفوظ رہیں گے۔

زمانہ حمل کی احتیاط و تدابیر

۱۔ حمل کے زمانے میں عورت کو اس کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ایسی ثقیل غذائیں نہ کھائے جس سے قبض پیدا ہو جائے اور اگر ذرا بھی پیٹ میں گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت روٹی چاول نہ کھائیں، بلکہ صرف شوربہ گھی ڈال کر پی لیں، یا دو تین تولہ مٹھی یا ایک ہڑکامر بہ کھالیں۔

۲۔ حاملہ عورت کو چاہئے کہ چلنے میں پاؤں زور سے زمین پر نہ پڑے اور نہ دوڑ کر چلے، اسی طرح اونچی جگہ سے نیچے کو ایک دم جھٹکے کے ساتھ نہ اترے، اسی طرح سیڑھی پر دوڑ کر نہ چلے بلکہ آہستہ آہستہ چڑھے، غرض اس کا خیال رکھے کہ نہ پیٹ کو جھٹکا لگنے دے، نہ بھاری بوجھ اٹھائے نہ کوئی سخت محنت کا کام کرے، نہ غم اور غصہ کرے، نہ دست لانے والی دوائیں کھائے، نہ زیادہ خوشبو سونگھے۔

۳۔ حاملہ عورت کو چلنے پھرنے کی عادت رکھنی چاہئے کیونکہ ہر وقت بیٹھے اور لیٹے رہنے سے بادی اور سُستی بڑھتی ہے، معدہ خراب ہو جاتا ہے اور قبض کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴۔ حاملہ عورت کو شوہر کے پاس نہیں سونا چاہئے، خصوصاً چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط کی

ضرورت ہے۔

- ۵۔ اگر حاملہ عورت کو تے آنے لگے تو پودینہ کی چٹنی یا کاغذی لیموں استعمال کریں۔
- ۶۔ اگر حمل کی حالت میں خون آنے لگے تو ”قرض کہربا“ کھائیں اور فوراً حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔
- ۷۔ اگر حمل گر جانے کی عادت ہو تو اس عورت کو چار مہینے تک پھر ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط رکھنے کی ضرورت ہے۔ گرم غذاؤں سے بالکل پرہیز رکھے اور اچھایہ ہے کہ لنگوٹ باندھے رکھے اور بالکل کوئی بوجھ نہ اٹھائے، اور نہ محنت کا کوئی کام کرے اور اگر حمل کرنے کے کچھ آثار ہوں مثلاً پانی جاری ہو جائے یا خون گرنے لگے تو فوراً ہی حکیم کو یا ڈاکٹر کو بلانا چاہئے۔
- ۸۔ اگر خدا نخواستہ حاملہ کو مٹی کھانے کی عادت ہو تو اس عادت کو چھڑانا ضروری ہے اور مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو ناشاستہ کی نکلیاں یا طباشیر کھایا کرے اس سے مٹی کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔
- ۹۔ اگر حاملہ کی بھوک بند ہو جائے تو مٹھائی اور مرغن غذائیں چھڑا دیں اور سادہ غذائیں کھلائیں اور اگر پیٹ میں درد اور ریا ح معلوم ہو تو ”جوارش مکونی“ کھلائیں بہر حال تیز دواؤں کے استعمال اور انجکشن وغیرہ سے بچنا بہتر ہے۔ ایسی حالت میں علاج سے بہتر پرہیز اور احتیاط ہے۔
- ۱۰۔ بعض حاملہ عورتوں کے پیروں میں درم آ جاتا ہے۔ یہ کوئی خطرناک چیز نہیں ہے، ولادت کے بعد خود بخود درم جاتا رہتا ہے۔

زچہ کی تدبیروں کا بیان

- ۱۔ حاملہ کو جب نواں مہینہ شروع ہو جائے تو بہت زیادہ احتیاط کرنے کرانے کی ضرورت ہے۔ اس وقت حاملہ کو طاقت پہنچانے کی ضرورت ہے لہذا مندرجہ ذیل تدبیروں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔ روزانہ گیارہ عدد بادام مصری میں پیس کر چٹائیں اور دو عدد ناریل اور شکر دونوں کو ہاون دستہ میں کوٹ کر سفوف بنالیں اور دو تولہ روزانہ کھائیں۔ گائے کا دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پلائیں، مکھن وغیرہ بھی کھلائیں۔ ان سب دواؤں کی وجہ سے بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔
- ۲۔ جب ولادت کا وقت آ جائے اور دروزہ شروع ہو جائے تو بائیں ہاتھ میں مقناطیس لینے سے اور بائیں ران میں مونگے کی جڑ باندھنے سے بچہ پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے، ولادت آسانی کیلئے مجرب تعویذات بھی ہیں۔ جن کا ذکر آگے ”عملیات“ کے بیان میں ہم لکھیں گے۔
- ۳۔ پیدائش کے وقت کسی ہوشیار دائی یا لیڈی ڈاکٹر کو ضرور بلا لینا چاہئے، انارڈی دائیوں کی غلط تدبیروں سے اکثر زچہ و بچہ کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔
- ۴۔ پیدائش کے بعد زچہ کے بدن میں تیل کی مالش بہت مفید ہے، جیسا کہ پرانا طریقہ ہے کہ ولادت کے بعد چند دنوں تک

مالش کرائی جاتی ہے یہ بہت ہی مفید ہے۔

۵۔ جس عورت کے دودھ بہت کم ہوتا ہو اگر وہ دودھ آسانی کے ساتھ ہضم کر سکتی ہو تو اس کو روزانہ دودھ پینا چاہئے اور مرغ وغیرہ کا مرغن شور بہ اور گاجر کا حلوہ وغیرہ عمدہ غذائیں ہیں اور پانچ ماشہ کلونجی اور پانچ ماشہ تودری سرخ دودھ میں پیس کر پلائیں۔

بچوں کی احتیاط اور تدابیر

۱۔ پیدائش کے بعد بچے کو پہلے نمک ملے ہوئے نیم گرم پانی سے نہلائیں۔ پھر اس کے بعد سادہ پانی سے غسل دیں تو بچہ پھوڑے پھنسی کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نمک ملے ہوئے پانی سے بچوں کو کچھ دنوں تک نہلاتے رہیں، تو یہ بچوں کی تندرستی کیلئے بہت مفید ہے اور نہلانے کے بعد بچوں کے بدن میں سرسوں کے تیل کی مالش بچوں کی صحت کیلئے اکسیر ہے۔

۲۔ بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے روزانہ دو تین مرتبہ ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو یہ بہت مفید ہے۔

۳۔ بچوں کو جھولے میں جھلائیں یا بچھونے پر سلائیں یا گود میں کھلائیں ہر حال میں بچوں کا سرو انچا رکھیں اور پاؤں اونچے نہ ہونے دیں۔

۴۔ پیدائش کے بعد بچوں کو ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں روشنی بہت تیز ہو کیونکہ بہت تیز روشنی میں رہنے سے بچے کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

۵۔ جب بچے کے مسوڑھے سخت ہو جائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو مسوڑھوں پر مرغ کی چربی ملا کریں اور روزانہ ایک دو مرتبہ مسوڑھوں پر شہد بھی ملا کریں اور بچے کے سرو اور گردن پر تیل کی مالش کرتے رہیں۔

۶۔ جب دودھ چھڑانے کا وقت آئے اور بچہ کچھ کھانے لگے تو خبردار! خبردار! بچے کو کوئی سخت چیز نہ چبانے دیں بلکہ نہایت ہی لطیف اور نرم اور جلد ہضم ہونے والی غذائیں بچے کو کھلائیں اور گائے یا بکری کا دودھ پلاتے رہیں اور پھل وغیرہ بھی بچے کو کھلاتے رہیں اور جس قدر ماں باپ کو مقدور ہو بچوں کو اس عمر میں اچھی خوراک دیں اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی وہ تمام عمر کام آئے گی۔ ہاں! اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ بچوں کو بار بار غذا نہیں دینی چاہئے، جب تک ایک غذا ہضم نہ ہو جائے، دوسری غذا ہرگز نہ دیں۔

۷۔ بچوں کو مٹھائی اور کھٹائی کی عادت سے بچانا بہت ضروری ہے کہ یہ دونوں چیزیں بچوں کی صحت کیلئے بہت مضر اور نقصان دینے والی ہیں۔ سوکھے اور تازہ میوؤں کا بچوں کو کھلانا بہت ہی اچھا ہے۔

۸۔ ختنہ چھوٹی عمر میں ہو جائے تو بہتر ہے، تکلیف کم ہو جاتی ہے اور زخم بھی جلدی بھر جاتا ہے۔

عملیات

یہ ایمان ہے خدا شاہد کہ ہیں آیات قرآنی
علاج جملہ عللہائے جسمانی و روحانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں اور قرآن مجید کی مبارک آیتوں، وظائف اور دُعاؤں میں اس قدر فیوض و برکات اور عجیب عجیب تاثیرات ہیں کہ جن کو دیکھ کر بلاشبہ قدرتِ خداوندی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بہت سے مریض جن کو تمام حکیموں اور ڈاکٹروں نے لا علاج کہہ کر مایوس کر دیا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ اور قرآن مجید کی مقدس آیتوں سے صحیح طریقے پر چارہ جوئی کی گئی۔ تو دمِ زدن میں بڑے بڑے خوفناک اور بھیانک امراض اس طرح ختم ہو گئے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا جادو اور آسیب وغیرہ کی بلائیں اتنی خطرناک ہیں کہ حکیموں کی طب اور ڈاکٹروں کی ڈاکٹری اس منزل میں بالکل لاچار ہے۔ لیکن دُعاؤں و ظیفوں اور قرآنی آیتوں کی تاثیرات قہر الہی کی وہ تلوار ہیں کہ جن کی تیز دھار سے جادو، ٹونا، آسیب سب کے سر قلم ہو جاتے ہیں۔ جادو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور آسیب بھی کبھی بھاگ جاتا ہے اور کبھی گرفتار ہو کر جل جاتا ہے۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند عملیات اور قرآنی آیات کے تعویذات تحریر کر دیں تاکہ اہل حاجت ان کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھائیں۔

اعمال اور دُعاؤں کی شرائط

یاد رکھو کہ جس طرح جڑی بوٹیوں اور تمام دُعاؤں کی تاثیر اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جبکہ اسی ترکیب سے وہ دوائیں استعمال کی جائیں جو ان کے استعمال کا طریقہ ہے اسی طرح عملیات اور تعویذات کی بھی کچھ شرائط، کچھ ترکیبیں، کچھ لوازمات ہیں کہ جب تک ان سب چیزوں کی رعایت نہ کی جائے گی عملیات کی تاثیر ظاہر نہ ہوں گی اور فیوض و برکات حاصل نہ ہوں گے۔ ان شرائط میں سے سات شرطیں نہایت ہی اہم اور انتہائی ضروری ہیں کہ جن کے بغیر قرآنی اعمال میں تاثیرات کا اُمید رکھنا نادانی ہے اور وہ سب شرطیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اکل حلال

یعنی حلال لقمہ کھانا اور حرام غذاؤں سے بچنا۔

۲۔ صدق مقال

یعنی ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہنا۔

۳۔ اخلاص

یعنی نیت کو درست اور پاکیزہ رکھنا کہ ہر نیکی اللہ ہی کیلئے کرنا۔

۴۔ تقویٰ

یعنی شریعت کے احکام کی پوری پوری پابندی کرنا۔

۵۔ شاعر الہی کی تعظیم

یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے حقوق مثلاً قرآن، کعبہ شریف، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، نماز وغیرہ کی تعظیم اور بزرگان دین کا ہمیشہ ادب واحترام کرنا۔

۶۔ حضور قلب

یعنی جو وظیفہ بھی پڑھیں، دل کی حضوری کے ساتھ پڑھنا۔

۷۔ مضبوط عقیدہ

یعنی جو عمل اور وظیفہ اس کی تاثیر پر پورا پورا اور پختہ عقیدہ رکھنا، اگر تذبذب یا تردد رہا۔ تو وظیفہ یا عمل میں اثر نہ رہے گا۔

وظائف کے ضروری آداب

اوپر ذکر کی ہوئی سات شرطوں کے علاوہ اعمال و وظائف کے کچھ ضروری آداب بھی ہیں ہر عمل کرنے والے کو لازم ہے کہ ان آداب کا بھی لحاظ و خیال رکھے، ورنہ دعاؤں اور وظیفوں کی تاثیرات میں کمی ہو جانا لازمی ہے۔ آداب دُعا اور وظائف کی تعداد یوں تو بہت زیادہ ہے مگر ہم ان میں سے چند نہایت ہی اہم ضروری آداب کا تذکرہ کرتے ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ بارگاہ حق میں عاجز و نیاز یعنی ہر عمل لکھنے کے وقت نہایت ہی خضوع و خشوع کے ساتھ خداوند قدوس کی بارگاہ میں عاجزی و نیاز مندی کا اظہار کرے۔

۲۔ صدقہ و خیرات یعنی ہر عمل اور وظیفہ شروع کرنے سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کرے۔

۳۔ درود شریف یعنی ہر عمل، ہر دُعا، ہر وظیفہ کے اوّل و آخر درود شریف کا ورد کرے۔

۴۔ بار بار مانگے یعنی وظیفوں کے بعد جب اپنے مقصد کیلئے دُعا مانگے تو ایک ہی مرتبہ دُعا مانگ کر بس نہ کر دے بلکہ بار بار گزر گزرا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے۔

۵۔ تنہائی یعنی جہاں تک ہو سکے ہر دُعا اور وظیفہ وغیرہ عملیات کو تنہائی میں پڑھے جہاں نہ کسی کی آمد و رفت ہو نہ کسی کی کوئی آواز آئے۔

۶۔ کسی کو نقصان نہ پہنچائے یعنی کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کیلئے ہرگز ہرگز نہ کوئی عمل کرے نہ کوئی وظیفہ

پڑھے۔

۷۔ خوراک میں کمی یعنی جب کوئی عمل یا وظیفہ پڑھے تو اس دوران بہت کم کھائے اور سادہ غذا کھائے، پیٹ بھر نہ

کھائے کیونکہ پیٹ بھرے لوگ دُعاؤں کی تاثیر سے اکثر محروم رہتے ہیں۔

۸۔ پاکی اور صفائی اعمال اور وظائف پڑھنے کے وقت بدن اور کپڑوں کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا خاص طور پر

خیال و لحاظ رکھے، بلکہ خوشبو بھی استعمال کرے اور ظاہری پاکی صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق و کردار اور باطنی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

۹۔ پاک روشنائی جو تعویذ لکھے وہ زعفران سے لکھے یا ایسی روشنائی سے لکھے جس میں سپرٹ نہ پڑی ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے

بنائی ہوئی روشنائی ہونی چاہئے جو زم زم شریف میں گھولی ہوئی یا دریاؤں کے جاری پانی سے۔

۱۰۔ اچھی ساعت اچھی نیت ہر عمل اچھی ساعت میں کرے اور ہر تعویذ اچھی ساعت میں قبلہ رو ہو کر لکھے اور تعویذ

لکھتے وقت ہرگز کوئی طمع اور لالچ دل میں نہ لائے، بلکہ اخلاص کے ساتھ تعویذ لکھ کر حاجت مندوں کو دے۔ ہاں! اگر لوگ اپنی طرف سے تعویذوں کا نذرانہ خوشی کے ساتھ پیش کریں تو اس کو رد نہ کرے۔

سفلی و رحمانی عملیات

عملیات کی دو قسمیں ہیں ایک سفلی، دوسری رحمانی۔ سفلی عملیات ناجائز اور حرام ہیں بلکہ اس میں سے بعض صریح کفر اور شرک ہیں۔

لہذا تمام سفلی عملیات جادو، ٹونا وغیرہ کوئی مسلمان کبھی ہرگز ہرگز نہ کرے، ورنہ ایمان برباد ہو جائے گا۔ ہاں! رحمانی عملیات جائز

ہیں۔ جو قرآن شریف کی آیتوں اور مقدس دُعاؤں کے ذریعے کئے جاتے ہیں مگر رحمانی بھی اس وقت جائز ہیں جب کہ شریعت

اجازت دے، مثلاً دشمنی ڈالنے کیلئے کوئی رحمانی عمل کیا جائے تو یہ اسی صورت میں جائز ہوگا کہ شریعت اس کو جائز قرار دے۔

چنانچہ کسی مرد اور عورت میں ناجائز تعلق ہو گیا ہے تو ان دونوں میں عداوت ڈالنے کیلئے کوئی رحمانی عمل کرنا جائز ہے بلکہ ثواب کا کام

ہے کہ دونوں کو گناہ سے بچانا مقصود ہے لیکن میاں بیوی یا بھائی بھائی کے درمیان دشمنی ڈالنے کیلئے کوئی عمل حرام اور گناہ ہے۔

مؤکلاتی عملیات سے بچتے رہو

روحانی عملیات کی دو قسمیں ہیں ایک مؤکلاتی جو مؤکلوں کے واسطے ہوتا ہے، دوسرا غیر مؤکلاتی جس میں مؤکلوں کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ مؤکلاتی عملیات بہت ہی مؤثر ہوا کرتے ہیں لیکن ان میں بڑے بڑے خطرات بھی ہیں بلکہ جان کا بھی ڈر رہتا ہے۔ اسلئے مؤکلاتی عملیات سے ہمیشہ دُور ہی بھاگتے رہنا چاہئے۔ جو لوگ بھی مؤکلاتی عملیات کے چکر میں پڑے وہ خطرات کے بھنور میں پھنس گئے۔ کوئی کوڑھی ہوا کوئی پاگل ہو گیا، کوئی جان سے مارا گیا، شیخ کامل کی تعلیم و اجازت مؤکلاتی عمل میں انتہائی ضروری ہے اور اس زمانے میں ”شیخ کامل“ کا ملنا بہت دُشوار ہے۔ اسلئے ہم یہاں چند غیر مؤکلاتی عملیات لکھتے ہیں۔ ان عملیات میں مؤکلوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے اور ہر سنی مسلمان مرد اور عورت جو پابند شریعت ہوں، ان سب کو ان اعمال و تعویذات کے کرنے کی اجازت ہے وہ اگر شرائط و آداب کی پابندی کریں گے تو فائدہ اٹھائیں گے، ورنہ فائدہ سے محروم رہیں گے لیکن بہر حال ان کو نہ کوئی خطرہ ہوگا نہ کوئی نقصان۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

خواص

”بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیف“ کے خواص اور اس آیت مبارکہ کی خاصیتیں بہت ہیں ان میں سے چند فوائد یہاں لکھے جاتے ہیں جو بزرگوں کے مجرب اور آزمودہ ہیں۔
ہر طرح کی حاجت روائی: اگر کوئی سخت مشکل یا حاجت پیش آ جائے تو بدھ جمعرات اور جمعہ کا غسل کر کے نماز جمعہ کیلئے جائے اور کچھ خیرات بھی کرے۔ پھر نماز جمعہ کے بعد یہ دُعا پڑھ کر اپنے مقصد کیلئے دل لگا کر اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دُعا قبول ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذُو الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ جَعَلَ عَالَمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ذُو اَسْمَیْكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظَمَتُهٗ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَنْتَ لَهٗ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهٗ الْاَصْوَاتُ وَوَجَلَّتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشِیَّتِهٖ اَنْ تُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَاَنْ تُعْطِیْنِیْ مُسْتَلْتِیْ وَتَقْضِیْ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

(فیوض قرآنی بحوالہ الترغیب والترہیب و مفتاح الحسن وغیرہ)

لفظ ”حَاجَتِیْ“ کے بعد اپنی ضرورت کا نام ذکر کرو۔

جس صحابی سے یہ دُعا منقول ہے ان کا ارشاد ہے کہ یہ دُعا نادانوں کو ہرگز مت سکھاؤ، کیونکہ وہ ناجائز کاموں کیلئے پڑھیں گے اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ بزرگوں کے فرمان کے مطابق میں سخت تاکید کرتا ہوں کہ ناجائز کاموں کیلئے کبھی ہرگز اس دُعا کو نہ پڑھنا، ورنہ سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

دشمنی دُور ہو جائے اور محبت پیدا ہو جائے اگر پانی پر ۷۸۶ مرتبہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ کر مخالف کو پلا دو تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مخالفت چھوڑ دے گا اور محبت کرنے لگے گا اور اگر موافق کو پلا دو تو محبت بڑھ جائے گی۔ (فیوض قرآنی)

ہر درد و مرض دُور ہو جائے: جس درد یا مرض پر تین روز تک سو مرتبہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ حضورِ ول سے پڑھ کر دَم کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آرام آ جائے گا۔ (فیوض قرآنی)

چور اور اچانک موت سے حفاظت: اگر رات کو سوتے وقت اکیس مرتبہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ لو تو انشاء اللہ تعالیٰ مال و اسباب، چوری سے محفوظ رہیں گے اور مرگ ناگہانی سے بھی حفاظت ہوگی۔ (فیوض قرآنی)

حاجتوں کیلئے بسم اللہ اور نماز

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ اس طرح پڑھو کہ جب ایک ہزار مرتبہ ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھو اور اپنی مراد کیلئے دُعا مانگو! پھر ایک ہزار مرتبہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھو اور ہر ہزارہ پر دو رکعت نماز پڑھو اور نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر اپنی مراد کیلئے دُعا مانگو! انشاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہوگی۔ (مرقع کلیمی و معرباتِ دیربی)

اولاد زندہ رہے گی

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو وہ ایک کاغذ پر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مرتبہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ لکھوا کر اس کا تعویذ بنا کر ہر وقت پہنے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد زندہ رہے گی۔ (فیوض قرآنی)

زہر کا اثر نہ ہو

”بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُضْرَمُعُ اسْمُهُ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ“ یہ دُعا پڑھ کر ہمیشہ کھانا کھائیں اور پانی وغیرہ پیئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر کا اثر دُور ہو جائے گا اور زہر کوئی نقصان نہیں دے گا، لیکن پختہ عقیدہ اور شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ (فیوض قرآنی)

بخار سے شفاء

جس کو بخار ہو۔ سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے **بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عَرَقٍ نُّعَارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ** اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا نمازی آدمی سات مرتبہ پڑھ کر دم کر دے یا پانی پر دم کر کے پلا دے، ان شاء اللہ تعالیٰ بخار اُتر جائے گا۔ ایک مرتبہ میں بخار نہ اُترے تو بار بار یہ عمل کریں۔ (فیوض قرآنی بحوالہ مستدرک)

تپ لرزہ شفاء

جس کو جاڑا بخار آتا ہو۔ اس نقش کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔

۷۸۶

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
اللہ	الرحمن	الرحیم	بسم
الرحمن	الرحیم	بسم	اللہ
الرحیم	بسم	اللہ	الرحمن

بازار میں نقصان نہ ہو بلکہ فائدہ ہو

بازار جاؤ تو یہ دُعا پڑھو **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الْاَسْوَاقِ وَخَيْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَصِیْبَ یَمِیْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً** اس دُعا کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ بازار میں خوب نفع ہوگا اور کوئی گھانا نہیں ہوگا۔ اس دُعا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے۔ (طبرانی، تحفہ الذاکرین صفحہ ۲۰۹)

آسیب دور ہو جائے

آسیب زدہ مریض پر یہ پڑھا جائے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَلْمَصّ - طَهّ - طَسَمَ - کَہْ یَعَصّ - یَسّ - وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ** **رُحْمَ عَسَق - ق - نّ - وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ** ان شاء اللہ تعالیٰ آسیب نکل جائے گا اور پھر نہ آئے گا، پڑھنے والے میں تقویٰ اعتقاد کامل اور روحانی قوت ہونی چاہئے اور حضور قلب کے ساتھ پڑھے۔ (فیوض قرآنی)

خطرہ میں پڑ جانے کے وقت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص خطرہ میں پڑ جائے۔ تو یہ پڑھے **بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے خطرہ ٹل جائے گا۔ (حاشیہ الدر المنثور جلد ۱ صفحہ ۶)

ہر آفت سے امان

جو شخص روزانہ صبح شام اس دُعا کو پڑھے وہ ہر آفت و بلا سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اِخِذْ بِنَا صِیَّتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ اِنَّ وَلِیَّ یَسَّ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلٰی
الصّٰلِحِیْنَ اِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

اس دُعا کا بڑا حصہ شرح سفر السعادة صفحہ ۴۷۸ میں مذکور ہے اور پوری دُعا متعدد بزرگوں نے لکھی ہے ”القول الجلیل“ صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ میں نے اس دُعا کو نہایت مفید پایا ہے۔

دفع آسیب ورد سحر کی اچھی دُعائیں

ان چھ دُعاؤں کو ”شش قفل“ (چھ تالا) بھی کہتے ہیں۔ جو شخص رات کو ہمیشہ شش قفل پڑھتا رہے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر خوف و خطر سے اور جادو سے اور ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ رہے گا اور اگر شش قفل کو آسیب زدہ یا سحر جادو کے مریض کے کان میں پڑھ کر پھونک مار دی جائے تو آسیب بھاگ جائے گا اور جادو اتر جائے گا۔ (فیوض قرآنی)

قفل اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِیْعِ الْبَصِیْرِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

قفل دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ الْخَلّٰقِ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ الْفَتّٰحُ الْعَلِیْمُ

قفل سوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ الْبَصِیْرِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْبَصِیْرُ

قفل چہارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ السَّمِیْعِ الْبَصِیْرِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ الْغَنِیُّ الْقَدِیْرُ

قفل پنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ

قفل ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ الْحَکِیْمُ ۚ قَالَ اللّٰهُ خَیْرٌ

حَافِظًا ۙ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

ظالم اور شیطان کے شر سے پناہ

اس کیلئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دُعا بے حد نافع اور بہت ہی فائدہ بخش ہے۔ امام الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس مکتوب کا نام ”اقتباس الانوار القبس فی شرح دُعاء انس“ ہے یہ مکتوب ”اخبار الاخیار“ صفحہ ۱۹۱ کے حاشیہ پر چمپا ہے اس میں آپ لکھتے ہیں۔

”امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”جمع الجوامع“ میں محدث ابوالشیخ کی کتاب ”الثواب“ اور ”تاریخ ابن عساکر“ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حجاج بن یوسف ثقفی ظالم گورنر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو مختلف اقسام کے چار سو گھوڑے دکھا کر کہا کہ اے انس! کیا تم نے اپنے صاحب (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھی اتنے گھوڑے اور یہ شان و شوکت دیکھی ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سے بہتر چیزیں دیکھی ہیں اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ گھوڑے تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ گھوڑا جو جہاد کیلئے رکھا جائے، پھر اس کے رکھنے کا ثواب بیان فرمایا (یہ عام طور پر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے)۔ دوسرا وہ گھوڑا جو اپنی سواری کیلئے رکھا جاتا ہے۔ تیسرا وہ گھوڑا جو نام و نمود کیلئے رکھا جاتا ہے۔ اس کے رکھنے سے آدمی جہنم میں جائے گا۔ اے حجاج! تیرے گھوڑے ایسے ہی ہیں۔“

حجاج اس حدیث کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور کہا کہ اے انس! اگر مجھ کو اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور امیر المؤمنین (عبدالملک بن مروان) نے تمہارے ساتھ رعایت کرنے کی ہدایت کی ہے تو میں تمہارے ساتھ بہت برا معاملہ کر ڈالتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے حجاج! قسم بخدا تو میرے ساتھ کوئی بد عنوانی نہیں کر سکتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سنے ہیں جن کی برکت سے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی بدولت کسی ظالم کی سختی اور کسی شیطان کے شر سے ڈرتا ہی نہیں۔ حجاج اس کلام کی ہیبت سے دم بخود ہو گیا اور سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر بولا کہ اے ابو حمزہ! (یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ کلمات مجھے بتا دیجئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہر گز تجھے نہ بتاؤں

گا۔ اس لئے کہ تو اس کا اہل نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آ گیا تو ان کے خادم حضرت ابان رضی اللہ عنہ سر ہانے آ کر رونے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا چاہتا ہے! حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے عرض کی وہ کلمات ہمیں تعلیم فرمائیے، جن کے بتانے کی حجاج نے درخواست کی تھی اور آپ نے انکار فرما دیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو سیکھ لو۔ ان کو صبح و شام پڑھنا! وہ کلمات یہ ہیں۔

دُعا حضرت انس رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ عَلَى نَفْسِي وَدِينِي. بِسْمِ اللَّهِ عَلَى أَهْلِي وَمَالِي وَوَلَدِي. بِسْمِ اللَّهِ عَلَى مَا أَعْطَانِي اللَّهُ - اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَعَزُّ أَجَلٌ وَأَعْظَمُ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ عَزَّ جَارَكَ وَجَلَّ ثَنَائِكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اَللّهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مُّرِيدٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اِنَّ وَلِيَّ يَوْمِ الْاَلْدَى الَّذِي نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

اس دُعا کو تین مرتبہ صبح کو اور تین مرتبہ شام کو پڑھنا بزرگوں کا معمول ہے۔ (فیوض قرآنی)

ہر مرض سے شفاء

یہ کلمات پڑھے جائیں اور ان کا تعویذ پہنا جائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِاللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجُعُ سَكْنَتَكَ بِالَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهِ اِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَّحِيمٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِاللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجُعُ سَكْنَتَكَ بِالَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِنْۢ بَعْدِهِ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا

یہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مجرب عمل ہے۔ امام موصوف کا قول ہے کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے مجھے کبھی طیب (ڈاکٹر) کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔ (فیوض قرآنی)

حرز ابوود جانہ رضی اللہ عنہ

جو جن و شیطان وغیرہ کے شر اور شرارتوں سے بچانے والا بہترین وظیفہ اور اعلیٰ درجے کا عمل ہے۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”خصائص کبریٰ“ جلد ۲ صفحہ ۹۸ میں امام بیہقی کی روایت لکھتے ہیں کہ حضرت ابوود جانہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں گزارش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں رات کو بستر پر لیٹتا ہوں تو اپنے گھر میں چکی چلنے کی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آوازیں سنتا ہوں اور کبھی کبھی بجلی کی سی چمک بھی دیکھتا ہوں۔ ایک رات میں نے کچھ خوف زدہ ہو کر سر اٹھایا تو صحن میں ایک کالا سایہ نظر آیا جو اونچا اور لمبا ہوتا جا رہا ہے میں نے بڑھ کر اس کو چھوا تو اس کی کھال ساہی کی کھال کی طرح کاٹنے والی تھی۔ پھر اس نے میرے منہ پر آگ کا ایک شعلہ پھینکا اور مجھے محسوس ہوا کہ میں جل جاؤں گا۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ قلم دوات اور کاغذ لاؤ میں نے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابٌ مِّنْ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِلَى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَارِ وَالزُّوَارِ
وَالسَّائِحِينَ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَإِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوَلِّعًا أَوْ فَا
جِرًا مُّقْتَحِمًا أَوْ رَا عِيًا حَقًّا مُّبْطَلًا فَهَذَا كِتَابٌ يُنْطَقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
وَرُسُلُنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ اتُّرَكُوا صَاحِبَ كِتَابِي هَذَا وَأَنْطَلِقُوا إِلَى عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ وَالَّذِي يَزْعُمُ أَنَّ مَعَ اللَّهِ
إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ تَقْلُبُونَ حِمْلَ لَا تُنْصَرُونَ حِمْلَ
عَسَى تَفَرَّقَ أَعْدَاءُ اللَّهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَسَيَكْفِيكَهُمْ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

یہ حرز آسیب زدہ کی گردن میں تعویذ بنا کر پہنا دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آسیب جاتا رہے گا، اگر گھر میں آسیب کا اثر ہے تو دیوار پر چسپاں کر دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آسیب بھاگ جائے گا چنانچہ حضرت ابوود جانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حرز کو لے کر گھر آئے اور رات کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے، تو ان کی آنکھ اس وقت کھلی جب کوئی چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اے ابوود جانہ لات وعزلی کی قسم ہے کہ میں ان کلمات سے جل رہا ہوں۔ میں اس تحریر والے کے حق کا وسیلہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس حرز کو اٹھالیا تو ہم تمہارے گھر اور تمہارے ہمسایہ کے گھر نہ آئیں گے۔ حضرت ابوود جانہ رضی اللہ عنہ فجر کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور نماز پڑھ کر رات کا ماجرا سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے ابوود جانہ! اس ذات کی قسم ہے مجھے، جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اب یہ آسیب قیامت تک عذاب میں رہے گا۔

(فیوض قرآنی)

خفقان کا تعویذ

دل دھڑکتا ہو یا دل گھبراتا ہو یا دل میں درد یا جلن ہو تو یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے اور ڈورتا بڑا ہو کہ تعویذ دل کے پاس لٹکا رہے، تعویذ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ یا رحمن یا رحیم دل مارا کن مستقیم بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین و

بحق الا بذکر اللہ تطمئن القلوب و بحق طه و یس و بحق ن و ص و بحق یا بدوح

خواص سورة فاتحه

امام دارمی، امام بیہقی وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اس سورہ کا ایک نام ”شافیہ“ اور ایک نام ”سورۃ الشفاء“ ہے اس لئے یہ ہر مرض کیلئے شفاء ہے۔ (بیضاوی شریف)

روزی کی فراوانی وغیرہ

مسند دارمی میں ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر جو دعا مانگی جائے اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

مکان سے جن بھاگ جائے

اگر کسی گھر میں جن رہتا ہو اور پریشان کرتا ہو تو سورہ فاتحہ اور آیتہ الکرسی اور سورہ جن کی ابتدائی پانچ آیتیں پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے مکان کے اطراف و جوانب میں چھڑک دینے کے بعد جن مکان میں سے چلا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر نہ آئے گا۔

(فیوض قرآنی)

شفاء امراض

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان میں ۴۱ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر مریض پر دم کرنے سے آرام ہو جاتا ہے اور آنکھ کا درد بہت جلد اچھا ہو جاتا ہے اور اگر اتنا پڑھ کر اپنا تھوک آنکھوں میں لگا دیا جائے تو بہت مفید ہے۔ (فیوض قرآنی)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو سورۃ فاتحہ اس طرح چالیس مرتبہ پڑھو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام میں ملا کر اور الرحمن الرحیم کو تین مرتبہ پڑھو اور ہر مرتبہ آخر میں تین

مرتبہ ”آمین“ کہو! ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔ (فوائد الفوائد صفحہ ۷۴)

بیماری اور آفتوں کو دفع کرنے کیلئے

سات دنوں تک روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ صرف اتنا پڑھے اِیَاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَاکَ نَسْتَعِیْنُ اَوَّل وَاٰخِرَتِیْنِ مرتبہ درود شریف بھی پڑھو، بیماریوں اور بیکاروں کو دور کرنے کیلئے بہت ہی مجرب عمل ہے۔ (فیوض قرآنی)

خواص سورۃ بقرہ

شیطان بھاگ جائے

حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے، وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (احمد و ترمذی و مسلم شریف)

بڑی برکت

حدیث شریف میں ہے کہ سورۃ بقرہ سیکھو! کہ اس کا حاصل کرنا بڑی برکت ہے اور اس کو چھوڑ دینا اور حاصل نہ کرنا بڑی حسرت کی بات ہے باطل پرست (جادوگر) اس کی تاب نہیں لاسکیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ)

خواص آیۃ الکرسی

حدیث شریف میں ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی آیتوں میں بہت عظمت والی آیت ہے۔ (دارمی درمنثور)
اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اُس کو حسب ذیل برکتیں نصیب ہوں گی۔

- ۱۔ وہ مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔
- ۲۔ وہ شیطان اور جن کی تمام شرارتوں سے محفوظ رہے گا۔
- ۳۔ اگر محتاج ہوگا تو چند دنوں میں اس کی محتاجی اور غریبی دور ہو جائے گی۔
- ۴۔ جو شخص صبح و شام اور بستر پر لیٹتے وقت آیت الکرسی اور اس کی بعد کی دو آیتیں خالدون تک پڑھا کرے گا وہ چوری، غرق آبی اور جلنے سے محفوظ رہے گا۔
- ۵۔ اگر مکان میں کسی اونچی جگہ پر لکھ کر اس کا کتبہ آویزاں کر دیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس گھر میں کبھی فاقہ نہ ہوگا، بلکہ روزی میں برکت اور اضافہ ہوگا اور اس مکان میں کبھی چور نہ آسکے گا۔ (فیوض قرآنی)

تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے

اگر تم کسی خطرناک جگہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس جاؤ یا دشمن تمہیں گرفتار کرنا چاہیں تو اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ایک دوسرے سے پیٹھ لگا کر بیٹھیں پھر تم ان کے گرد آیتہ الکری پڑھتے ہوئے ایک دائرہ کھینچو! پھر تم بھی دائرے کے اندر لوگوں سے پیٹھ لگا کر بیٹھو اور سات مرتبہ آیتہ الکری پڑھو پھر قرآن مجید کی ان آیتوں کو بھی پڑھو!

وَلَا يُوَدُّهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۚ وَحِفْظًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وَحِفْظُهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ الرَّجِيمِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَللّٰهُ حَفِیْظٌ عَلَیْہِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِوَكِیْلٍ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْہَا حَافِیْظٌ بَلْ هُوَ قَرِیْنٌ مُّجِیْدٌ فِی لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

اس کے بعد تین مرتبہ ”یا حَفِیْظُ“ کہو پھر تین مرتبہ یہ پڑھو! یا حَفِیْظُ احْفَظْنَا اَللّٰهُمَّ احْرِسْنَا بِعَیْنِکَ الَّتِی لَا تَنَامُ وَاحْصِنَا بِکُنْفِکَ الَّذِی لَا یُرَامُ پھر تین مرتبہ ”یا اللہ“ پڑھو اور تین مرتبہ ”یا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ“ اب دائرہ کے تمام لوگ اور تم خود بھی بالکل خاموش ہو جاؤ آپس میں بھی بات چیت نہ کی جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا اور کوئی بھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ مجرب عمل ہے۔ (فیوض قرآنی)

خواص سورۃ آل عمران

جو شخص قرص دار ہو گیا، اگر وہ روزانہ سات مرتبہ سورۃ آل عمران پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ قرض سے سبکدوش ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی روزی کا سامان اور انتظام فرمائے گا۔

خواص سورۃ نساء

اس سورۃ کو سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے میاں بیوی کو پلا دو تو دونوں میں محبت و موافقت پیدا ہو جائے گی اور اگر اس سورۃ کو مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر خفقان کے مریض کو پلا دیں تو مرض خفقان زائل ہو جائے گا۔

خواص سورۃ مائدہ

جو شخص اس سورۃ کو روزانہ پڑھے گا وہ قحط اور فاقہ سے محفوظ رہے گا اور غیب سے اس کی روزی کا انتظام ہو جایا کرے گا، اس سورۃ کو لکھ کر اور دھو کر استقاء کے مریض کو پلا دیں تو آرام آ جائے گا۔

خواص سورۃ انعام

اس کے پڑھنے سے ہر طرح کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ مشکل دُور ہونے کیلئے ایک بیٹھک میں اس کو اکتالیس مرتبہ پڑھو۔

خواص سورۃ اعراف

یہ تین مرتبہ پڑھ کر حاکم کے پاس جاؤ، حاکم مہربان ہو جائے گا اور روزانہ اس کی تلاوت کرنے سے ہر آفت سے محفوظ رہو گے۔

خواص سورۃ انفال

جو بلا تصور قید ہو گیا ہو، سات مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ قید سے رہائی ہو جائے گی۔

خواص سورۃ توبہ

۱۔ گیارہ مرتبہ پڑھ کر حاکم کے سامنے جاؤ، وہ نرمی سے پیش آئے گا۔

۲۔ اس کا نقش مال و اسباب میں رکھو! برکت ہوگی۔

خواص سورۃ یونس

۱۔ اکیس مرتبہ پڑھنے سے دشمن پر فتح ہوگی۔

۲۔ تیرہ مرتبہ پڑھنے سے مصیبت دُور ہو جاتی ہے۔

خواص سورۃ ہود

دشمن پر فتح پانے کیلئے اس کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر تعویذ بنالو۔

خواص سورۃ یوسف

۱۔ حفظ قرآن کی سہولت کیلئے پہلے سورۃ یوسف یاد کر لو! اس کی برکت سے پورا قرآن مجید حفظ کرنا آسان ہو جائے گا۔

۲۔ جو شخص عہدہ سے معزول ہو گیا ہو وہ اس سورۃ کو تیرہ مرتبہ پڑھے، عہدہ بحال ہو جائے گا اور حاکم مہربان ہوگا۔

۳۔ مفلس آدمی اسے پڑھ کر دُعائے انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں غنی ہو جائے گا۔

خواص سورۃ رعد

جس گھر کے کاروبار کا فروغ اور جس باغ اور کھیت کی پیداوار کی ترقی منظور ہو اس کے چاروں کونوں پر اس سورہ کی ابتدائی آیتیں لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ تک لکھ کر دفن کر دو لیکن دفن اس طرح کرو کہ تعویذ کو ہانڈی میں رکھ کر اور ہانڈی کے منہ بند کر کے دفن کرو تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ اگر رونے والے بچوں پر انیس مرتبہ پڑھ کر اس سورہ کو دم کر دیں تو بچے ہنسنے کھیلنے لگیں گے۔

خواص سورۃ ابراہیم

جو شخص جادو کے زور سے نامرد بنا دیا گیا ہو وہ روزانہ تین مرتبہ اس سورہ کو پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ جادو دفع ہو جائے گا اور نامردی دُور ہو جائے گا۔

خواص سورۃ حجر

- ۱۔ اس سورہ کو لکھ کر تعویذ پہننے والا لوگوں کی نظروں میں محبوب ہوگا۔
- ۲۔ اس کے کاروبار میں ترقی اور روزی میں برکت ہوگی۔

خواص سورۃ نحل

اگر اس کو لکھ کر دشمن کے مکان میں دفن کر دیں تو گھر ویران ہو جائے گا، کھیت اور باغ میں دفن کر دیں تو ستیاناس ہو جائے گا لیکن اسی دشمن کیلئے کرنا جائز ہے۔ جس کو تباہ کرنے کیلئے شریعت اجازت دے۔

خواص سورۃ بنی اسرائیل

اگر کوئی لڑکا کند ذہن یا تو تلا ہو تو اس سورہ کو مشک و زعفران سے لکھ کر گھولو اور پلاؤ، انشاء اللہ تعالیٰ ذہن کھل جائے گا اور لڑکا فصیح زبان والا ہو جائے گا۔

خواص سورۃ کہف

اس سورہ کو ہمیشہ پڑھنے والا برص و جذام اور بِلَا خصوصاً دجال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۃ مریم

پریشان حال آدمی سات مرتبہ پڑھے تو غنی ہو جائے، اس سورہ کو لکھ کر پینا تمام آفتوں سے بچنے کا تعویذ ہے۔ باغ اور کھیت میں اس کا پانی ڈال دو تو پیداوار بڑھ جائے گی۔

خواص سورۃ طہ

جس لڑکی کا نکاح نہ ہوتا ہو وہ اکیس مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ کسی صالح مرد سے شادی ہو جائے گی۔ اس کو بکثرت پڑھنے والے کی روزی کشادہ ہو جاتی ہے اور اس پر کوئی جادو نہیں چل سکتا۔

خواص سورۃ انبیاء

جو شخص روزانہ اس کو تین مرتبہ پڑھے، اس کا دل نور ایمان سے روشن ہو جاتا ہے اور اس کا رنج و غم دور ہو جائے گا۔

خواص سورۃ حج

کشتی اور جہاز پر سوار ہو کر تین مرتبہ پڑھ لو، انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ کشتی ساحل پر پہنچے گی اور اس کی تلاوت سے جان و مال محفوظ رہے گا۔

خواص سورۃ مومنون

اس کی تلاوت ہی برکت سے نماز کی کاہلی دور ہو جائے گی۔ فسق و فجور سے نفرت اور شراب کی عادت چھوٹ جائے گی۔

خواص سورۃ نور

جسے احتلام ہو جایا کرتا ہے وہ تین مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر سوئے۔ دشمنوں کی زبان بندی کیلئے پانچ مرتبہ پڑھیں، زنا کار کو تین مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے پلا دو، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی یہ بری عادت چھوٹ جائے گی۔

خواص سورۃ فرقان

اس کی تلاوت سے ظالم کے ظلم سے پناہ رہے گی اس کے نقش کا تعویذ سانپ بچھو سے محفوظ رکھتا ہے۔

خواص سورۃ شعراء

اگر اولاد یا ملازم نافرمان ہوں اور شرارت کرتے ہوں تو ان کی اصلاح کی نیت سے سات مرتبہ اس سورہ کو با وضو پڑھ کر دُعا مانگو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اصلاح ہو جائے گی۔

خواص سورۃ نمل

اسکو ہرن کی جھلی پر لکھ کر صندوق میں رکھ دینے سے سانپ بچھو وغیرہ سے حفاظت رہے۔

خواص سورۃ قصص

بیمار کو تین روز تک اس سورہ کو پانی پر دم کر کے پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ شفاء ہوگی۔ بالخصوص جذام دور کرنے کیلئے بہت مفید ہے۔

خواص سورۃ عنکبوت

غم دور کرنے کیلئے اس سورہ کو سات مرتبہ پڑھیں۔

خواص سورۃ روم

دشمنوں پر فتح پانے کیلئے اس کو ایکس مرتبہ پڑھیں۔

خواص سورۃ لقمان

اس کو پڑھنے والا کبھی پانی میں غرق نہیں ہوگا اور ہر بیماری سے شفاء پائے گا۔

خواص سورۃ سجدہ

اس کو سات مرتبہ مریض بالخصوص جذامی اور دق والے پر پڑھ کر دم کریں ان شاء اللہ تعالیٰ شفاء ہوگی۔

خواص سورۃ احزاب

جس لڑکی کے نکاح کا پیغام نہ آتا ہو اس کو سورۃ کا نقش پہنا دو، بہت جلد اس کی شادی ہو جائے گی۔

خواص سورۃ سبا

ظالم کے ظلم سے نجات پانے کیلئے اس کو سات مرتبہ پڑھو اور موذی جانوروں سے بچنے کیلئے اس کو لکھ کر تعویذ پہناؤ۔

خواص سورۃ فاطر

اگر اسے روزانہ بلا ناغہ با وضو پڑھا جائے تو رُوح میں بڑی طاقت اور بلند پروازی آجائے گی اور غیبی نعمتوں کے ملنے کا انتظام ہو جائے گا۔

خواص سورۃ یسین

کسی مردہ پر اس کو پڑھا جائے تو اس کو راحت ملتی ہے جو شخص ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی زیارت کیلئے ان کی قبر پر جائے اور سورۃ یسین پڑھے تو ان کے اتنے گناہ بخش دیئے جائیں جتنے اس سورہ میں حروف ہیں۔ (الدر المنثور جلد ۵ صفحہ ۲۵۷)

علامہ خواجہ احمد دیربی نے ”فتح الملک المجید“ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سورۃ یسین پڑھو! اس میں بیس برکتیں ہیں۔ (۱) بھوکا آدمی اس کو پڑھے تو آسودہ کیا جائے۔ (۲) پیاسا پڑھے تو سیراب کیا جائے۔ (۳) ننگا پڑھے تو لباس ملے۔ (۴) مرد بے عورت والا پڑھے تو جلد اس شادی ہو جائے۔ (۵) عورت بے شوہر والی پڑھے تو جلد شادی ہو جائے۔ (۶) بیمار پڑھے تو شفاء پائے۔ (۷) قیدی پڑھے تو رہا ہو جائے۔ (۸) مسافر پڑھے تو سفر میں اللہ کی طرف سے مدد ہو۔ (۹) غمگین پڑھے تو اس کا رنج و غم دور ہو جائے۔ (۱۰) جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو وہ پڑھے تو جو کھویا ہے وہ پائے، باقی برکتوں کا ذکر نہیں ہے۔ سورۃ یسین کی ایک آیت سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِيمِ کو ایک ہزار چار سو اہتر مرتبہ پڑھو ان شاء اللہ تعالیٰ جس مقصد سے پڑھو گے مراد پوری ہوگی خواجہ دیربی لکھتے ہیں کہ یہ مجرب ہے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِيمِ کو پانچ جگہ ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ باندھ لو تو حادثات اور چوروں وغیرہ سے حفاظت رہے گی۔ جو شخص صبح کو سورۃ یسین پڑھے گا، اس کا پورا دن اچھا گزرے گا اور جو شخص رات میں اس کو پڑھے گا اس کی پوری رات اچھی گزرے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ یسین قرآن کا دل ہے۔ (سنن نسائی و سنن ابو داؤد و سنن ابن ماجہ)

خواص سورۃ الصافات

جس مکان میں جن رہتے ہوں وہاں اس سورہ کو لکھ کر صندوق میں مقفل کر دیں، انشاء اللہ تعالیٰ جن کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

خواص سورۃ ص

نظر بد کو دفع کرنے کیلئے سات بار اس سورہ کو پڑھ کر دم کریں۔

خواص سورۃ زمر

اس کو روزانہ سات بار پڑھنے سے عزت اور دولت غیب سے ملتی ہے۔

خواص سورۃ مومن

جسے پھوڑے نکلے ہوں وہ روزانہ اس سورہ کو ایک بار پڑھ لیا کرے اور اگر اس سورہ کو لکھ کر دکان میں آویزاں کریں تو خریدار بکثرت آئیں۔

خواص سورۃ حم السجدہ

جس کی آنکھوں میں کوئی عارضہ ہو وہ اس سورہ پاک کو لکھ کر پاک و صاف پانی میں دھوئے اور آنکھوں میں لگائے یا اسی پانی میں سرمہ گھس کر آنکھوں میں لگائے ان شاء اللہ شفاء ہوگی۔

خواص سورۃ شوریٰ

جو شخص اس سورہ کو روزانہ ایک بار پڑھتا رہے گا، وہ دشمنوں پر غالب رہے گا۔

خواص سورۃ زخرف

اس سورۃ کو سات بار روزانہ پڑھنے سے تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور اس کا تعویذ تمام امراض کیلئے شفاء ہے۔

خواص سورۃ دخان

کوئی مشکل درپیش ہو تو اس کو سات بار پڑھیں اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھ لیں۔

خواص سورۃ جاثیہ

جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس پر اس سورہ کو پڑھ کر دم کرو، انشاء اللہ تعالیٰ سکرات کی سختی سے نجات پا جائے گا اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔

خواص سورۃ احقاف

اس کا دم کیا ہوا پانی آسب والے کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔

خواص سورۃ محمد

اس کو آب زم زم میں مشک و زعفران حل کر کے لکھو اور پیو! عزت و عظمت ملے گی اور طرح طرح کی بیماریوں سے شفاء حاصل ہوگی۔

خواص سورۃ فتح

دشمنوں پر فتح پانے کیلئے اس کو اکیس مرتبہ پڑھو! اگر رمضان کا چاند دیکھ کر اس کے سامنے پڑھا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ سال بھر امن رہے گا۔

خواص سورۃ حجرات

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان کی سلامتی اور گھر میں خیر و برکت کیلئے اس کو اکتالیس بار پڑھ کر دعا مانگو! اور پانی پر دم کر کے پی لو۔

خواص سورۃ ق

باغ میں پھلوں کی کثرت اور کھیتوں میں پیداوار بڑھانے کیلئے اس سورہ کو اکیس مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے درختوں اور کھیتوں پر چھڑک دیں، بے شمار خیر و برکت انشاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔

خواص سورۃ ذاریات

اس کو ستر (۷۰) بار پڑھنے سے آدمی غنی ہو جاتا ہے اور قحط دفع ہو جاتا ہے۔

خواص سورۃ طور

اگر جذامی اس کو پڑھے، شفاء یاب ہو اگر مسافر پڑھے سفر میں بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہے۔

خواص سورۃ نجم

اسے اکیس مرتبہ پڑھنے سے حاجت برآتی ہے اور اس کا پڑھنے والا دشمنوں پر فتح پاتا ہے۔

خواص سورۃ قمر

شب جمعہ میں اس کو پڑھنے سے دشمنوں پر فتح ملتی ہے اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

خواص سورۃ الرحمن

اسے گیارہ مرتبہ پڑھنے سے تمام مقاصد پورے ہو جاتے ہیں اس کو لکھ کر اور دھو کر طحال کے مریض کو پلانا مفید ہے۔

خواص سورۃ واقعہ

مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ نمبر ۱۸۹ میں حدیث ہے کہ جو شخص روزانہ سورۃ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ حضرت خولجہ کلیم اللہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ادائے قرض اور فاقہ دور کرنے کیلئے اس کو بعد مغرب پڑھو! (مرقع کلیمی صفحہ ۱۳)

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ مغرب کے بعد بلا کچھ بات کہئے سورۃ واقعہ پڑھ کر یہ دعا پڑھو! ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَيَا مُفْتَحَ الْاَبْوَابِ وَيَا سَرِيعَ الْحِسَابِ يَسِّرْ لَنَا الْحَسَابِ اِنَّكَ اَنْزَلْتَ

فِي السَّمَاءِ فَاَنْزِلْهُ وَاِنْ كَانَ فِي الْاَرْضِ فَاَخْرِجْهُ وَاِنْ كَانَ بَعِيْدًا فَقَرِّبْهُ اِلَيَّ وَاِنْ كَانَ قَرِيْبًا فَيَسِّرْهُ وَاِنْ

كَانَ قَلِيْلًا فَكَثِّرْهُ وَاِنْ كَانَ كَثِيْرًا فَخَلِّدْهُ وَطَيِّبْهُ وَاِنْ كَانَ طَيِّبًا فَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

خواص سورۃ حریر

بیمار آدمی یا دشمن سے پریشان آدمی اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ بیماری اور پریشانی دُور ہو جائے گی اور بعض بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو تلوار وغیرہ کے حملوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۃ مجادلہ

دو شخصوں یا دو جماعتوں کی باہمی جنگ و جدال کرانے کیلئے اس کا پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۃ حشر

اگر حاجت براری کیلئے چار رکعت نماز پڑھی جائے اور ہر رکعت میں سورۃ حشر ایک بار پڑھی جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی چینی کی تختی پر اس کو لکھ کر پینا نسیان کا علاج ہے۔

اس سورہ کی آخری تین آیتیں بہت اہم ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ان آیتوں میں ”اسم اعظم“ ہے۔

خواص سورۃ ممتحنہ

جس لڑکی کی شادی نہ ہوتی ہو اس کیلئے سورۃ ممتحنہ پانچ مرتبہ پڑھی جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا نکاح کسی نیک مرد سے ہو جائے گی۔

خواص سورۃ صف

جو لڑکا ماں باپ کا نافرمان ہو اس پر تین مرتبہ سورۃ صف پڑھ کر دم کر دو، ان شاء اللہ تعالیٰ فرمانبردار ہو جائے گا۔ مسافر اس کو پڑھے تو امن سے رہے روزی میں خیر و برکت ہو۔

خواص سورۃ جمعہ

میاں بیوی میں اگر مخالفت ہو جائے تو جمعہ کے دن اس سورہ کو تین مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے دونوں کو پلا دو، دونوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ موافقت ہو جائے گا۔

خواص سورۃ منافقون

چغل خوروں کے شر سے بچنے کیلئے اسے روزانہ پڑھو اور اگر آنکھ میں درد ہو تو اس کو پڑھ کر دم کرو۔

خواص سورۃ طلاق

رنج و غم دور کرنے کیلئے اور ہر بیماری سے شفاء کیلئے اس کی تلاوت مفید ہے۔

خواص سورۃ تحریم

ادائے قرض اور حصول غنا کیلئے اکیس مرتبہ پڑھو!

خواص سورۃ ملک

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ہر رات میں اسے پڑھے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح نسائی)

خواص سورۃ ن

نماز میں اس سورہ کو پڑھنے سے فقر و فاقہ دور ہو جاتا ہے اور سات مرتبہ پڑھنے سے چغخوروں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

خواص سورۃ حاقہ

۱۔ پانی پر دم کر کے آسیب زدہ کو پلاؤ۔

۲۔ جو بچہ زیادہ روتا ہو اس کو بھی پلاؤ۔

۳۔ جب بچہ پیدا ہو تو نہلانے کے بعد اس کا پڑھا ہوا پانی بچے کے منہ پر مل دو تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت ذہین ہوگا۔

خواص سورۃ معارج

احتلام کو روکنے کیلئے سونے سے پہلے آٹھ مرتبہ پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۃ نوح

اس کی تلاوت دشمنوں پر غلبہ پانے کیلئے بہت مفید ہے۔

خواص سورۃ جن

اس کی تلاوت سے آسیب اور جنوں کا اثر دور ہو جاتا ہے۔

خواص سورۃ مزمل

اس سورہ کو گیارہ مرتبہ پڑھنے سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

خواص سورۃ مدثر

اس کو پڑھ کر حفظ قرآن مجید کی دعا مانگو! انشاء اللہ قرآن مجید کا یاد کرنا آسان ہو جائے گا۔

خواص سورۃ قیامۃ

اس کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینے سے قلب میں نرمی اور رقت پیدا ہو جاتی ہے اور روزانہ پڑھنے سے مقبولیت حال ہوتی ہے۔

خواص سورۃ دھر

اس کو بکثرت پڑھنے سے علم و حکمت کی باتیں زبان پر جاری ہو جاتی ہیں اور کچھتر مرتبہ پڑھنے سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

خواص سورۃ مرسلات

اس کو پڑھ کر دم کرنے سے ہر مرض خاص کر پھوڑا اچھا ہو جاتا ہے۔

خواص سورۃ نباء

اس کو پڑھنے سے ضعفِ بصر کی شکایت دور ہو جاتی ہے پانی پر دم کر کے آنکھوں میں لگانا بھی مفید ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عصر کے بعد اس سورہ کو پانچ مرتبہ پڑھے گا وہ اسیرِ عشق الہی ہو جائے گا۔ (فوائد القواد صفحہ ۹۳)

خواص سورۃ والنازعات

جو شخص روزانہ اس کو پڑھے، اس کو جاننی کی تکلیف نہیں ہوگی۔

خواص سورۃ عبس

اس کی تلاوت نظر کی کمزوری اور توندھے کیلئے مفید ہے۔

خواص سورۃ نکویر

یہ سورۃ پڑھ کر آنکھوں پر دم کرنے سے آشوبِ چشم اور جالا وغیرہ دور ہو جاتا ہے اور اگر اس سورہ کو زعفران سے لکھ کر سات روز تک نامرد کو پلایا جائے تو امید ہے کہ انقلابِ حال شروع ہو جائے گا۔

خواص سورۃ انفطار

اس کی تلاوت کی برکت سے قیدی جلد چھوٹ جاتا ہے۔

خواص سورۃ تطفیف

جس چیز پر یہ سوہ پڑھ دو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دیمک سے محفوظ رہے گی اور اگر لکھ کر بانجھ عورت کے گلے میں تعویذ پہنا دو تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ صاحبِ اولاد ہو جاتی ہے۔

خواص سورۃ انشقاق

جس بچے کا دودھ چھڑانا ہو اسے اس سورہ کا تعویذ پہنا دو! دروزہ کی تکلیف میں گڑا اور پانی پر دم کر کے پلانے سے بہت جلد پیدائش ہو جاتی ہے۔

خواص سورۃ بروج

عصر کے بعد تلاوت کرنے سے پھوڑے پھنسی سے نجات مل جاتی ہے۔

خواص سورۃ طارق

اگر کان میں گونج یا درد پیدا ہو جائے تو اس کو پڑھ کر دم کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا اور بواسیر کا مریض پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد شفاء پائے گا۔

خواص سورۃ اعلیٰ

اگر مسافر پڑھتا رہے سفر کی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۃ غاشیہ

اس کو پڑھ کر دم کرنے سے مریض کو شفاء ملتی ہے۔

خواص سورۃ فجر

آدھی رات کو پڑھ کر بیوی سے صحبت کریں تو نیک بخت اولاد پیدا ہوگی۔

خواص سورۃ الشمس

اس کو پڑھ کر مرگی والے کے کان میں پھونک مارنا بہت مفید ہے اگر بکری کے دودھ پر دم کر کے بدزبان آدمی کو پلاؤ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بدزبان جاتی رہے گی۔

خواص سورۃ اللیل

بچہ کی ولادت کے وقت اس کو تعویذ بنا کر بچے کو پہنا دو! بچہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہے گا، جاڑا بخار والے کو اس کا تعویذ بڑا نفع بخش ہے۔

خواص سورۃ الضحیٰ

اس کو ۳۵ مرتبہ پڑھ کر دُعا مانگیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بھاگا ہوا آدمی واپس آجائے گا۔

خواص سورۃ الم نشرح

جس مال پر خریدنے کے بعد تین مرتبہ اسے پڑھ دیا جائے اس میں انشاء اللہ تعالیٰ خوب برکت ہوگی۔

خواص سورۃ والتین

اس کو روزانہ تین مرتبہ جو پڑھے گا اس کے اخلاق و کردار نہایت بہترین ہو جائیں گے اگر حاملہ عورت کو ابتداء حمل سے روزانہ یہ سورہ پاک دھو دھو کر پلاتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا حسین و جمیل پیدا ہو جائے گا۔ سفید چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر پلائیں۔

خواص سورۃ اقراء

گنٹھیا اور جوڑوں کے درد کا علاج، ترکیب یہ ہے کہ نماز فجر سے پہلے سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر تلاوت کا ایک سجدہ کریں اور سجدے میں **حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ** سات مرتبہ پڑھیں۔

خواص سورۃ قدر

جو شخص روزانہ اس کو صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی عزت بڑھا دے گا۔

خواص سورۃ بینہ

یہ برص اور یرقان کا علاج ہے، ترکیب یہ ہے کہ اس کو ستر مرتبہ پڑھنے سے مشکل دُور ہو جاتی ہے اور اس کے پڑھنے سے آسیب دُور ہو جاتا ہے۔

خواص سورۃ زلزال

یہ سورۃ چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے، اس کو ستر مرتبہ پڑھنے سے مشکل دُور ہو جاتی ہے اور اس کے پڑھنے سے آسیب دُور ہو جاتا ہے۔

خواص سورۃ العادیات

جس آدمی یا جانور کو نظر لگی ہو اس پر سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر دم کروںظر دفع ہو جائے گی۔ درجہ کروالے کو یہ سورۃ لکھ کر دھو کر تین دن تک پلائیں۔

خواص سورۃ القارعه

اس سورہ کو ایک سو مرتبہ پڑھ دینے سے نظر دفع ہو جاتی ہے مکان میں لکھ کر لگانے سے بلاؤں سے امان اور حفاظت رہتی ہے۔

خواص سورۃ نکاثر

یہ سورۃ ہزار آیتوں کے برابر ہے اسکو تین سو مرتبہ پڑھنے سے قرض بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جائے گا اگر کسی مردہ سے ملاقات کرنی ہو تو اس سورہ کو شب جمعہ میں ایک سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر سوچاؤ!

خواص سورۃ العصر

اس کو پڑھنے سے غم دُور ہو جاتا ہے مصیبت زدہ پر سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر دم کر دو۔

خواص سورۃ الہمزہ

دُشمن کے شر سے حفاظت کیلئے روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ پڑھو۔

خواص سورۃ فیل

دُشمن کے شر سے حفاظت کیلئے اس سورہ کو ایک سو مرتبہ پڑھ کر دُعا مانگو!

خواص سورۃ قریش

جان کی حفاظت اور فاقہ سے امن کیلئے روزانہ اس سورہ کو ستائیس مرتبہ پڑھنا بہت مفید ہے۔

خواص سورۃ الماعون

بڑی مشکل پیش آ جائے تو اس سورہ کو ہزار مرتبہ پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۃ الکوثر

لا ولد صاحبِ اولاد ہو جائے اس کیلئے اس سورہ کو روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھے، تین ماہ تک پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ حمل قرار پا جائے گا اور آدمی صاحبِ اولاد ہو جائے گا۔

خواص سورۃ کافرون

یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ جو ضرورت مند اتوار کے دِن طلوعِ آفتاب کے وقت دس مرتبہ اس سورہ کو پڑھے اس کا کام بن جائے گا۔

خواص سورۃ الہب

دُشمنوں کی مغلوبیت کیلئے اس سورۃ کو بکثرت پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۃ اخلاص

یہ سورۃ پاک تہائی قرآن مجید کے برابر ہے جو بیمار اپنی بیماری کے زمانے میں اس کو پڑھتا رہے اگر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو حدیث شریف کا بیان ہے کہ وہ قبر کے دبوچنے اور قبر کی تنگی کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے کر اور اپنے بازوؤں پر بٹھا کر پل صراط پار کرادیں گے اور جنت میں پہنچا دیں گے۔
جو شخص اس سورہ کو صبح و شام تین تین مرتبہ نیچے لکھی ہوئی دعا کی صورت میں پڑھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا پوری ہوگی پڑھنے کی ترکیب یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لَّیْسَ کَمِثْلِہٖ اَحَدٌ لَا تُسَلِّطْ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا تُجَوِّجْنِیْ اِلٰی اَحَدٍ وَاَغْنِیْ
یَارَبِّ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ بِفَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اِلٰہِیْ
یَا مَنْ هُوَ قَدِیْمٌ دَائِمٌ یَّاسٰحٰی یَا قَیُّوْمُ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ اِقْضِ حَاجَتِیْ یَا فَرْدُ یَا فَرْدُ یَا صَمَدٌ وَصَلِّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ

خواص سورۃ الفلق و الناس

صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے کہ (امن و پناہ کے باب میں) سورۃ فلق اور سورۃ الناس جیسی کوئی سورہ نہ دیکھو گے ان دونوں سورتوں میں جن و شیطان اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رہنے کی بے نظیر تاثیر ہے ان کو عمل میں لانے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔
۱۔ مسکور پر سومرتبہ ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر دم کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ سحر کا اثر زائل ہو جائے گا اور اگر پانی پر اتنی ہی بار پڑھ کر دم کر دیا جائے اور پلایا جائے جب بھی جادو ٹوٹ جائے گا۔
۲۔ اگر گیارہ گیارہ مرتبہ بھی پڑھیں جب بھی فائدہ ہوگا مگر کئی روز تک ایسا کرنا ہوگا۔
۳۔ جن بچوں کو ان دونوں سورتوں کا تعویذ پہنا دیا جائے تو وہ جن و شیطان اور تمام زہریلے جانوروں سے محفوظ رہیں گے۔

(فیوض قرآنی)

دوسرے مختلف عملیات

دماغ کی کمزوری

پانچوں نمازوں کے بعد سر پر دہنا ہاتھ رکھ کر گیارہ مرتبہ **يَا قَرِي** پڑھو!

نظر کا کمزور ہونا

پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ مرتبہ **يَا نُورُ** پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں لکنت

فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس مرتبہ پڑھیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

اختلاج قلب

یہ آیت **بِسْمِ اللّٰهِ** سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں، ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذٰلَیْنِ اٰمَنُوْا وَتَطْمَیْنُ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَیْنُ الْقُلُوْبُ

درد شکم

یہ آیت پانی وغیرہ پر تین مرتبہ پڑھ کر پلا دیں یا لکھ کر پیٹ پر باندھ دیں۔

لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ

تلی بڑھ جانا

اس آیت کو لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ

ناف تل جانا

اس آیت کو ناف کی جگہ باندھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ

مِّنْ اٰفْوٰدٍ اَوْ مِّنْ اَنْفٍ اَوْ مِّنْ اَعْجُنٍ اَوْ مِّنْ اَعْفُوْرٍ

بخار

اگر بغیر جاڑے کے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں اور اسی کو پڑھ کر دم کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثَقُلْنَا يَا نَارُ كُؤُنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمِ

اور اگر بخار جاڑے کے ساتھ ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَہَا وَمُرْسِہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

پھوڑا پھنسی

پاک صاف ڈھیلا پیس کر اس پر یہ دعا پڑھ کر تھوک دیں اور اس مٹی پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ پر دِن میں دو چار مرتبہ مل لیا کریں، چاہے پھوڑے پر یہ مٹی لگا کر پٹی باندھ دیں۔

گھر میں سے سانپ بھگانا

لوہے کی چار کیلیں لے کر ایک ایک کیل پر پچیس پچیس مرتبہ یہ آیت دم کر کے مکان کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہیں رہے گا اور آ سیب بھی چلا جائے گا، آیت یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ث اِنَّہُمْ یَکِیْدُوْنَ کِیْدًا وَّاَکِیْدُ کِیْدًا ث فَمَہْلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمٰہِلْہُمْ رُوْیْدًا

باؤلے کتے کا کات لینا

اوپر ذکر کی ہوئی آیت کو روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلا دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو باولا پن اور ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ پن

چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات مرتبہ اس آیت کو پڑھے، اور جس دِن عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرے اس دِن سے ایک لونگ روز مرہ سوتے وقت کھانا شروع کر دے، اور اس پر پانی نہ پئے، اور اس درمیان میں ضرور شوہر کے ساتھ سوئے، آیت یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْکَظَلُمْتُ فِیْ بَحْرِیْ یَغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہِ سَحَابٌ

ظَلُمْتُ^۴ بَعْضُہَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ یَدَہُ لَمْ یَکْدِ یَرٰہَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہُ نُوْرًا فَمَا لَہُ مِنْ نُّوْرِ

ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اولاد ہوگی۔ (سورنہ نور رکوع آیت ۴۰)

حمل گر جانا

اس آیت کا تعویذ بنا کر کمر میں باندھے اور تعویذ ناف کے نیچے رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حمل گرنے سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ
اَلَا بِاَللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ صَنِیْعَیْ مِمَّا یَمْکُرُوْنَ

پیدائش کا درد

یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھیں، یا سات مرتبہ گڑ پر پڑھ کر کھلائیں بچہ آسانی کے ساتھ پیدا ہوگا، وہ آیت یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاِذْ اَنْزَلْنَا لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ

بچہ زندہ نہ رہنا

اجوائن اور کالی مرچ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن سورج ڈھلنے کے بعد چالیس بار سورہ الشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے اور ہر مرتبہ اجوائن اور کالی مرچ پر دم کر کے اور شروع حمل سے دودھ چھڑانے تک روزانہ تھوڑی اجوائن اور کالی مرچ کھالیا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اولاد زندہ رہے گی۔

بچوں کو نظر لگنا، یا رونا یا سوتے میں ڈر کر چونکنا

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بسم اللہ سمیت تین تین مرتبہ پڑھ کر بچے پر دم کر کے اور یہ تعویذ لکھ کر بچے کے گلے میں پہنائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَاۤ اَمَّةٌ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

ہیضہ اور وبائی امراض میں

ان دنوں میں ہر کھانے پینے کی چیز پر سورہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھ کر دم کر لیا کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی اور جس کو مرض ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلائیں پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ شفاء حاصل ہوگی۔

چیچک کا گنڈہ

نیلا سات رنگ کا گنڈا لے کر اس پر سورۃ الرحمن پڑھیں اور ہر **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ** پر چھونک مار کر ایک گرہ لگا دیں پھر یہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں، چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو انشاء اللہ تعالیٰ چیچک کی زیادہ تکلیف نہ رہے گی۔

دوحہ کم ہونا

یہ دونوں آیتیں نمک پر سات مرتبہ پڑھ کر اردکی دال میں کھلائیں اور بسم اللہ سمیت دونوں آیتوں کو پڑھیں، پہلی آیت!

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنْتَهِ الرِّضَاعَةُ

اور دوسری آیت

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ مَّيْنٍ قَرِيبٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ

جادو ٹونا کیلئے

یہ آیت لکھ کر مریض کے گلے میں پہنائیں اور پانی پلائیں اور اسی پڑھے ہوئے پانی سے مریض کو کسی بڑی لگن یا ٹب میں بٹھا کر نہلائیں اور پانی کسی پاک جگہ ڈال دیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ

الْمُفْسِدِينَ وَيُحَقِّقُ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ

اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پوری پوری سورہ ایک ایک مرتبہ!

ایام ماہواری کی کمی

اگر ایام ماہواری کی کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیات کو لکھ کر گلے میں ڈالیں اور ڈورا اتنا بڑا ہو کہ تعویذات ناف کے نیچے پڑا رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنَّاتٍ مِّنْ نَّحِیْلِ وَّاَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُونِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهَا وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اَقْلَابُ شُكْرُوْنَ اَوْ لَمْ يَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِّنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَقْلَابُ مِّنُوْنَ

ایام ماہواری کی زیادتی

اگر کسی عورت کو ایام ماہواری زیادہ آتے ہوں اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیتوں کو لکھ کر تعویذ گلے میں ڈالیں اور ڈورا اتنا بڑا ہو کہ تعویذ ناف کے نیچے پڑا رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ اَبْلَعِیْ مَا نِکِ وَیَا سَمَآءُ اَقْلَعِیْ وَغِیْضُ الْمَآءِ وَقْضِیْ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلٰی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدُ لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

غائب کو واپس لانا

اگر کسی کا لڑکا یا کوئی بھی کہیں چلا گیا ہو اور لاپتہ ہو گیا ہو تو اس کو واپس لانے کیلئے نیچے کی آیتوں کو لکھ کر اس تعویذ کو نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر کی اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جائے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے، پتھر نہ ہو تو چکی کے دو پاٹوں کے درمیان اس کو بادیٹا چاہئے اور لفظ فلاں کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْ كَظَلَمْتَ فِیْ بَحْرِ لُجْجٍ یُّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظَلَمْتَ

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ یَكْذِبْ رَآهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوْرًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّوْرِ اِنَّا رَاۤءُ ذُوْهُ اِلَیْكَ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰی اُمِّهِ كَیْ تَفْرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یٰۤاِنِّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاۤتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ حَتّٰی اِذَا ضَاغَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاغَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَا مَلْجَاۤءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَیْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لَیْتُوْبُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ یَا هَادِی الصّٰلِّیْنَ وَیَا رَاۤءَ الصّٰلَةِ اُرْزُدْ عَلٰی صَالِیِّیْ فُلَاۤنٍ

غریبی دور ہونے کیلئے

بعد نمازِ عشاءِ اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں گیارہ مرتبہ تسبیح یا معوذہ کی پڑھ کر دُعا مانگیں اور چاہیں تو یہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کریں کہ بعد نمازِ عشاء آگے پیچھے سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دُعا مانگاؤں پڑھ کر دُعا کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ روزی میں فراخی اور برکت ہوگی۔

بچوں کا زیادہ رونا

یہ تعویذ لکھ کر بچوں کے گلے میں پہنائیں۔

أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ وَلَيْسَ فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَا ذُوقُوا

ب	ط	د
ز	ه	ج
و	ا	ح

سر درد کیلئے

یہ دُعا پڑھ کر بار بار سر پر دم کریں اور اسی کو لکھ کر سر میں باندھیں۔

بِسْمِ اللَّهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي بِيَدِهِ الشِّفَاءُ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

سر درد آدھا سیسی

یہ تعویذ لکھ کر سات تار کورے سوت کے دھاگہ میں باندھ کر سر میں باندھیں اور جس طرف درد ہوا دھر تعویذ رہے۔

۷۸۶

ف	محمد
مصطفیٰ	مرتضیٰ

☆ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى رَأْسِهِ الشَّرِيفِ وَالْإِلهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ☆

چند مفید باتیں

۱۔ اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے اور ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر ایک سو مرتبہ پڑھیں تو دین و دنیا کی بے شمار نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالْإِلَهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

۲۔ مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھ کر داخل ہوں اور یہ دعا پڑھیں۔

اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

۳۔ مسجد سے نکلتے وقت پہلے بائیں قدم باہر نکالو! اور یہ دعا پڑھو۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

۴۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو۔

اللّٰهُمَّ أَهْلُهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ يَا هَلَالُ

۵۔ کشتی اور جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لیں امن و امان سے سفر تمام ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَهَا وَمُرْسَهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ

۶۔ موٹر، ٹرین، رکشہ، ہوائی جہاز وغیرہ پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھو! سلامتی سے رہو گے۔

سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ

۷۔ جب سونے لگے تو یہ دعا پڑھ لے۔

اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيِي

۸۔ جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

۹۔ جب کوئی ڈراؤنا یا بُرا خواب دیکھے اور آنکھ کھل جائے تو تین مرتبہ یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پھر تین

مرتبہ بائیں طرف تھوکے پھر اگر سونا چاہے تو کروٹ بدل کر سوجائے ان شاء اللہ تعالیٰ بُرے خواب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

۱۰۔ جب آسمان سے کوئی تارا ٹوٹا ہو انظر آئے تو نگاہ نیچی کر لے اور یہ دعا پڑھے۔

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

۱۱۔ کوڑھی، اندھے، لنگڑے وغیرہ مریض یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو یہ دُعا پڑھ لے انشاء اللہ تعالیٰ اس مرض اور مصیبت سے محفوظ رہے گا، مگر زکام و آشوب چشم اور خارش کے مریضوں کو دیکھ کر یہ دُعا نہ پڑھے کیونکہ ان بیماریوں سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے وہ دُعا یہ ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا

۱۲۔ زہریلے جانوروں سے حفاظت کیلئے یہ دُعا صبح و شام کو پڑھ لیا کرو۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

اس دُعا کو جو صبح پڑھ لے وہ دن بھر زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے وہ رات بھر ان جانوروں سے امن و امان میں رہے گا۔

۱۳۔ قرض ادا ہونے کی دُعا۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ مِّسْوَاكَ

ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ اور صبح و شام سو مرتبہ روزانہ پڑھے اور اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھ لے۔

۱۴۔ بازار میں داخل ہو تو یہ کلمات پڑھ لے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ

عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۱۵۔ جب نیا لباس پہنے تو یہ پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ وَاتَّجَمَلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ

۱۶۔ جب آئینہ دیکھے تو یہ دُعا پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ

۱۷۔ جب کسی کو رخصت کرے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهُ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ

۱۸۔ سفر کیلئے روانہ ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو امن و سلامتی کے ساتھ سفر تمام ہوگا۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرٍ نَاهِذَا الْبَرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا هَذَا السَّفَرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ

۱۹۔ جب سفر سے واپس ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَيُّوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

۲۰۔ جب کسی منزل یا اسٹیشن پر اترے تو یہ دعا پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔

رَبِّ اَنْزِلْنِي مُبْرَكًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ

۲۱۔ آنکھوں میں سرمہ لگانے کے بعد اس دعا کو پڑھے۔

اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ

۲۲۔ کھانا کھانے کے بعد اس دعا کو پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَهَدَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ

۲۳۔ جب کوئی نعمت ملے تو یہ پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يَبْعَثُهُ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ

۲۴۔ ہر بلا، ہر نقصان سے امان ملنے کیلئے صبح کو اور شام کو تین تین مرتبہ اس دعا کو پڑھ لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر بلا اور ہر نقصان سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

۲۵۔ جب آندھی چلے تو یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ

۲۶۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَا فِنَا قَبْلَ ذَلِكَ

(۱۰) میلاد شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ذُو الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلِّ
صَلُّوْا عَلٰی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ مُصْطَفٰی مَا جَآءَ اِلَّا رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ

آواز ہو بلند درود و سلام کی محفل ہے ذکر مولدِ خیر الانام کی
اللہ کا ہے وظیفہ اور قدسیوں کا بھی کیا شان ہے رسولِ علیہ السلام کی
رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
مَرْحَبًا، مَرْحَبًا رَسُوْلَ اللّٰہِ
بھیج اے رب! میرے درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بزمِ ہستی کے تاجدار آئے گلشنِ دہر کی بہار آئے
جس کے دامن میں چھپ سکے دُنیا وہ رسولِ کرم شعار آئے

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بلکہ تمام عالم اور سارے جہان کے پیدا کرنے سے بہت پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس نور سے اپنی تمام کائنات کو شرف و جود سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُورِیْ اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے خلق فرمایا وَاَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ اور میں اللہ کا نور ہوں۔

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ مَرْحَبًا مَرْحَبًا رَسُوْلَ اللّٰہِ
بھیج اے رب میرے درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

برسہا برس بلکہ ہزاروں برس تک یہ نور محمد خداوندِ قدّوس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول و مصروف رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس مقدس نور کو ان کی پیشانی میں امانت رکھا اور جب تک خداوندِ عالم کو منظور تھا حضرت آدم علیہ السلام بہشت کے باغوں میں اپنی بیوی حضرت حوا کے ساتھ سکونت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب تک خداوندِ عالم کے حکم سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام بہشت بریں سے روئے زمین پر تشریف لائے اور بال بچوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا تو نور محمدی جو آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ وہ آپ کے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہوا اور سلسلہ بسلسلہ درجہ بدرجہ نور محمد

مقدس پیٹھوں سے مبارک شکموں کی طرف تفویض ہوتا رہا، اور جن جن مقدس پیشانیوں میں یہ نور چمکتا رہا ہر جگہ عجیب عجیب معجزات و خوارقِ عادات کا ظہور ہوتا رہا اور اس نور پاک کی برکتوں کے فیوض طرح طرح سے ظاہر ہوتے رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام مجبوراً ملائکہ ہو گئے اور تمام فرشتوں نے ان کے سامنے سجدہ کیا۔ یہی نور جب حضرت نوح علیہ السلام کو ملا تو طوفان میں اسی نور کی بدولت ان کی کشتی سلامتی کے ساتھ جودی پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہر گئی اور اسی نور محمدی کا فیضان تھا کہ جن بلند شعلوں کے اوپر سے کوئی پرند بھی نہیں گزر سکتا تھا۔ ایک دم ٹھنڈی اور سلامتی و راحت کا باغ بن گئی۔

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی تشریف آوری کے مشتاق و منتظر رہے اور ہر دور کے مقدس رسولوں کی جماعت آپ کی آمد کے انتظار میں آپ کی مدح و ثناء کا خطبہ پڑھنے میں مشغول رہی۔ چنانچہ زمانے کے مقدس نبیوں اور رسولوں کا یہ حال رہا کہ خلیل اللہ نے جس کے لئے حق سے دعائیں کیں ذبح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں جو بن کے روشنی پھر دیدہ یعقوب میں آیا جسے یوسف نے اپنے حُسن کے نیرنگ میں پایا دل یحییٰ میں ارمان رہ گئے جس کی زیارت کے لب عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شانِ رحمت کے

الغرض نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برابر ایک پیشانی سے دوسری پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا اور اپنے فیوض و برکات کے جلووں سے ہر دور کے لوگوں کو نورِ اقییت بخشتا رہا یہاں تک کہ یہ نور پاک حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کو ملا اسی نور اقدس کا طفیل تھا کہ ابرہہ بادشاہ حبش کا وہ لشکر جو کعبہ ڈھانے کیلئے چڑھائی کر کے آیا تھا حضرت عبدالمطلب کی بدولت چھوٹے چھوٹے پرندے ابا بیلوں کی کنکریوں سے پورا لشکر مع ہاتھیوں کے ہلاک و برباد ہو گیا اور خدا کا مقدس گھر خانہ کعبہ ایک کافر کے حملوں سے سلامت رہا۔

سَلِّمُوا يَا قَوْمُ بَلِّ صَلُّوا عَلَى الصِّدْرِ الْأَمِينِ مُصْطَفَى مَا جَاءَ الْأَرْحَمَةَ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

حضرت عبدالمطلب سے یہ نور پاک منتقل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور حضرت عبد اللہ سے آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض ہوا۔ ایامِ حمل میں طرح طرح کے فیوض و برکات کا ظہور ہوتا رہا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ ہر رات خواب میں ایک فرشتہ آ کر مجھے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت و خوشخبری سناتا رہا یہاں تک کہ وہ مقدس وقت قریب سے قریب تر ہوتا رہا کہ خزانہ قدرت کی سب سے زیادہ انمول دولت روئے زمین کی طرف متوجہ ہو اور خداوندِ قدوس کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت کا ظہور ہو چنانچہ

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا دُعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
 خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب اس مہینے کی
 ربیع الاول کے مبارک مہینے کی بارہویں تاریخ آگئی اس رات میں عجیب عجیب مناظر قدرت کے جلوے نظر آئے جن کے بیان
 سے زبان قاصد عاجز ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار مقدس فرشتوں کی فوج لے کر آسمان سے حرم کعبہ میں اتر پڑے،
 سبحان اللہ!

یہ ایک ہو گئی ساری فضا تمثال آئینہ نظر آیا معلق عرش تک اک نور کا زینہ
 خدا کی شانِ رحمت کے فرشتے صف بہ صف اترے پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اترے
 حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں جا کر خداوند قدوس کے حضور سر بسجود ہو کر دُعا مانگتے کہ یا اللہ! جلد اپنے محبوب
 کو دنیا میں بھیج دے اور ایک مرتبہ کاشانہ نبوت پر حاضر ہو کر بصدوق و شوق التجائیں کرتے کہ اِظْهَرُ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ
 اِظْهَرُ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اِظْهَرُ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ یعنی اے تمام رسولوں کے سردار ظاہر ہو جائیے اور اے تمام نبیوں کے خاتم
 تشریف لائیے اور اے تمام گناہگار اُمّت کو اپنی شفاعت کی کملی میں چھپانے والے آقا جلد ظہور پُر نور فرمائیے یہی عالم تھا کہ
 صبح صادق نمودار ہوئی اور سارے جہان کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہوئی کہ

ابھی جبریل اترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبد اللہ کے گھر سے
 مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آپہنچا! نجات دائمی کی شکل میں اسلام آپہنچا
 مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے
 بعد اندازِ یکتائی بغایت شانِ زیبائی امیں بن کر امانتِ آمنہ کی گود میں آئی
 یعنی نبی آخر الزماں خاتمِ پیغمبراں حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور ہر طرف مبارکباد کی
 صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور سرزمینِ حرم کا ذرہ ذرہ زبانِ حال سے یوں مترنم ریز تھا کہ

مبارک ہو کہ وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے گدائی کو زمانہ جس کے در پہ آنے والا ہے
 فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائیں گے کہ سلطان جہاں محتاج پرور آنے والا ہے
 چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو! خبر ذروں کو دو، مہر منور آنے والا ہے
 حسن کہہ دے اُنھیں سب امتی تعظیم کی خاطر کہ اپنا پیشوا اپنی پیہر آنے والا ہے

صلوٰۃ وسلام

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ	يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ	صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ
السلام اے تاج والے	دو جہاں کے راج والے
عاصیوں کی لاج والے	عرش کی معراج والے
يَا نَبِيَّ سَلَامٍ عَلَيْكَ	يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ	صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ
کاش حاصل ہو حضوری	دُور ہو جائے یہ دُوری
دیکھ لوں وہ شکل نوری	دل کی یہ حسرت ہو پوری
يَا نَبِيَّ سَلَامٍ عَلَيْكَ	يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ	صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ
دُکھ بھرے نالوں کا صدقہ	ناز کے پالوں کا صدقہ
کربلا والوں کا صدقہ	بھیک دو لالوں کا صدقہ
يَا نَبِيَّ سَلَامٍ عَلَيْكَ	يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ	صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ
تم شفیع المذنبین ہو	سرورِ دُنیا و دین ہو
صادق الوعد و امین ہو	رحمۃ للعالمین ہو
يَا نَبِيَّ سَلَامٍ عَلَيْكَ	يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ	صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ
بانی محفلِ سن لو!	سامعین کے دل کی سن لو!
رحم کے قابل کی سن لو!	عاشقِ بسمَل کی سن لو!
يَا نَبِيَّ سَلَامٍ عَلَيْكَ	يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ	صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ

حمد باری تعالیٰ

پوچھا گل سے یہ میں نے کہ اے خوبرو تجھ میں آئی کہاں سے نزاکت کی خُو
یاد میں کس کی ہنستا مہکتا ہے تو ہنس کے بولا کہ اے طالبِ رنگ و بُ

اللہ.....اللہ.....اللہ

عرض کی میں نے سنبل سے اے مشکبو صبح کو کر کے شبنم سے تازہ وضو
جھوم کر کون سا ذکر کرتا تو سن کر کرنے لگا دمدم ذکر ہو

اللہ.....اللہ.....اللہ

جب کہا میں نے بلبل سے اے خوش گلو کیوں چمن میں چبکتا ہے تو چار سو
دیکھ کر گل کے یاد کرتا ہے تُو وجد میں بول اٹھا وَحْدَهُ، وَحْدَهُ

اللہ.....اللہ.....اللہ

جب پیپیے سے پوچھا اے نیم جاں یاد میں کس کی کہتا ہے تو ”پی کہاں“
کون ہے ”پی ترا“ کیا ہے نام و نشان بول اٹھا وہی جس پہ شیدا ہے تو

اللہ.....اللہ.....اللہ

میں نے قمری سے کی جا کے یہ گفتگو گاتی رہتی ہے ”کو کو“ تو کیوں کو بکو
ڈھونڈتی ہے کس کی ہے آرزو؟ بولی سن میرا نغمہ ہے ”حَقِّ سِرَّة“

اللہ.....اللہ.....اللہ

آکے جگنو جو چکا مرے رو برو عرض کی میں نے اسے شاہد شعلہ رو
کس کی طلعت ہے تو کس کا جلوہ ہے تو؟ یہ کہا جس کا جلوہ ہے ہر چار سو

اللہ.....اللہ.....اللہ

میں نے پوچھا یہ پروانے سے دوبرد کس لئے شمع کی لو پہ جلتا تُو
شعلہ نار میں کس کی ہے جستجو؟ جلتے جلتے کہا اس نے ”يَانُورَةَ“

اللہ.....اللہ.....اللہ

اعظمیٰؐ گرچہ بے حد گنہگار ہے مجرم و بے عمل ہے خطا کار ہے
حق تعالیٰ مگر ایسا غفار ہے اس کی رحمت کا نعرہ ہے لَا تَقْنَطُوا

اللہ.....اللہ.....اللہ

فاتحہ سلسلہ

شجرہ مبارکہ ہر روز بعد نماز فجر ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اس کے بعد درودِ غوثیہ سات مرتبہ، الحمد شریف ایک مرتبہ، آیتہ الکرسی ایک مرتبہ، سورہ اخلاص سات مرتبہ، پھر درودِ غوثیہ تین مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخ کرام کی ارواحِ طیہہ کو نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لئے دُعاۓ عافیت و سلامتی کریں ورنہ اس کا نام بھی شاملِ فاتحہ کر لیا کریں۔

درود غوثیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مُّعَدِّنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پنج گنج قادری

بعد نماز فجر يَا عَزِيزُ يَا اَللّٰهُ بعد نماز ظہر يَا كَرِيْمُ يَا اَللّٰهُ
بعد نماز عصر يَا جَبَّارُ يَا اَللّٰهُ بعد نماز مغرب يَا سَتَّارُ يَا اَللّٰهُ
بعد نماز عشاء يَا غَفَّارُ يَا اَللّٰهُ

سب ایک ایک سو مرتبہ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف ان کو روزانہ پڑھنے سے دین و دنیا کی بے شمار برکتیں ظاہر ہوں گی۔

برائے قضاۓ حاجات

۱۔ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ آٹھ سو چوہتر مرتبہ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ اس قدر متعین تعداد میں با وضو قبلہ رو دو زانو بیٹھ کر تاحصول مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں بے گنتی بے شمار پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

۲۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ساڑھے چار سو مرتبہ روزانہ تاحصول مراد پڑھیں، اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ، جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کو بکثرت پڑھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

۳۔ ”طفیل حضرت دگلیر دشمن ہوئے زیر“ بعد نماز عشاء ایک سو گیارہ مرتبہ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں، یہ تینوں عمل نہایت مجرب اور آسان ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

مناجات

یا الہی! ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
یا الہی! بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
یا الہی! گورتیرہ کی جب آئے سخت رات
یا الہی! جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
یا الہی! جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
یا الہی! گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
یا الہی! رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
یا الہی! جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم سے
یا الہی! جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
یا الہی! جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے

جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو
شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو
امن دینے والے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو
ساقیٰ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
ربِ سلم کہنے والے پیشوا کا ساتھ ہو
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو